نوائے افغان جہاد

جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ　اپریل 2015ء

اسیروں کا چُھڑانا ایک معیّن فرض ہے تم پر
کہ فکوا العانی ہے حکم نبیؐ جو قرض ہے تم پر

خلیفۃ الرسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مسلمانانِ یمن کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان یمنی مومنوں اور مسلمانوں کے نام جن کو میرا یہ خط سنایا جائے،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

''میں اُس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر جہاد فرض کیا ہے اور انہیں حکم دیا ہے کہ جہاد کے لیے نکلیں خواہ ہلکے ہوں یا بوجھل! اُس نے فرمایا ہے: ''جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال اور جان سے''......اس سے ظاہر ہوا کہ جہاد ایک اہم ترین فریضہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کو ہم نے شام جا کر رومیوں سے جہاد کرنے کی دعوت دی، انہوں نے اس دعوت کو گرم جوشی سے مانا، مسلح ہوئے اور جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ جہاد کے لیے ان کے دلوں میں سچی لگن تھی، حصولِ ثواب کی آرزوئیں ان کے سینوں کو گرما رہی تھیں۔

اللہ کے بندو! جس جہاد کے لیے انہوں نے پیش قدمی کی ہے آپ بھی کیجیے! ضروری ہے کہ آپ کے دل میں اس کی سچی لگن ہو، کیونکہ دو نعمتوں میں ایک سے آپ ضرور بہرہ مند ہوں گے: شہادت یا فتح اور مالِ غنیمت! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں سے اس پر راضی نہیں کہ اطاعت کا زبانی اقرار کریں، وہ عملی اطاعت چاہتا ہے۔ وہ اپنے اہل عداوت کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ ''دین حق'' کو اختیار نہ کرلیں یا مسلمانوں کے ماتحت بن کر جزیہ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دین کی حفاظت کرے، آپ کے دلوں کو ہدایت دے اور آپ کے اعمال کو برائیوں سے پاک فرمائے اور مجاہدین صابرین کا آپ کو اجر عطا فرمائے''۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

[فتوح الشام]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۴

جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ | اپریل 2015ء

سیدنا عتبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا ''اٹھو اور دشمنوں سے لڑو''۔ یہ سن کر ایک شخص نے دشمن پر تیر چلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس کے لیے جنت واجب ہوگئی''۔ (مسند احمد)

اس شمارے میں

اداریہ

تزکیہ و احسان — اصلاح و استفادہ سے کوئی مستغنی نہیں ۔۔۔ ۳

دُعا کی اہمیت ۔۔۔ ۵

علاجِ کبر ۔۔۔ ۷

ربّانی پیمانے ۔۔۔ ۱۰

شمالی وزیرستان......حقیقی تصویر — میدان میں مجاہدین فتح یاب......ٹی وی اخبار میں فوجی ''فتوحات'' ۔۔۔ ۱۲

فکر و منہج — اسلامی نظام کے لیے مسلح جدوجہد ۔۔۔ ۱۵

خونِ مسلم کی عصمت ۔۔۔ ۱۸

فلنکن کالنحلۃ......ہمیں چاہیے کہ شہد کی مکھی کی مانند بن جائیں ۔۔۔ ۲۰

جہاد کل بھی جاری تھا، آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا ۔۔۔ ۲۲

ایمان کے ڈاکو ۔۔۔ ۲۴

طاغوتی ایجنسیوں کے حربے اور ان کا سدِ باب ۔۔۔ ۲۵

پاکستان کا مقدر......شریعت اسلامی — صلیبیوں کے ہاتھوں سوختہ لاشیں...... ''قلعۂ اسلام'' میں اسلام کی اجنبیت ۔۔۔ ۲۸

شہر کراچی سیاسی و فوجی اسٹیبلشمینٹ کی تجربہ گاہ ۔۔۔ ۳۰

قافلہ سالار بھی ہے؟ ۔۔۔ ۳۳

کمزور حافظہ اور میڈیا ۔۔۔ ۳۵

عالمی منظر نامہ — اہل سنت کے خلاف شیعہ جارحیت ۔۔۔ ۳۶

عالمی جہاد — جہادِ شام......ماضی، حال، مستقبل ۔۔۔ ۴۰

افغان باقی کہسار باقی — امریکی افواج کے انخلا میں تاخیر ۔۔۔ ۴۲

امریکی افواج کی موجودگی اور مذاکرات کا مکر ۔۔۔ ۴۴

ہجرت کے راہیوں کی یادیں — انصار کی بستی کی کچھ ایمان افروز یادیں ۔۔۔ ۴۶

میدانِ کارزار کی یادیں — فمنهم من قضى نحبه ۔۔۔ ۴۹

میدانِ کارزار سے...... — ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے! ۔۔۔ ۵۲

جن سے وعدہ ہے مر کر بھی جو نہ مریں — ملا راز محمد خنجریؒ......ایک زندگی، ایک بندگی ۔۔۔ ۵۴

'فکوا العانی' ہے حکم نبیؐ...... — قندھار ایئر بیس کا عقوبت خانہ ۔۔۔ ۵۷

اس کے علاوہ دیگر مستقل سلسلے

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

NawaiAfghan.blogspot.com
NawaeAfghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظام کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

عدو سے آگہی رکھنا مجاہد کی بصیرت ہے!

دورِ حاضر میں مسلم امہ بیک وقت صلیبی صیہونی فساد اور فتنۂ روافض کی شرانگیزیوں کا شکار ہے……المیہ یہ ہے کہ ان کے مچائے اندھیر اور برپا کیے گئے شرور کو سہتے ہوئے زمانے بیت گئے ہیں لیکن مسلمانوں کی اکثریت نہ اپنے دشمنوں کو پہچان پائی ہے اور نہ ہی اپنے محسنین اور دوستوں سے آگاہ ہوسکی ہے! مجاہدین' دفاعِ اسلام اور اہل ایمان کی عزت، جان، اموال اور مقدسات کی حفاظت کے لیے ہر محاذ پر صلیبی صیہونی فساد اور رافضی فتنہ کے آگے دیوار بنے کھڑے ہیں لیکن امت مسلمہ کا اپنے اس 'دفاعی حصار' سے معاملہ بالکلیہ بیگانگی اور ناآشنائی پر مبنی رویوں کا رہا……اس کے برعکس وہ جو مسلم سرزمینوں میں فساد برپا کرنے والوں کے ''صف اول کے اتحادی'' ہونے پر اِتراتے اور فخر کرتے ہیں اُنہیں اپنی گردنوں پر سوار رکھا جاتا ہے اور اُن کے ہر طرح کے ظلم وتعدی کے باوجود اُنہیں ''نجات دہندہ'' اور سرپنچ بنایا جاتا ہے، امت کے سروں پر بیٹھی یہی خائن قیادت ہے جسے مسلمانوں کے کسی زخم اور گھاؤ کی سرے سے کوئی پرواہ نہیں ہوتی، شرط یہ ہے کہ ان کی شاہیوں، صدارتوں، وزارتوں، سلطانیوں اور جرنیلیوں پر کوئی حرف نہ آئے! بس یہ، ان کی شاہیاں، عشرت کدے، طرب گاہیں، محلات، کاخ وقصر، ایوان وقلعے، عیش وطرب کے سامان اور موج وسرور کی محفلیں محفوظ ومامون رہیں……باقی امت کے بوڑھے، ضعیف، اطفال و نونہال، مردوزن کٹ کٹ کر گرتے رہیں اور ان کے خون سے شہروبَن کی گلیاں وبازار رنگین ہوجائیں' حرام ہے کہ انہیں ذراسی جھرجھری بھی آجائے!!! یہی معاملہ یمن کا ہے……بلاشبہ رافضی تو ہر جگہ اور ہر محاذ پر اپنے بے اصل مذہب اور مفسد عقیدے ہی کی بنیاد پر لڑ رہے ہیں، وہ یمن کے حُوثی ہوں، شام کے نُصیری ہوں یا لبنان وایران کے اثنائے عشری! ان سب کا سرغنہ مجوسی ایران ہے جس کی پیٹھ یہود ونصاریٰ کھُل کر ٹھونکتے ہیں اور اب تو ایٹمی معاہدے کے بعد 'مرگ بر امریکہ' کے نعروں کی بجائے ''شیطان بزرگ'' سے کھُلے بندوں دوستی واخوت کے رشتے قائم ہوچکے ہیں……ان روافض کا پورے خطے میں فتنہ پھیلانے کا مقصد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ملنے والی ذلت اور مفتوح ہونے والے علاقوں کی واپسی کے ساتھ ساتھ سرزمینِ حرمین پر قبضہ بھی ہے، جہاں ان کی مذہبی کتابوں کے مطابق [نعوذ باللہ من ذالک] حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبورِ مبارکہ کی مسماری اور اس سے بھی آگے بڑھ کر [نقلِ کفر، کفر نباشد' خاکم بدہن] ان پاکیزہ ہستیوں کے مطہر اجسام کو آغوش لحد سے نکال کر اُن پر 'حدنافذ' کرنا ہے……یہ الفاظ لکھتے ہوئے قلم کو تھامے ہاتھ ایسے ہیں گویا ان پر فالج گر گیا ہو، لیکن روافض کے اہلِ اسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض، عداوت اور کینہ کو بیان کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں……حیرت وتاسف تو ''مسلم'' حکمرانوں پر ہے اور نوحہ تو اُن کی بے حسی وبے غیرتی کا لکھنا چاہیے کہ جنہوں نے اس رافضی فتنہ سے صرف اور صرف اپنی بقا، سلامتی اور استحکام کے لیے اغماض ہی نہیں برتا بلکہ جب اور جہاں موقع ملا اُنہیں مجاہدین کے مقابلے میں مضبوط وطاقت ور کرنے کے لیے ہر طرح کے وسائل جھونک دیے……آج اگر یمنی حُوثیوں کے ہاتھ آل سعود کی گردنوں تک پہنچ رہے ہیں تو وہ کون تھا جس نے ان حُوثیوں کو مجاہدین القاعدہ فی جزیرۃ العرب کے مقابلے میں منظّم ومضبوط کرنے کے لیے ہتھیاروں سمیت ہر طرح کے وسائل فراہم کیے تھے؟ یہی سعودی شاہ تھے جن کی اسلام اور جہاد سے غدر وخیانت کی فطرت نے اُنہیں ایسا کرنے پر اُکسایا، پھر اپنے رافضی بھائیوں کی مدد کے لیے ایران بھی آیا اور امریکہ نے بھی اس فتنہ کو پروان چڑھانے میں وہی کردار ادا کیا جو وہ ہر جہاد مخالف قوت کی پشتی بانی کر کے کرتا رہا ہے……لہٰذا آج اگر عرب حکمرانوں کی 'متحدہ افواج' اور پاکستانی کرائے کی فوج یمن میں حُوثیوں کے تعاقب میں ہے تو ایسا قطعی طور پر اسلام اور دین کی خاطر نہیں ہورہا……اگر اہل اسلام کا ہی خیال ہوتا تو شامی مسلمانوں پر بشار قصائی نے جو قیامتیں توڑ دی ہیں اُن پر مجرمانہ خاموشی کیوں اختیار کی جاتی؟ مارچ ۲۰۱۱ء کے بعد شامی مسلمانوں پر کیسے کیسے ہولناک مظالم ڈھائے گئے، محض معصوم بچوں اور خواتین کا ہی ذکر کیا جائے تو کڑی صعوبتوں کے ایسے امتحان سے اُنہیں گزارا گیا کہ چٹانوں سے مضبوط وجود جن کے متحمل نہ ہوسکتے! فقط مشرقی غوطہ پر ہونے والے کیمیائی حملوں کے مناظر پر ہی نظر ڈال لی جائے تو گلاب سے نازک نونہالوں کا سانس لینے کو ترسنا اور بغیر کسی چیخ وپکار کے گھُٹ گھُٹ کر جاں ہار جانا……یہ روح فرسا مناظر تو اب بھی اہلِ ایمان کے دلوں کو چھیدرہے اور اُن کی نیندوں کو اُچاٹ رہے ہیں……اسی طرح عراق، لبنان اور ایران کے سنی علاقوں میں شیعوں کے مظالم کی داستانیں ایسی ہیں کہ جنہیں الفاظ کا پہناوا پہناتے ہوئے بھی جسم وروح پر گہرے گھاؤ اور کاری زخم لگتے محسوس ہوتے ہیں لیکن اس سارے عرصے میں کسی عرب حکمران کو ہوش نہ آئی نہ ہی کسی ''واحد اسلامی ایٹمی طاقت'' کو اِن اہل ایمان کا درد اُٹھا……اس میں دورائے نہیں ہوسکتیں کہ روافض اپنے باطل عقائد اور جھوٹے مذہب ہی کی خاطر فساد برپا کیے ہوئے ہیں لیکن ''پاکستانی وقار'' اور آل سعود سمیت عرب حکمرانوں کا ان کے خلاف نکلنے کے پیچھے کوئی مذہبی محرک ہے، نہ دینی جذبہ کارفرما ہے……ان میں سے کوئی اپنی سلطنتوں کے تحفظ اور کوئی [ڈالروں کی برسات کے بعد] ریال کی ''نہروں'' میں غوطہ زنی کے شوق میں اُن سانپوں کو کچلنے نکلے ہیں جنہیں آل سعود نے دودھ پلا پلا کر پالا ہے! ایسے میں مجاہدین اپنے رب سے یہی دعا کرتے ہیں جو آقائے مدنی، سرکار دوعالم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے کہ **اللّٰھم اضرب الظالمین بالظالمین ،اللھم اھلک الظالمین بالظالمین واخرجنا من بینھم سالمین**……

ان حالات میں پاکستان کے مسلمانوں کے سوچنے سمجھنے اور غور وتدبر کرنے کے بھی بہت سے پہلو ہیں……پاکستان میں خاموش بلکہ مدہوش اکثریت کا فائدہ اٹھا کر روافض نے منظّم ومربوط انداز میں اپنی جڑیں مضبوط کرنا شروع کیں ہیں س……اور آہستہ آہستہ ''اتحاد بین المسلمین'' کے پُرفریب نعروں اور 'تقیہ' کی تاریخی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے نظام مملکت میں حاوی ہوتے چلے گئے……پاڑہ چنار اور تعلیم القرآن راول پنڈی میں شیعہ اپنی درندگی کے مظاہر دکھا چکا ہے، مجاہدین کے خلاف آپریشن در آپریشن کرتی پاکستانی فوج اور اُس کے خفیہ اداروں نے ایرانی دہشت گردوں اور سفاک شیعوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے……شام، یمن، عراق اور لبنان میں روافض نے اہل سنت کو جس حیوانیت اور وحشت کی بھینٹ چڑھایا ہے اُسے دیکھ کر پاکستان کے مسلمان اپنے لیے پیش بندی کر رکھیں……ان سطور میں پہلے تسلسل سے عرض کیا جاتا رہا ہے کہ اپنی صفوں کو ترتیب دینے اور اعداد وتیاری کے مراحل کو جلد از جلد شروع کرنے کا تہیہ کریں، فنونِ حرب وضرب سے آگہی اور اُن میں تخصص پیدا کرنے کی جستجو کو سینوں میں زندہ کریں، نوجوانانِ اسلام کو مومن کے 'زیور' سے آراستہ وپیراستہ کرنے اور اُن میں ذوقِ اسلحہ کی افزائش کرنے کی رِیت پروان چڑھائیں، صلاح الدین ایوبی کی طرح صلیبیوں کی پشت مضبوط کرنے والے آج کے ''فاطمیوں'' کی سرکوبی کا عزم کریں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے علمی ابواب کو عمل کی دنیا میں نافذ کریں، طالبانِ عالیشان کے اختیار کردہ آن وشان والے منہج نبوی پر چلنے کا حوصلہ پیدا کریں اور ان مجاہدین کی قدر کریں، اُن کا ساتھ دیں جو وقت آنے پر آپ کے دفاع کے لیے اپنے سروں کی فصیلیں قائم کریں گے……''ڈھول سپاہیوں'' اور جرنیلی ٹولے سے کسی قسم کی امید اور توقع رکھنا کارِعبث کے سوا کچھ نہیں کیونکہ ''امریکہ ایران دوستی'' کو دیکھ کر اس کی خاطر کھڑے ہونے پر ''ڈالروں کی بہار'' آتی دکھائی دی تو اس فوج میں سے ایک نہیں بیسیوں جنرل قاسم سلیمانی برآمد ہوں گے!!!

اصلاح واستفادہ سے کوئی مستغنی نہیں

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا:

کوئی شخص اگر ایسا ہو کہ بولنے پر آئے تو بولتا جائے اور لکھنے پر آئے تو لکھتا جائے اور دنیا بھر کے لوگ مل کر اس کی تعریف کرنے لگیں تو اس سے کچھ نہیں ہوتا، بلکہ ''سرّ دین'' جس کو علامہ اقبال نے کہا ہے اس کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور وہ اللہ کے ان خاص بندوں ہی کے پاس ہوتا ہے......یہی چیز تھی جس کی وجہ سے حضرت ملا نظام الدین رحمہ اللہ بانی درس نظامیہ نے سید عبدالرزاق بانسوی رحمہ اللہ کا دامن پکڑا، جو بالکل ہمارے بارہ بنکی اور لکھنؤ کے دیہات کی بولی بولتے تھے، جیسے آوت ہے، جاوت ہے۔(یعنی آتا ہے، جاتا ہے)......یہ ان کی زبان تھی، مگر ملا نظام الدین رحمہ اللہ کا حال یہ ہے کہ مناقب رزاقیہ میں دیکھتے چلے جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو ان کے سامنے بالکل ہیچ سمجھ رہے ہیں......

آپ ہر دور میں اس کی مثال دیکھیں گے، تیرہویں صدی میں مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہ اللہ، جن کو شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ خود شیخ الاسلام کا لقب دیتے ہیں اور مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ جن کو (شاہ صاحب رحمہ اللہ) حجۃ الاسلام کے لقب سے یاد کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ اور حجۃ الاسلام مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ اگرچہ یہ دونوں میرے عزیز ہیں اور مجھ سے چھوٹے ہیں، مگر اظہار حق واجب ہے، اس لیے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو وہ مقام عنایت فرمایا ہے کہ جو کم تر کسی کو حاصل ہے، نیز فرماتے ہیں کہ ان کو مجھ سے کم نہ سمجھو......

تو ان لوگوں کو دیکھئے کہ سید احمد شہید رحمہ اللہ سے رجوع ہوئے، جو کہ اُمّی تو نہیں تھے، مگر محض فارسی داں تھے اور جو کوئی پاس سے گزرتا اس سے پوچھتے ارے بھائی! اس لفظ کے کیا معنی ہیں ذرا بتاتے جایئے......ان کا یہ علم تھا اور مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ سے تو انہوں نے پڑھا بھی تھا، اس کے باوجود ان دونوں حضرات نے سید صاحب رحمہ اللہ کی رکاب جو تھامی ہے تو مرتے دم تک نہیں چھوڑی......جب کوئی پوچھتا کہ آپ لوگوں نے سید صاحب میں کیا بات دیکھی جس کی وجہ سے ان کی طرف رجوع کیا، حالانکہ وہ علم میں بھی آپ کے مقابلے میں کوئی مقام نہیں رکھتے؟ تو فرماتے: ''بھائی! ہم کو نماز پڑھنی بھی نہ آتی تھی، انہوں نے نماز پڑھنا سکھایا، روزہ رکھنا نہ آتا تھا انہوں نے روزہ رکھنا سکھایا''......

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس جیسی اور بہت سی چیزیں ہیں، یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی جگہ ایسی ہو جہاں پڑھے لکھوں کو بھی جا کر معلوم ہو کہ میں کچھ نہیں ہوں......اگر خوانخواستہ ایسی جگہیں ختم ہو گئیں اور ایسے اللہ کے بندے نہ رہے، اگر صرف مدّعیانِ علم رہ گئے اور ہم جیسے لوگ رہ گئے جن کے متعلق لوگ معلوم نہیں کیا کیا سمجھتے ہیں تو یہ بڑے خطرے کی بات ہے......

عالم نشود ویراں تا میکدہ آباد است:

اللہ کا بہت بڑا فضل ہے کہ کچھ ایسے حضرات موجود ہیں، جہاں نہ کسی خوش بیانی کی ضرورت ہے اور نہ کسی بڑے وسیع مطالعہ کی حاجت، یہ سب چیزیں تو ہر جگہ موجود ہیں۔

علم کتاب وعلم لدنّی میں فرق ہے:

میں تو کہا بھی کرتا ہوں اور اس میں تنہا نہیں ہوں کہ آج کل کے علما کے وعظ میں میرا جی نہیں لگتا۔ جلسے کی تحقیر اور علما کی تنقیص نہیں کرتا اور اس کے فائدہ کا بھی انکار نہیں، لیکن خدا جانے کیا بات ہے؟ بیماری ہی سمجھ لیجیے کہ میرا جی نہیں لگتا، ہمارا جی تو بس ایسے وعظ میں لگتا ہے جس میں خالص اللہ اور اس کے رسول کی بات پرانے انداز سے کہی جائے اور جنت اور دوزخ کا تذکرہ کیا جائے، چنانچہ جب یہ حضرات تقریر کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ یہ کتابی علم ہے، نہ کتابوں کی باتیں ہیں، بلکہ یہ علمی باتیں ہیں، سیدھی سادی دین کی باتیں ہیں اور ایسے انداز سے کہی جاتی ہیں کہ ہم کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔

حضرت مولاناؒ کی خدمت میں بھی ہم جب آتے تھے تو معلوم ہوتا کہ جو کچھ فرما رہے ہیں وہ حقیقت ہے اور ان کے یہاں لب لباب ہے، یہ نہیں کہ ایک چیز کو خوب پھیلا کر بیان کیا جا رہا ہے، یہ چیز تو ہم کو دوسری جگہ نہیں ملتی، ہمارے یہاں کتب خانے ہیں اور دوسرے ذرائع ہیں جن سے ہم کسی بھی مضمون کو پھیلا سکتے ہیں، لیکن ان حضرات کے یہاں جو حقائق ہیں ان کی نوعیت ہی کچھ اور ہے۔

مولانا جامی صاحب نے ایک عالم کا جو مکالمہ سنایا کہ میں اور جگہوں پر گیا وہاں یہ چیز محسوس نہ ہوئی جو حضرتؒ کی خدمت میں آکر محسوس ہوئی، اس کے متعلّق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ بزرگوں کے یہاں کوئی نیا دین، کوئی نیا علم، کوئی نئی تحقیق، کوئی نیا انکشاف نہیں ہے، اس بارے میں بھی لوگ بہت غلط فہمی میں ہیں، معلوم نہیں کیا سمجھتے ہیں کہ بزرگانِ دین کے یہاں جا کر کیسے کیسے دین کے اسرار ونکات اور عجیب عجیب

یکم مارچ: صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......بارودی سرنگ دھماکہ......فوجی ٹینک بارودی تباہ ہوا......5 اہل کار ہلاک

تحقیقات سننے میں آئیں گی، کہیں کہیں یہ بھی ہوتا ہے، چنانچہ محی الدین ابن عربی کے یہاں، مجدد الف ثانیؒ اور شیخ مخدوم یحیٰ بہاریؒ کے یہاں تو ایسے ایسے نکات ہیں کہ بڑے بڑے فلسفی ان کے سننے کے بعد کان پکڑ لیں اور سمجھیں کہ مجھے تو علم کی ہوا بھی نہیں لگی، لیکن ان حضرات کے یہاں سے جو چیز لینے کی ہے وہ یہ کہ صورت اور رسم میں حقیقت پیدا کی جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی خلاصہ بھی ہے تصوف کا، جس کا مطلب گویا بس اس کے سوا کچھ نہیں کہ نماز تو پڑھتے ہیں، صحیح نماز پڑھنے لگیں اور دین کے سارے شعبوں میں حقیقت نہیں تھی، نیت صحیح نہیں تھی، اخلاص صحیح نہیں تھا، حقیقت پیدا ہو جائے اور نیت درست ہو جائے، نیز ان کا ادب واحترام پیدا ہو جائے، احکام شرعیہ کا اہتمام اور انتظام یہ دونوں ہی چیزیں ضروری ہیں۔

حضرت مولاناؒ کی تصنیف ''تصوف اور نسبتِ صوفیہ'' اس سلسلہ کی بہترین چیز ہے، میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا، پھر کہہ رہا ہوں کہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ دوسری زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا جائے اور علما خاص طور پر اس کو پڑھیں، کیوں کہ تصوف کی اصطلاح نے ہی اس پر پردہ ڈال دیا ہے، لہٰذا بجائے تصوف کے، جیسا کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ کا معمول تھا، اس کو ''نسبتِ احسان'' یا ''حقیقت'' سے تعبیر کیا جائے، اگر سب حضرات مل کر اس بات کو قبول کر لیں اور گویا یہ کام مشکل ہے لیکن اگر ہو جائے تو کیا خوب ہے کہ منکرین تصوف سے ہمارا آدھا اختلاف تو اسی سے ختم ہو جائے گا۔

اخلاص نیت واحتساب تصوف ھے:

تصوف کا لب لباب اور خلاصہ یہی ہے کہ جو کچھ ہم صبح سے شام تک کرتے رہتے ہیں، بغیر نیت کے اور بغیر کسی احتساب کے، وہ ہم احتساب اور نیت کے ساتھ کرنے لگیں۔ ہمارے اندر اصلیت پیدا ہو جائے، نیز اس کی اہمیّت پیدا ہو جائے، گویا نمک ہے، مگر اس میں نمکینی نہیں ہے، شکر ہے، مگر اس میں مٹھاس نہیں ہے، مٹھاس پیدا ہو جائے، پانی ہے، مگر اس میں برودت اور تسلی دینے اور پیاس بجھانے کی صلاحیت نہیں، وہ ایسا ہو جائے کہ اس سے ہمارا حلق تر ہو رہا ہو، ہمارے جسم کا ایک ایک عضو تر ہو رہا ہو اور ہماری زبان سے اللہ کا شکر ادا ہو، ہمارے اور پانی کے درمیان جو رشتہ ہے حقیقت میں وہ ٹوٹ گیا ہے۔ پانی بھی موجود ہے اور ہم بھی ہیں، لیکن پانی سے جو فائدہ ہم کو پہنچنا چاہیے وہ نہیں پہنچ رہا ہے، اس میں پانی کا نقص کم اور ہمارا نقص زیادہ ہے، بس یوں سمجھ لیجیے کہ ہمارے اور اس کے درمیان پل ٹوٹ گیا ہے، پل تعمیر کر لیجیے، تا کہ اپنا کام کرنے لگے، اللہ کی نعمتیں بٹ رہی ہیں، اللہ کی دنیا بالکل اسی طریقے سے ہے جیسی تھی، لیکن اس سے استفادہ کے جو وسائل تھے وہ کمزور ہو گئے ہیں۔ بقول اکبر مرحوم

؎ اللہ کی راہ اب تک ہے کھلی آثار ونشاں سب قائم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ پر چلنا چھوڑ دیا

یہی حال دین کی نعمتوں کا ہے، قرآن وہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وہی، احکام شرعیہ سب وہی اور ان پر اللہ کے جو وعدے ہیں سب برحق، لیکن ہمارے اور ان کے درمیان جو رشتہ ہونا چاہیے تھا اعتقاد کا، یقین کا، بھروسے کا اور شوق کا، وہ ٹوٹ چکا ہے، اسی کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے، بس یہی چیزیں ان حضرات سے لینے کی ضرورت ہے اور اسی کے وہ امام تھے۔ ان کی تحریریں اور ان کے ملفوظات اور ارشادات ابھی بھی موجود ہیں اور ان میں وہی تاثیر ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے جو گرامی نامہ میرے نام تحریر فرمایا تھا، اس میں خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کی ایک عبارت بھی نقل فرمائی تھی، جس میں ففروا الی اللّٰہ تحریر تھا، میں نے جب حضرت کا وہ خط پڑھا تو مجھ پر کئی دن تک اس کا اثر رہا، خواجہ معصوم رحمہ اللہ کا مضمون بالکل ایسا ہوا کہ ایک زندہ چیز ہے اور ابھی کسی اللہ کے بندے نے لکھا ہے۔ ایک تو حضرت خواجہ محمود معصومؒ کی تحریر، پھر حضرتؒ کا اس کو نقل کرنا، ان دونوں باتوں کے امتزاج سے اس میں اثر ہی دوسرا تھا۔

خدا کا شکر ہے ''جائے بزرگان بجائے بزرگاں'' آج حضرت تو نہیں ہیں، مگر حضرت کے جو معمولات تھے اور ان کی اصلاح وتربیت کا جو طریقہ تھا وہ آپ حضرات نے اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے جاری رکھا ہے، حضرتؒ کی یہ مقبولیت اور خصوصیّت ہے، ورنہ بہت سی جگہ دیکھا کہ جب وہ بزرگ اٹھ گئے تو سب چیزیں ختم ہو گئیں اور وہ جگہ خالی ہو گئی، سوا اس کے کہ جا کر زیارت کر لیجیے، کوئی پیغام وہاں سے نہیں ملتا اور دل کی دوا وہاں نہیں ملتی۔

☆☆☆☆☆

''پاکستانی نظامِ حکومت واقعتاً اسلامی بنیادوں پر قائم ہے تو پھر اس سے اس قدر فساد و بگاڑ اور مغرب کی اندھی غلامی کیونکر پیدا ہو رہی ہے؟ اگر پاکستانی نظام واقعتاً اسلامی بنیادوں پر قائم ہے تو پھر اس کا نظام تعلیم اس قدر مہلک اور تباہ کن کیوں ہے؟ آخر کیوں اس نظام تعلیم سے ایسی نسلیں تیار ہو رہی ہیں جو اسلام سے جذباتی وابستگی رکھنے کے باوجود قول وعمل میں مکمل طور پر مغربی ثقافت اختیار کر چکی ہیں؟ اگر پاکستان کا نظام واقعتاً اسلامی بنیادوں پر قائم ہے تو پاکستان کی فوج' جو اس ملک کی بے تاج بادشاہ ہے' کے لیے امریکی غلامی کو اپنے گلے کا ہار بنانا کیسے ممکن ہو پایا ہے؟ بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ پاکستانی نظام اسلامی بنیادوں پر قائم ہو اور پھر بھی ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام پر جاری اسلام کے خلاف جنگ میں پاکستان امریکہ کا سب سے بڑا اتحادی بن جائے؟''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ

کیم مارچ: صوبہ ہرات.........چشت شریف اور شینڈنڈ اضلاع.........بارودی سرنگ دھماکے.........ایک فوجی گاڑی اور فوجی ٹینک تباہ.........متعدد فوجی ہلاک اور زخمی

دُعا کی اہمیّت

شہیدِ اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

دُعا کے معنی اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور اس کی بارگاہ میں اپنی احتیاج کا دامن پھیلانے کے ہیں۔ دُعا کی اہمیّت اسی سے واضح ہے کہ ہم سراپا احتیاج ہیں اور ہر لحہ دُنیا و آخرت کی ہر بھلائی کے محتاج ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

دُعا مومن کا ہتھیار ہے، دین کا ستون ہے اور آسمان و زمین کا نور ہے۔ (مسندِ ابویعلیٰ، مستدرک حاکم)

ایک اور حدیث میں ہے:

دُعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے:

دُعا عین عبادت ہے۔ (مسندِ احمد، نسائی، ابوداؤد، ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

دُعا رحمت کی کنجی ہے، وضو نماز کی کنجی ہے، نماز جنت کی کنجی ہے۔ (دیلمی)

ان ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دُعا کتنی محبُوب ہے، اور کیوں نہ ہو؟ وہ غنیِ مطلق ہے اور بندوں کا عجز وفقر ہی اس کی بارگاہِ عالی میں سب سے بڑی سوغات ہے۔ ساری عبادتیں اسی فقر واحتیاج اور بندگی و بے چارگی کے اظہار کی مختلف شکلیں ہیں۔ دُعا میں آدمی بارگاہِ الٰہی میں اپنی بے بسی و بے کسی اور عجز وقصور کا اعتراف کرتا ہے، اسی لیے دُعا کو عین عبادت بلکہ عبادت کا مغز فرمایا گیا، عبادت سے جس شخص کے دِل میں بندگی کی یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی وہ عبادت کی حلاوت وشیرینی اور لذّت آفرینی سے محروم ہے۔

سب سے افضل دُعا:

حدیث میں ارشاد ہے:

''تم اپنے رَبّ سے دُنیا وآخرت کی عفو وعافیت مانگو، کیونکہ دونوں چیزیں دُنیا میں بھی مل گئیں اور آخرت میں بھی تو تم کامیاب ہوگئے''۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے:

''جس کے لیے دُعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے، اور اللہ تعالیٰ سے جتنی چیزیں مانگی جاتی ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ آدمی عافیت مانگے''۔ (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے افضل دُعا یہ ہے:

اَللّٰهُمّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت ۲۰۱ میں جو دُعا مذکور ہے وہ بھی بہت جامع ترین دُعا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہی دُعا فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

کن اوقات کی دُعائیں موثر ہوتی ہیں؟

رحمتِ خداوندی کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے، اور ہر شخص جب چاہے اس کریم آقا کی بارگاہ میں بغیر کسی روک ٹوک کے اِلتجا کرسکتا ہے، اس لیے دُعا تو ہر وقت ہی موثر ہوتی ہے، بس شرط یہ ہے کہ کوئی مانگنے والا ہو اور ڈھنگ سے مانگے۔ دُعا کی قبولیت میں سب سے زیادہ موثر چیز آدمی کی عاجزی اور لجاجت کی کیفیت ہے، کم ازکم ایسی لجاجت سے تو مانگو جیسے ایک بھیک منگا سوال کیا کرتا ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے:

''اللہ تعالیٰ غافل دِل کی دُعا قبول نہیں فرماتے''۔

اور قرآن مجید میں ہے:

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ (النمل: ۶۲)

''کون ہے جو قبول کرتا ہے بے قرار کی دُعا، جب کہ اس کو پکارے''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُعا کی قبولیت کے لیے اصل چیز پکارنے والے کی بے قراری کی کیفیت ہے۔ قبولیتِ دُعا کے لیے ایک اہم شرط لقمہ حلال ہے حدیث میں ارشاد ہے کہ:

''ایک شخص گرد وغبار سے اَٹا ہوا، پراگندہ بال، دُور دراز سے سفر کرکے (حج کے لیے) آتا ہے، اور وہ بڑی لجاجت سے یا رَبّ! یا رَبّ! پکارتا ہے، لیکن اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا، اس کی دُعا کیسے قبول ہو؟ (مسلم)

قبولیتِ دُعا کے لیے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ آدمی جلد بازی سے کام نہ لے، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی کسی حاجت کے لیے دُعائیں مانگتا ہے، مگر جب بظاہر وہ مراد بر نہیں آتی تو مایوس ہوکر نہ صرف دُعا کو چھوڑ دیتا ہے بلکہ نعوذ باللہ، خدا تعالیٰ سے بدظن ہوجاتا ہے، حدیث میں فرمایا گیا ہے:

''بندے کی دُعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ عرض کیا گیا: جلد بازی سے کیا مطلب؟ فرمایا: یوں کہنے لگے کہ میں نے بہت دُعائیں کیں مگر قبول ہی نہیں ہوتیں''۔

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آدمی کی ہر دُعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں، مگر قبولیت کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں، کبھی بعینہٖ وہی چیز عطا کردی جاتی ہے جو اس نے مانگی تھی،

یکم مارچ: صوبہ ہلمند ....ضلع نادعلی..................مجاہدین نے اینٹی ایئر کرافٹ گن سے امریکی ڈرون طیارہ مار گرایا..................ڈرون میں نصب دو میزائل غنیمت

کبھی اس سے بہتر چیز عطا کر دیتے ہیں، کبھی اس کی برکت سے کسی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں، اور کبھی بندے کے لیے اس کی دُعا کو آخرت کا ذخیرہ بنا دیتے ہیں، اس لیے اگر کسی وقت آدمی کی منہ مانگی مراد پوری نہ ہو تو دِل توڑ کر نہ بیٹھ جائے، بلکہ یہ یقین رکھے کہ اس کی دُعا تو ضرور قبول ہوئی ہے، مگر جو چیز وہ مانگ رہا ہے، وہ شاید علمِ الٰہی میں اس کے لیے موزوں نہیں، یا اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے، حدیث میں آتا ہے:

''اللہ تعالیٰ مومن کو قیامت کے دن بلائیں گے، اور اسے اپنی بارگاہ میں باریابی کا اِذن دیں گے، پھر ارشاد ہوگا: میں نے تجھے مانگنے کا حکم دیا تھا اور قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا، کیا تم مجھ سے دُعا کیا کرتے تھے؟ بندہ عرض کرے گا! یا اللہ! میں دُعا تو کیا کرتا تھا۔ ارشاد ہوگا: تم نے جتنی دُعائیں کی تھیں میں نے سب قبول کیں۔ دیکھو! تم نے فلاں وقت فلاں مصیبت میں دُعا کی تھی، اور میں نے وہ مصیبت تم سے ٹال دی تھی، بندہ اقرار کرے گا کہ واقعی یہی ہوا تھا۔ ارشاد ہوگا: وہ تو میں نے تم کو دُنیا ہی میں دے دی تھی، اور دیکھو! تم نے فلاں وقت، فلاں مصیبت میں مجھے پکارا تھا، لیکن بظاہر وہ مصیبت نہیں ٹلی تھی، بندہ عرض کرے گا: جی ہاں! اے رَبّ! یہی ہوا تھا، ارشاد ہوگا: وہ میں نے تیرے لیے جنت میں ذخیرہ بنا رکھی ہے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے کو نقل کر کے فرمایا ہے:

''مومن بندہ اللہ تعالیٰ سے جتنی دُعائیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ایک ایک کی وضاحت فرمائیں گے کہ یا تو اس کا بدلہ دُنیا ہی میں جلدی عطا کر دیا گیا، یا اسے آخرت میں ذخیرہ بنا دیا گیا، دُعاؤں کے بدلے میں جو کچھ مومن کو آخرت میں دیا جائے گا، اسے دیکھ کر وہ تمنا کرے گا کہ کاش! دُنیا میں اس کی کوئی بھی دُعا قبول نہ ہوئی ہوتی۔ (مستدرک)

الغرض! دُعا کرتے وقت قبولیت کا کامل یقین اور وثوق ہونا چاہیے، اور اگر کسی وقت بظاہر دُعا قبول نہ ہو، تب بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ شانہ میری اس دُعا کے بدلے مجھے بہتر چیز عطا فرمائیں گے، مومن کی شان تو یہ ہونی چاہیے:

یا بم اورا یا نہ یابم جستجوئے می کنم
حاصل آید یا نیاید آرزوئے می کنم

حضراتِ عارفین رحمہم اللہ نے اس بات کو خوب سمجھا ہے، وہ قبولیت کی بہ نسبت عدمِ قبولیت کے مقام کو بلند تر سمجھتے ہیں، اور وہ تفویض وتسلیم کا مقام ہے۔ حضرت پیرانِ پیر شاہِ جیلاں غوثِ اعظم قطب جیلانی قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں:

''جب آدمی پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو وہ اسے اپنی ذات پر سہارنے کی کوشش کرتا ہے، اور کسی دُوسرے کو اس کی اطلاع دینا پسند نہیں کرتا، اور جب وہ قابو سے باہر ہو جاتی ہے، تو عزیز و اقارب اور دوست احباب سے مدد کا خواست گار ہوتا ہے، اور اسبابِ ظاہری کی طرف دوڑتا ہے، جب اس سے بھی کام نہیں نکلتا تو بارگاہِ خداوندی میں دُعا و اِلتجا کی طرف متوجہ ہوتا ہے، خود بھی گڑگڑا کر دُعائیں کرتا ہے اور دُوسروں سے بھی کراتا ہے، اور جب اس پر بھی وہ مصیبت نہیں ٹلتی تو بارگاہِ جلال میں سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے، اپنی بندگی و بے چارگی اور عبدیت پر نظر کرتے ہوئے رضائے مولیٰ پر راضی ہو جاتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ یہ تفویض وتسلیم کا مقام ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کرتا ہے''۔ (تاریخِ دعوت وعزیمت، از مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)

بعض اکابر نے قبولیتِ دُعا کے سلسلے میں عجیب بات لکھی ہے، عارفِ رُومی قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں:

تمہاری دُعا کیوں قبول نہیں ہوتی؟ اس لیے کہ تم پاک زبان سے دُعا نہیں کرتے۔ پھر خود ہی سوال کرتے ہیں: جانتے ہو پاک زبان سے دُعا کرنے کا مطلب کیا ہے؟ پاک زبان سے دُعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم دُوسروں کی زبان سے دُعا کراؤ، وہ اگرچہ گناہ گار ہوں، مگر تمہارے حق میں ان کی زبان پاک ہے''۔

یہ ناکارہ عرض کرتا ہے کہ پاک زبان سے دُعا کرنے کی ایک اور صورت بھی ہے، وہ یہ کہ کسی دُوسرے مومن کے لیے دُعا کی جائے، آپ کو جو چیز اپنے لیے مطلوب ہے، اس کی دُعا کسی دُوسرے مومن کے لیے کیجیے تو ان شاء اللہ آپ کو پہلے ملے گی۔ حدیث میں ارشاد ہے:

جب مومن دُوسرے مومن کے لیے پسِ پشت دُعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ، وَلَکَ یعنی اے اللہ! اس کی دُعا کو قبول فرما، اور پھر دُعا کرنے والے کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ تجھے بھی یہ چیز عطا فرمائے''۔

گویا فرشتوں کی پاک زبان سے دُعا کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کسی مومن کے لیے دُعا کریں، چونکہ اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں اور پھر دُعا کرنے والے کے حق میں بھی دُعا کے قبول ہونے کی درخواست کرتے ہیں، شاید اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''ایک مومن کی دُوسرے مومن کے حق میں غائبانہ دُعا قبول ہوتی ہے''۔ بہر حال دُعا تو ہر شخص کی قبول ہوتی ہے، اور ہر وقت قبول ہوتی ہے (خواہ قبولیت کی نوعیت کچھ ہی ہو)، تاہم بعض اوقات ایسے ہیں جن میں دُعا کی قبولیت کی زیادہ اُمید کی جاسکتی ہے، ان میں سے چند اوقات ذکر کرتا ہوں: (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

2 مارچ: صوبہ کنڑ...............شیگل اور خاص کنڑ اضلاع...............مجاہدین کا دشمن کی گشتی پارٹی اور ایف سی کی چوکی پر حملہ...............متعدد اہلکار ہلاک اور زخمی

علاجِ کبر

عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ مسجد میں تھے۔ کسی نے اعلان کیا کہ اس مسجد میں جو سب سے زیادہ نالائق بدترین گناہ گار اور سب سے برا انسان ہو وہ جلدی سے مسجد کے باہر آ جائے۔ اس مسجد میں جتنے نمازی تھے ان میں جو سب سے بڑے بزرگ تھے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے وہ باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تمام مسلمانوں میں میں ہی بدترین مسلمان ہوں۔ اللہ اکبر! یہ شان تھی! آج ہم دو رکعت پڑھ لیں، ذرا سی تلاوت کر لیں، تھوڑی سی نفلیں پڑھ لیں، بس سمجھ گئے کہ ہم ٹھیکے دار ہیں جنت کے اور سب کو حقیر سمجھنے لگے کہ ہمارے مقابلہ میں کوئی کچھ نہیں۔ ایک یہ اللہ والے تھے کہ سب سے زیادہ اپنے کو حقیر سمجھتے تھے۔ اس وقت کے بزرگ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خبر دی کہ آج جنید نے یہ کلام کیا ہے۔ فرمایا کہ اسی چیز نے تو جنید کو جنید بنایا ہے۔ یعنی اپنے کو سب سے حقیر سمجھتے ہیں جب ہی تو وہ اس مرتبہ کو پہنچے ہیں

ازیں بر ملائک شرف داشتند
کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

اولیاء اللہ فرشتوں سے اس وجہ سے بازی لے جاتے ہیں۔ فرشتوں سے زیادہ ان کو عزت اس لیے ملتی ہے کہ اپنے کو کتوں سے بھی بہتر نہیں سمجھتے۔ یہ کون کہہ رہا ہے؟ شیخ شہاب الدین سہروردی کا پہلا خلیفہ، سلسلہ سہروریہ کا پہلا خلیفہ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اور فرمایا کہ میرے شیخ، سہروریہ سلسلہ کے شیخ اول حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مجھے دو نصیحت فرماتے تھے

مرا شیخ دانائے فرخ شہاب
دو اندرز فرمود از روئے تاب

میرے عقل مند شیخ فرخ شہاب نے مجھے دو موتی نصیحت کے عطا فرمائے۔

یکے آں کہ برغیر بدبیں مباش

پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے اوپر استحسان کی نظر مت ڈالو کہ میں اچھا ہوں۔ اپنے کو اچھا مت سمجھو۔ یہ دو قیمتی نصیحت فرمائی کہ دوسروں پر برائی کی نظر نہ ڈالو اور اپنے رب بھلائی کی نظر نہ ڈالو۔ یعنی دوسروں کو برا نہ سمجھو اور اپنے کو اچھا نہ سمجھو۔

سید الطائفہ سید الاولیا، امیر الاولیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس وقت جتنے اولیا ہیں سب کی گردن پر میرا قدم ہے۔

وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

اللہ نے ان کو وہ درجہ دیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں:

گہے فرشتہ رشک برد بر پاکی ما
گہہ خندہ زند دیو بہ ناپاکی ما

کبھی تو میں اپنے کو فرشتوں سے افضل پاتا ہوں۔ فرشتہ میری پاکی پر رشک کرتا ہے اور کبھی میری نالائقی پر شیطان بھی ہنستا ہے۔

ایمان چو سلامت بہ لب گور بریم
اَحسنتُ بریں چُستی و چالاکی ما

جب میں ایمان کو سلامتی کے ساتھ قبر میں جاؤں گا تب اپنی چستی و چالاکی کی تعریف کروں گا۔ اس وقت اپنی تہجد و نوافل پر خوش ہوں گا کہ الحمدللہ میں کامیاب ہو گیا۔ نتیجہ نکلنے سے پہلے، رزلٹ آوٹ ہونے سے پہلے جو طالب علم غرور و شیخی کرتا ہے انتہائی بے وقوف ہے جب خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرما دیں کہ جاؤ جنت میں، میں تم سے راضی ہوں، خوش ہوں، پھر جتنا چاہو اچھلو کودو اور اچھلتے کودتے جنت میں داخل ہو جاؤ لیکن ابھی کیا پتہ کہ ہمارا کیا حشر ہونے والا ہے۔ ابھی کس بات پر اپنے کو بڑا سمجھیں، ابھی کسی منہ سے اپنی تعریف کریں۔ کیا منہ ہے ہمارا کہ دنیا میں اپنی تعریف کریں۔ ابھی تو فیصلہ کا انتظار ہے۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

تکبر کے علاج کے لیے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا ایک جملہ کافی ہے۔ حضرت حکیم الامت کا وہ جملہ یاد کر لیجیے کہ اتنا بڑا مجدد زمانہ، ڈیڑھ ہزار کتابوں مصنف، بڑے بڑے علما کا شیخ، فرماتے ہے کہ اشرف علی ہر وقت غمگین رہتا ہے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہو گا؟

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ کا انتقال ہو رہا تھا۔ لوگ انہیں کلمہ کی تلقین کر رہے تھے کہ کلمہ پڑھ لیں۔ اتنے میں انہوں نے کہا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں، جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ حضرت ہم تو آپ کو کلمہ پڑھا رہے تھے لیکن آپ ابھی نہیں، ابھی نہیں، کیوں کہہ رہے تھے، فرمایا کہ شیطان مجھ سے یہ کہہ رہا تھا کہ تو نجات پا گیا، میرے ہاتھ سے نکل، میں یہ کہہ رہا تھا کہ ابھی تو روح جسم میں ہے ابھی میں نے تجھ

2 مارچ: صوبہ غزنی..........ضلع مقر میں..........کٹھ پتلی فوجوں پر حملے..........ایک فوجی ہلاک..........3 زخمی

سے نجات نہیں پائی، جب کلمہ پر میرا خاتمہ ہوجائے اور روح کلمے کے ایمان کے ساتھ جسم سے الگ ہوجائے اس وقت میں تجھ سے نجات پاؤں گا۔ تو میں شیطان سے کہہ رہا تھا ابھی نہیں، ابھی نہیں، ابھی جسم میں جان باقی ہے۔ ابھی تو مجھ کو بہکا سکتا ہے۔

اور ایک عالم سے کہا کہ تم اپنے علم سے بچ گئے۔ اس اللہ والے عالم نے کہا کہ ارے اپنے علم سے نہیں اللہ کی رحمت سے بچ گیا۔ کہا کہ کم بخت جاتے جاتے بھی مجھے چکر دے رہا ہے کہ اپنے علم سے بچ گئے تا کہ میری نظر اپنے علم پر ہوجائے اور اللہ پر نہ رہے۔ دیکھئے اس طرح یہ خبیث خاتمہ خراب کرانا چاہتا ہے فوراً فرمایا کہ میں علم سے نہیں بچا اے خدا آپ کی رحمت سے بچا ہوں اور شیطان سے کہا مردود بھاگ جا یہاں سے۔ جس پر اللہ کا کرم ہو شیطان اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور یہ انہی کو ملتا ہے جو سارے جہان سے زیادہ اپنے کو حقیر سمجھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جس کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے خطبات الاحکام میں حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَّفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ. وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَّفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ اَوْ خِنْزِيْرٍ.

(مشکوٰۃ: ۴۳۴)

فرماتے ہیں مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ جو اللہ کے لیے اپنے نفس کو مٹاتا ہے، جس نے اللہ کے لیے تواضع اختیار کی، اپنے نفس کو مٹایا رَفَعَهُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ اس کو بلندی دیتا ہے فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ بس وہ اپنے نفس میں حقیر ہوتا ہے تواضع کی وجہ سے اپنے دل میں تو اپنے کو چھوٹا سمجھتا ہے لیکن اس فنائیت کی برکت سے اللہ اس کو لوگوں کی نظر میں عظیم کر دیتا ہے۔ عزت دیتا ہے تمام مخلوق میں اس کی عظمت اور بڑائی ڈال دیتا ہے۔ وَفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ اپنے نفس میں تو اپنے کو حقیر سمجھا مگر اس تواضع کا کیا انعام ملا؟ تمام لوگوں میں اس کو عظمت عطا ہوگئی ساری دنیا کے انسانوں میں اللہ تعالیٰ اس کو عظمت دیتے ہیں۔

وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ اور جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیتے ہیں اور جس کو خدا گرا دے پوری کائنات میں اس کو کون اٹھا دے؟ جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو پوری کائنات میں کوئی عزت نہیں دے سکتا، کیونکہ جو بندہ اپنے کو بڑا سمجھتا ہے حقیقت میں وہ بڑا نہیں ہے۔ جس کا مادہ تخلیق باپ کی منی اور ماں کا حیض ہو وہ کیسے بڑا ہوسکتا ہے؟ اس لیے وَمَنْ تَكَبَّرَ فرمایا، تکبر باب تفعّل سے ہے جس میں خاصیت تکلف کی ہوتی ہے۔ یعنی وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے بڑا نہیں ہے بہ تکلف بڑا بن رہا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیتے ہیں ذلیل کر دیتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے جب یہ صفت آتی ہے تو وہاں اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے۔ قرآن پاک میں ہے اَلْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔ عزیز معنی طاقت والا، جبار کے معنی ظالم کے نہیں ہیں جیسا کہ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں بڑا ظالم ہے جابر ہے۔ جبّار کے معنی ہیں ٹوٹی ہڈی کو جوڑنے والا اور اپنے بندوں کی بگڑی بنانے والا (روح المعانی: پ ۲۸، ص ۶۳)

اَلَّذِيْ يُصْلِحُ اَحْوَالَ خَلْقِهٖ بِقُدْرَتِهِ الْقَاهِرَةَ

''جو اپنے بندوں کی ہر حالت کو بنانے پر قادر ہو''۔

انتہائی خراب حالت کسی بندہ کی ہو تو اس کی منتہائے تباہی اور منتہائے تخریب کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ تعمیر کا نقطہ آغاز کافی ہے۔ بس وہ ارادہ فرمالیں کہ مجھے اپنے اس بندہ کو سنوارنا ہے وہ اسی وقت اللہ والا بن جائے گا۔

علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس آیت مبارکہ میں متکبر کے معنی صاحب عظمت کے ہیں۔ اگرچہ یہ بات تفعل سے لیکن تکلف کی خاصیت جو کہ عموماً باب تفعل کا خاصہ ہے یہاں ہرگز جائز نہیں ہوگی بلکہ یہاں نسبت اکی الماخذ ہے یعنی صاحب عظمت'' (پ ۲۸، ص ۶۳)۔

اللہ تعالیٰ عظمت والے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ متکبر کا ترجمہ ہمیشہ صاحب عظمت کیا جائے گا کیونکہ بڑائی صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہے سوائے اللہ کے کوئی بڑا نہیں ہے اور جو بندہ اپنے کو بڑا بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیں گے۔

میرے دوستو! جسے خدا گرائے اسے کون اٹھا سکتا ہے؟ ہاتھی خدا کی ایک مخلوق ہے وہ اگر کسی انسان کو سونڈ میں لپیٹ لے اور اسے گرانا چاہے تو محمد علی کلے بھی گریں گے، رستم بھی گرے گا، بڑے سے بڑا پہلوان بھی گرے گا۔ جب ایک مخلوق کی طاقت کا یہ حال ہے تو حق تعالیٰ کی قدرت کا کیا عالم ہوگا! پس جس کو خدا گرائے اس کو کون اُٹھائے اور جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے اور جس اللہ نہ رکھے اس کو ساری دنیا چکھے۔ یہ آخری جملہ میرا اضافہ ہے۔ پرانا محاورہ یہ ہے کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے۔ اختر نے یہ اضافہ کردیا کہ جس کو اللہ نہ رکھے ساری دنیا اس کو چکھے یعنی جس کی حفاظت خدا نہ کرے وہ ساری دنیا کے لات گھونسے کھائے گا، جہاں جائے گا ذلیل ہوگا...... جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے، تکبر کرتا ہے اکڑ کے چلتا ہے تو اس کی چال، اس کی رفتار، اس کی گفتار، اس کی زندگی کے ہر شعبہ اس کا تکبر شامل ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ متکبر انسان لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل ہوجاتا ہے۔ فَهُوَ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ۔ تمام دنیا کے انسانوں میں اللہ تعالیٰ اس کو ہلکا چھوٹا اور حقیر کر دیتا ہے۔ لوگ ہر طرف سے اسے کہتے ہیں کہ بہت

2 مارچ: صوبہ ننگر ہار.................. ضلع سپین غر.................. فوجیچو کی پر مجاہدین کا حملہ.................. متعدد فوجی ہلاک

ہی نالائق ہے بڑا متکبر ہے۔ اینٹھ کے چلتا ہے۔ وَفِیۡ نَفۡسِہٖ کَبِیۡرٌ مگر اپنے دل میں وہ اپنے کو خوب بڑا سمجھتا ہے کہ میری عظمتوں سے لوگ واقف نہیں ہیں۔ میری عظمتوں کی لوگ قدر نہیں کرتے۔ میرے علم وعمل کو نہیں پہنچاتے۔ اس قسم کی باتیں شیطان اس کے دل میں ڈال دیتا ہے سمجھتا ہے کہ بس ہم چنیں ما دیگرے نیست مجھ جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ ہمارے ایک دوست کہتے تھے کہ جو کہتا ہے کہ ہم چنیں ما دیگرے نیست۔ وہ دراصل یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہم چنیں ڈنگرے نیست کہ مجھ جیسا کوئی ڈنگر یعنی جانور نہیں ہے۔

تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ جو شخص اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اللہ اس کو گرا دیتا ہے پس وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور اپنے دل میں کبیر ہوتا ہے۔ یعنی اپنے دل میں وہ اپنے کو بڑا سمجھتا ہے لیکن ساری دنیا کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے۔ حَتّٰی لَھُوَ اَھۡوَنُ عَلَیۡھِمۡ مِنۡ کَلۡبٍ اَوۡ خِنۡزِیۡرٍ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی نظروں میں کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل کر دیتا ہے۔ ایسی خطرناک بیماری ہے یہ تکبر، اس کو سوچئے کہ یہ تو سمجھ رہا ہے کہ میں بہت بڑا ہوں، بڑی عزت والا ہوں لیکن لوگوں کی نگاہوں میں کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اس لیے متکبر کے ساتھ صدقہ ہے۔ یعنی متکبر کے سامنے زیادہ تواضع اور خاکسارمت دکھایئے، دل میں تو اس کو تحقیر نہ ہو بلکہ اس وقت دل میں اپنی ہی حقارت پیش نظر ہو لیکن بظاہر اس کا زیادہ اکرام نہ کیجیے کیونکہ اگر اس کا زیادہ اکرام کیا جائے گا تو اس کا مرض تکبر اور بڑھ جائے گا۔

بادشاہ تیمور لنگ جو لنگڑا تھا جب تخت شاہی پر بیٹھتا تھا تو مجبوراً ایک پیر پھیلا لیتا تھا۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ علیہ جب اس کے پاس پہنچے تو بادشاہ نے اپنی ٹانگ ان کی طرف کی ہوئی تھی وہ مجبور تھا لیکن یہ جب بیٹھے تو انہوں نے بھی اپنی ٹانگ بادشاہ کی طرف کر دی تیمور نے کہا کہ میں تو معذور ہوں مرا لنگ است یعنی میری ٹانگ میں لنگ ہے تو علامہ نے فرمایا کہ مرا ننگ است مجھے ننگ ہے۔ یعنی مجھے غیرت آتی ہے کہ ایک جاہل میری طرف پاؤں پھیلائے اس میں میرے علم کی توہین ہے۔ بادشاہوں کے ساتھ یہ معاملہ تھا۔ علما ایسے مستغنی ہوتے تھے!!!

اور ایک بادشاہ ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بزرگ لیٹے ہوئے تھے۔ اٹھ کے بھی نہیں بیٹھے۔ ایسے ہی لیٹے لیٹے اس سے ہاتھ ملا لیا۔ اس بادشاہ کا خادم شیعہ تھا۔ اس نے کہا کہ یہ آپ نے پیر پھیلا کر لیٹنا کب سے سیکھ لیا۔ فرمالیا کہ جب سے میں اپنا ہاتھ سمیٹ لیا تو پیر پھیلانا سیکھ لیا۔ یعنی مخلوق کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا اس نے اس کی خوشامد اور چاپلوسی سے مستغنی ہوں۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بیماری بہت خطرناک ہے اور اس کے علاج کے لیے خانقاہوں کی ضرورت ہے۔ بڑے بڑے علما نے اہل اللہ سے تعلق جوڑا کہ ہمارا نفس مٹ جائے اور مٹنے سے جو پھر ان کو مقبولیت عطا ہوئی ایسی شہرت وعزت اللہ نے دی کہ قیامت تک ان کا نام زندہ رہے گا۔ تکبر سے عزت نہیں ملتی اور تکبر کا مقصد عزت حاصل کرنا ہی تو ہے لیکن اس راستہ سے خدا عزت نہیں دیتا بلکہ گردن مروڑ دیتا ہے۔ اگر کسی کو عزت ہی لینی ہے تو اپنے کو مٹائے پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کیسی عزت دیتا ہے لیکن یہ مٹانا عزت کے لیے نہ ہو بلکہ اللہ کے لیے ہو۔ مَنۡ تَوَاضَعَ کے بعد لِلّٰہِ فرمایا اس کے بعد رَفَعَهُ اللّٰهُ ہے۔ معلوم ہوا کہ تواضع پر رفعت وعزت اس وقت ملے گی جب یہ تواضع اللہ کے لیے ہو۔ جس نے اللہ کے لیے اپنے کو گرا دیا اللہ اس کو عزت دیتا ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ نعمت صوفیا کے اندر خاص ہوتی ہے کہ بزرگوں کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کو مٹاتے چلے جاتے ہیں۔ بہت کچھ ہوتے ہیں لیکن اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب کا شعر ہے

؎ کچھ ہونا مرا ذلت وخواری کا سبب ہے
یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

؎ ہم خاک نشینوں کو نہ مسند پہ بٹھاؤ
یہ عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں ہے

ہمارے بزرگوں نے اپنے کو مٹا کر دکھایا اور ہم کو بندگی وعبدیت کا سبق دے گئے۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میرٹھ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت حکیم الامت کے خلیفہ حکیم مصطفیٰ صاحب نے دوڑ کر بھنگی سے کہا کہ میرا پیر آ رہا ہے جھاڑو مت لگاؤ گرد لگ جائے گی۔ حضرت نے دیکھ لیا بہت ڈانٹا فرمایا کہ حکیم مصطفیٰ صاحب! میں کوئی فرعون نہیں ہوں۔ وہ میونسپلٹی کا ملازم ہے۔ اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے، آپ کو شرعاً ہرگز جائز نہیں کہ اشرف علی کے لیے اس کو ادائیگی فرائض سے منع کریں۔ ہمارا ہرگز حق نہیں بنتا کہ اس کے کام میں خلل ڈالیں۔ دیکھئے یہ تھے اللہ والے، سبحان اللہ! سبحان اللہ!

؎ یہ عرفانِ محبت ہے، یہ برہانِ محبت ہے
کہ سلطانِ جہاں ہو کر بھی بے نام ونشاں رہنا

اور ایک شخص نے حضرت کو عبا پیش کیا۔ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ عبا کیا ہے؟ وہ جُبّہ جو علما جمعہ کے دن پہنتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ارے بھائی یہ بڑے لوگوں کا لباس ہے میں نہیں پہنوں گا، میرا کرتا پاجامہ ہی ٹھیک ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ بھی تو بڑے ہیں۔ فرمایا میں کیا بڑا ہوں ابھی تو میرے ایک خلق کی بھی اصلاح نہیں ہوئی۔ یہ ہیں اللہ والے جو اپنے کو اتنا حقیر سمجھتے ہیں اور یہی ان کی بڑائی کی دلیل ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

2 مارچ: صوبہ ننگرہار.................ضلع پیپن غر.................ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ.................3 فوجی ہلاک

ربّانی پیمانے

شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہیدؒ

ان بہترین لوگوں کو تلاش کریں، ان کے ساتھ رہیں، ان کے ساتھ چلیں اور ان کی رہنمائی میں چلیں، اوراس روشنی پر چلتے ہوئے اللہ عزوجل کی عبادت کریں جو آپ ان کی باتیں سن کر اخذ کرتے ہیں، قرآن مجید کی یہ آیت کہتی ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطاً (الكهف : ٢٨)

''اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح وشام اسے پکارتے ہیں، اوران سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہشِ نفس کی پیروی اختیار کرلی ہے اور جس کا طریقِ کار افراط وتفریط پر مبنی ہے۔''

مومنین کا چھوٹا سا گروہ وفا شعار اور صالح لوگوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ہے، لیکن کوئی بھی غلطی سے مبرا نہیں ہوتا، کوئی بھی خطا سے مبرا نہیں ہوتا۔ اللہ عزوجل، جو زبردست بھی ہے اور کرم کرنے والا بھی ہے وہ اپنے مومن بندے کو غلطی کرتا دیکھتا ہے، پھر وہ بندہ رات میں اپنے ہاتھ پھیلا کر دن کے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور دن میں ہاتھ پھیلا کر رات کے گناہوں کی توبہ کرتا ہے تو فیاض اور کریم رب اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور توبہ کے دروازے تو کھلے ہیں۔

یہ لوگ، یہ قلیل جماعت، یہ پاکیزہ گروہ، اس میں شامل افراد بھی غلطی کر سکتے ہیں، اور غلطی انہیں اس دنیا کی جہنم یا آخرت میں جہنّم میں نہیں وارد کرے گی کہ ان پر کاٹنے کے لیے چھریاں برسنے لگیں، اور زبانیں ان پر دراز ہونے لگیں اور دانتوں سے ان کو کاٹ کھایا جائے......اقيلوا ذوي الهيئات عثراتهم (صحيح الجامع الصغير) یعنی ''بڑے مرتبے کے لوگوں کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا کرو''۔ اصحاب الخیر کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور ان کی ایسی باتوں سے درگزر کیا جاتا ہے جن پر دوسروں کے لیے نہیں کیا جاتا، صحیح حدیث میں آتا ہے اقيلو ذوي الهيئات عثراتهم۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر یہ گروہ جہاد کو زندہ نہ کرتا تو زمین پر اللہ کے لیے کوئی ایسا گروہ نہ ہوتا جو اس حدیث کے مصداق ہوتا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں سے ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی، اور ان کو کوئی ذلیل کرنے والا یا دشمن نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آجائے گا اور وہ اس (حق) پر قائم ہوں گے'' (حدیث بخاری ومسلم)۔

اگر جہاد میں یہ گروہ نہ ہوتا تو اللہ کا کوئی ایسا گروہ نہ ہوتا، اور اگر مجاہدین کے درمیان کوئی اولیا اللہ نہ ہوتے تو دنیا میں کوئی اولیا نہ ہوتے، اگر ان لوگوں کے درمیان...... جن کے اعصاب اور نفس کو بم باریوں کے سائے میں مانجھا گیا ہے، جو سفر کی تلخیوں کے گھونٹ بھرتے ہیں، موت کے جبڑوں کے درمیان گھومتے ہیں، اور اژدھے کے منہ میں رہتے ہیں......اگر ان لوگوں میں کوئی غبار آلود بالوں والا نہ ہو کہ جو اگر اللہ کی قسم کھا کر کچھ کہے تو اللہ اسے پورا کردے، تو زمین پر اور کوئی ایسا غبار آلود بالوں والا نہیں ہوگا کہ جو قسم کھائے تو اللہ اسے پورا کردے۔

چنانچہ ان مجاہدین کے بارے میں اللہ کا خوف کرو، ان کا گوشت کھانے اور ان کا خون چاٹنے کے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، ان کی خطاؤں اور عیوب اور ان کے گوشت کے ٹکڑے کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ اس بات سے ڈرو کہ تمہاری دانتوں کے بیچ ان کے گوشت کے ٹکڑے ہوں، کیونکہ یاد رکھو! ان کا گوشت زہریلا ہے! جیسا کہ ابن عساکرؒ کہتے ہیں اور امام نوویؒ نے ان سے نقل کیا ہے اللہ کی یہ عادت ہے کہ جو ان لوگوں کی پوشیدہ برائیوں کے پیچھے پڑھتا ہے اللہ اس کا پردہ کھول دیتا ہے، اور اس کی سنت یہ ہے کہ جو کوئی مومنین کو تنقید کونشانہ بناتا ہے وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کا دل مردہ نہ ہوجائے

میں کہتا ہوں؛ ان لوگوں کے درمیان اللہ کے ولی ہیں ''جس کسی نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی، پس میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے'' (بخاری)۔ ان کے بارے میں اللہ سے ڈریئے اور ان پر جھوٹ اور افترا پردازی میں زبانیں دراز کرنے سے گریز کریں ''لوگوں میں سب سے سخت اور بڑا جھوٹا وہ ہے جو کسی قبیلے کی مجموعی طور پر ہجو کرے'' (بیہقی)۔ جیسے کوئی کہے: اس قبیلے میں کوئی خیر نہیں ہے، یا یہ پورا قبیلہ ہی چور ہے، یا یہ پورا قبیلہ ہی زانی ہے۔ تو پھر اس کا کیا ہوگا جو سیکڑوں قبائل کی برائی کر رہا ہو؟ اور کہے: ''افغان تو سارے ہی ایسے ہیں، افغان تو سارے ہی بدعتی ہیں، یا افغان تو سارے ہی تمبا کونوشی کرتے ہیں''۔ پھر اللہ سے اس چھوٹے سے گروہ کے بارے میں ڈریئے، جنہوں نے اپنے گھر بار چھوڑے، اپنا مال چھوڑا، جنہوں نے اللہ کی رضا کی خاطر اس کی راہ میں ہجرت کی، جو اپنے دین کی وجہ سے نکلے اور اس جہاد کی خاطر دنیا سے بے زار ہوگئے، ان کا گوشت اپنی زبانوں سے نہ چکھئے، نہ ان کی غیبت کیجیے، نہ ہی ان کی برائیوں کے پیچھے پڑیں

"اے وہ لوگو جو زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو، نہ ہی ان کی پوشیدہ (برائیوں) کے پیچھے پڑو، کیونکہ جو اپنے مسلمانوں بھائی کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کردے گا چاہے وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔" اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک جاہل شخص جو مخلص ہوتا ہے دین میں ایسا طعن کرتا ہے جو بہت گہرا ہوتا ہے لیکن اسے پتہ بھی نہیں چلتا کہ وہ اپنے دین کو نقصان پہنچا رہا ہے، وہ یہی سمجھتا ہے کہ وہ مخلص ہے، اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اس دین کے ساتھ کھیلنے والا، وہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں اپنا خون پسینہ ایک کر کے جو لوگوں کو ایذا پہنچانے میں لگا ہوں یہ جہاد ہے یا دین کے لیے خیر ہے، جب کہ وہ دین کو نقصان پہنچا رہا ہوتا ہے، اور اس طرح لوگوں کی حرمات سے کھیل رہا ہوتا ہے جیسے کوئی بچہ قیمتی اور مہنگے ترین ہیرے جواہرات سے کھیل رہا ہو اور انہیں مٹی میں پھینک رہا ہو اور اسے کوئی پرواتک نہ ہو۔

اللہ سے ڈریئے اور اپنی تربیت اس طرح کیجیے جیسا کہ صادقین کی ہوئی تھی، اور اس طرح رہیے جس طرح مٹھی بھر پاکیزہ لوگ رہا کرتے تھے، اس دین کے تحت ان ربانی پیمانوں کو استعمال کیجیے۔ آپ مسلمانوں کی حرمت کی حفاظت کریں، اور رب العالمین کے طریقے کے سامنے اخلاص اور یقین، اور صبرِ مبین کے ساتھ سرِ تسلیم خم کر دیں، یہاں تک کہ آپ ائمہ میں سے ہو جائیں، اور دین میں امامت صرف صبر اور یقین سے ہی ملا کرتی ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ (سجدہ: ۲۴)

"اور ان میں سے ہم نے پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جب وہ صبر کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے"۔

لہٰذا صبر اور یقین سے اس دین میں امامت ملتی ہے، جہاد ایک طویل راستہ ہے، اور صبر کا محتاج ہے، اور اس کے لیے عبادت ضروری ہے، جو آپ کو اس راستے پر لے جاتی ہے جس میں کڑواہٹ اور تھکن کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ پورا راستہ ہی رکاوٹوں اور کانٹوں بھرا ہے، اس پر کٹے پٹے اعضا اور خون کا قالین بچھا ہے اور اس کے ارد گرد نیکوکاروں کی روحیں ہیں۔

پس اے میرے بھائیو! اس مٹھی بھر جماعت کے ساتھ مل جائیے......

اصْبِرُواْ وَصَابِرُواْ وَرَابِطُواْ وَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (ال عمران: ۲۰۰)

"(کفار کے مقابلوں میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو اور اللہ سے ڈرو تا کہ مراد حاصل کرو"۔

اپنے صبر کو عبادت سے غذا پہنچایئے، یقین کو اللہ کے ساتھ تعلّق سے اور اخلاص کو صرف اللہ پر توکل کے ذریعے غذا دیجیے۔

بقیہ: دعا کی اہمیّت

سجدے کی حالت میں: حدیث میں ہے کہ "آدمی کو حق تعالیٰ شانہ کا سب سے زیادہ قرب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، اس لیے خوب کثرت اور دلِ جمعی سے دُعا کیا کرو"۔ (صحیح مسلم)

علمائے احناف کے نزدیک فرض نمازوں کے سجدے میں وہی تسبیحات پڑھنی چاہئیں جو حدیث میں آتی ہیں، یعنی **سبحان ربی الاعلیٰ**...... کریم آقا کی تعریف وثنا بھی دُعا اور درخواست ہی کی مد میں شمار ہوتی ہے، اور نفل نمازوں کے سجدے میں جتنی دیر چاہے دُعائیں کرتا رہے۔

فرض نماز کے بعد: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کس وقت کی دُعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا: رات کے آخری حصّے کی اور فرض نمازوں کے بعد کی۔ (ترمذی)

سحر کے وقت: حدیث میں ہے کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی ہے تو زمین والوں کی طرف حق تعالیٰ کی نظرِ عنایت متوجہ ہوتی ہے اور اعلان ہوتا ہے کہ: کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کروں؟ ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ اس کی دُعا قبول کریں؟ ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ میں اس کی بخشش کروں؟ یہ سلسلہ صبح صادق تک جاری رہتا ہے۔ (مسلم)

موذن کی اذان کے وقت، بارانِ رحمت کے نزول کے وقت، اذان اور اقامت کے درمیان، سفر کی حالت میں، بیماری کی حالت میں، زوال کے وقت، دن رات میں ایک غیر معین گھڑی...... یہ اوقات احادیث میں مروی ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہے:

"اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے متعلقین اور اپنے مال کے حق میں بددُعا نہ کیا کرو، دن رات میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جس میں جو دُعا کی جائے، قبول ہو جاتی ہے، ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددُعا بھی اسی گھڑی میں ہو اور وہ قبول ہو جائے (تو پھر پچھتاتے پھرو گے)"۔ (صحیح مسلم)

دُعا کا صحیح طریقہ: دُعا مانگنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے، پھر اپنے لیے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لیے مغفرت کی دُعا کرے، پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہتا ہے، مانگے۔ سب سے بڑا وسیلہ تو اللہ تعالیٰ کی رحیمی وکریمی کا واسطہ دینا ہے، اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین کے طفیل اللہ تعالیٰ سے مانگنا بھی جائز ہے، حدیثِ پاک میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقرا مہاجرین کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ سے فتح کی دُعا کیا کرتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف: ص ۴۴۷، بروایت شرح السنۃ)

☆☆☆☆☆

3 مارچ: صوبہ ہلمند...... ضلع سیستانی...... پولیس اہل کاروں کی چوکی پر مجاہدین کا حملہ...... 4 پولیس اہل کار ہلاک...... 3 زخمی

میدان میں مجاہدین فتح یاب......ٹی وی اخبار میں فوجی ''فتوحات''!!!

کاشف علی الخیری

ضربِ کذب کو شروع ہوئے ساڑھے نو ماہ ہونے کو آئے ہیں جب کہ خیبر میں جاری فوجی کارروائی کو بھی چھ ماہ کے لگ بھگ ہو چکے ہیں......ان دونوں فوجی کارروائیوں کا آغاز جس شور و غوغا اور بلند آہنگ دعووں کے ساتھ ہوا تھا اب وہ سب ہواؤں میں تحلیل ہو چکا ہے......ضربِ کذب میں پاکستانی فوج ''۹۰ فی صد کلیئرنس'' پر سات ماہ پہلے کھڑی تھی اور آج بھی اُسی جگہ بُت بنی موجود ہے......دو ماہ میں ۹۰ فی صدی علاقہ ''کلیئر'' کروانے والوں کے گلے میں بقیہ ۱۰ فی صدی علاقہ ایسی ہڈی کی طرح پھنس چکا ہے جو کسی طور اُگلی یا نگلی نہیں جا رہی!

فیصلہ کن مرحلہ شروع!

۲۴ فروری کو خبر آئی کہ راحیل شریف نے نواز کو بریفنگ دی جس میں بتایا گیا کہ ''فوج نے ضربِ عضب کا فیصلہ کن مرحلہ شروع کر دیا ہے''......حیرت کی بات ہے کہ چھ ہفتوں میں فتح کے جھنڈے گاڑنے کے خواب دیکھنے والے سوا آٹھ ماہ بعد ''فیصلہ کن مرحلے'' تک پہنچے اور اس مرحلے پر بھی لگتا ہے کہ ''ڈیرے ڈال کر بیٹھ گئے ہیں'' کہ سوا مہینہ ہونے کو آیا ہے لیکن اس مرحلے کے پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے آثار و شواہد ابھی دور دور تک دکھائی نہیں دے رہے! ایسے میں چوہدری نثار نے وردی والوں کا ''کھوتا کھو میں ڈالتے ہوئے'' کفن پھاڑ بیان داغا کہ ''جنگ جیتی نہیں محض فوجی طاقت سے دہشت گردی کو ختم نہیں کیا جا سکتا''......

خیبر ایجنسی میں فوجی دعوے اور حقیقت:

گزشتہ چند دنوں سے آئی ایس پی آر کے مستند اور ثقہ بند جھوٹوں کی جانب سے خیبر ایجنسی میں مجاہدین کے خلاف جاری آپریشن میں بے سر و پا دعوے اور جھوٹ کا طومار باندھا جا رہا ہے......ان کے جھوٹ اور کذب بیانیوں کو روزانہ کی اخباروں اور نیوز چینل سے نشر ہوتی خبروں میں دیکھا اور سنا جا سکتا ہے......جب کہ فی الاصل جس مصیبت میں یہ جنگی میدان میں مبتلا ہیں اُس کے احوال کہیں نظر نہیں آتے......مجاہدین کے ذرائع جن خبروں کی تصدیق کر رہے ہیں، اُن پر ایک نظر ڈالیے اور پھر سوچیے کہ یہ پریس ریلیزوں اور ہیڈ لائنوں کے ذریعے جن کی ہر روز کئی کئی بار ''کمر توڑ'' رہے ہیں وہ حقیقی طور پر میدانِ معرکہ میں غالب اور ظفر یاب ہو رہے ہیں۔

۲۷ مارچ کو خیبر ایجنسی میں پاکستانی فوج سے برسرِ پیکار ایک مجاہد بھائی کا پیغام ملا جس میں اُنہوں نے کہا ''مجاہدین نے ناپاک فوج پر کاری ضربیں لگائی ہیں......یہ اللہ کی خالص رحمت ہے۔ پرسوں جس پوسٹ کو فتح کرنے کا دعویٰ عاصم باجوہ نے کیا تھا، مزاتل کنڈاؤ، اُسے مجاہدین نے واپس لے لیا ہے اور مزید چھ پوسٹیں بھی فتح کی ہیں......اس کے علاوہ فوج کے پسپا ہونے پر غنیمت ہی غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آ رہی ہے......فوج نے ۲۰۰ لاشیں ہیلی کاپٹر سے اٹھائی ہیں......ایک پوسٹ میں فوجی اپنا سارے کا سارا اسلحہ چھوڑ کر فرار ہوئے ہیں اور امن لشکر کو کہا کہ ۱۰ ہزار روپے فی بندہ دیں گے ہمیں اسلحہ اٹھا کر لا دو۔ مگر امن لشکر والوں پر بھی مجاہدین کا خوف طاری ہے......دوسری طرف فوج نے امن لشکر کے ساتھ جو پیش قدمی کی تھی وہ بھی بند ہو گئی اور امن لشکر والے آگے چلنے کو تیار نہیں، جو کچھ آگے آئے اب وہ بھی راستے سے بھاگ گئے''......

اسی طرح ۲۹ مارچ کو خیبر ایجنسی میں ایف ایم ریڈیو پر لشکرِ اسلام کے امیر حاجی منگل صاحب حفظہ اللہ نے اعلان کیا کہ ''کل رات ہونے والے حملے میں خیبر پوسٹ فتح کی گئی ہے جسے مجاہدین ''خیبر سنگر'' کے نام سے جانتے ہیں......اس حملے میں ۳۷ فوجی مردار ہوئے ہیں اور ٦ مجاہد بھی زخمی ہوئے ہیں''......۲۹ مارچ ہی کو میدانِ جنگ میں موجود مجاہد بھائی کا پیغام موصول ہوا کہ ''فوج کا یہ دعویٰ کہ وہ خیبر فتح کے قریب ہیں یہ آئی ایس پی آر کی جانب سے پھیلائے گئے جھوٹ اور فریب کے سوا کچھ نہیں......مجاہدین کے مقابلے میں بنائے گئے امن لشکر فوج کا ساتھ دینے سے قاصر کر چکے ہیں......فوج کے اب تک کئی میجر اور رینک افسر مردار ہو چکے ہیں......مجاہدین چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی شکل میں فوج پر متواتر حملے کر رہے ہیں جس بنا پر فوج پر نفسیاتی خوف بیٹھا چکا ہے......اور اُس کی جانب سے روزانہ کی بنیاد پر کئی کئی گھنٹے تک بم باری کی جاتی ہے، جس کا نشانہ صرف اور صرف عام آبادی بن رہی ہے مگر آئی ایس پی آر کا دعویٰ ہوتا ہے کہ ۴۰، ۵۰ مجاہد شہید ہو گئے''۔

امیر فضل اللہ حفظہ اللہ کی شہادت کے بارے میں پروپیگنڈا:

۲۳ مارچ کو فوجی سرکس میں رنگ بھرنے کے لیے اپنے وظیفہ خور صحافیوں اور نیوز ایجنسیوں کے ذریعے ''ذرائع'' کا حوالہ دے کر امیر تحریک طالبان پاکستان مولانا فضل اللہ حفظہ اللہ کی شہادت کی خبریں چلائی گئیں، ساتھ تین ماہ قبل سرزمینِ شام میں شہید ہونے والے کسی مجاہد کی تصویر کو امیر صاحب حفظہ اللہ کی تصویر بنا کر پیش کیا گیا کہ ''فضل اللہ فضائی بم باری میں مارا گیا''......جب یہ سفید جھوٹ پکڑا گیا تو ہارون

4 مارچ: صوبہ ہلمند......ضلع سنگین......مجاہدین کی جانب سے مختلف عملیات......14 اہل کار ہلاک......4 زخمی

رشیداورسیف اللہ خالد جیسے صحافیوں کے روپ میں '' خاکی وکیل'' تجزیے اور تبصرے کر رہے ہیں کہ '' فضل اللہ مارا نہیں گیا تو کم از کم گھیرے میں ضرور آ گیا ہے''......اللہ پاک نے '' وقار'' کے ان مطیع فرمانوں اور مصاحبوں کو ذلیل کرنے کا پورا پورا انتظام فرما رکھا ہے، ان شاء اللہ...... چند ہفتوں میں میدانِ جنگ کی صورت حال قابو سے باہر ہوگی تو فوج لازمی طور پر امن لشکر کے کندھوں کو آگے کر کے خود وہاں سے نکل آئے گی...... پھر یہ اپنے مزعومہ '' گھیرے'' کو بھی لپیٹ اور پٹھوؤں میں ڈال کر واپس لانے پر مجبور ہوں گے!!!

مجاہدین کا اتحاد:

اللہ تعالیٰ کے فضل ،اُس کی رحمت اور اُسی کے لطف و کرم سے مجاہدین کے مابین اتحاد و یگانگت کی فضا پیدا ہو چکی ہے، الحمدللہ...... بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کی خاص نشانی ہے......شیطان اور اُس کے حواریوں نے مجاہدین کے مابین بداعتمادی، تفریق اور اختلافات کے بیج بو کر اپنے راستے سہل کرنے کی کوششیں کیں، مکروفریب کے ایسے ایسے جال بُنے کہ مجاہدین کے دلوں میں باہمی رنجشیں در آئیں، چپقلش، کشیدگی اور تناؤ میں اضافہ ہوتا چلا گیا، ناراضی اور رنجیدگی کے راہیں ہموار ہو گئیں اور اپنے بھائیوں سے حسن ظن، عفو و درگزر اور شفقت و احسان کے جذبات ماند پڑتے چلے گئے...... بلاشبہ یہ فتنہ اور آزمائش کا کٹھن مرحلہ تھا جس میں فتنہ پروروں نے کھُل کر کھیلا اور تحریک جہاد کے اتحاد و اتفاق کو توڑنے کی ہر ممکن کوشش کی......

ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص کرم کے ساتھ مجاہدین کی جانب متوجہ ہوا اور قیادت جہاد نے ایک دوسرے سے مل کر باہمی رنجشوں اور غلط فہمیوں کا تدارک کیا...... اب شیطان اور اُس کے چیلوں کی تمام سازشیں اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ناکام ہو چکی ہیں اور تحریک طالبان پاکستان، جماعت الاحرار اور لشکر اسلام نے باہمی اتحاد قائم کر کے امریکہ اور اُس کے حواریوں کا امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی قیادت میں متحد ہو کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے......

مجاہدین کے مابین اختلاف و انتشار کی خبروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے والے ذرائع ابلاغ پر اس مبارک اور عظیم اتحاد کی خوش خبری نے سکوتِ مرگ طاری کر دیا ہے......خفیہ ایجنسیوں کے پے رول پر کام کرنے والے صحافی جغادریوں اور لادین تجزیہ نگاروں کے لیے یقینی طور پر یہ خبر سوہانِ روح سے کم نہ ہوگی ......اسی لیے اُن کے تبصروں، تجزیوں اور کالموں میں اس کا کوئی ذکر سرے سے موجود ہی نہیں......اور وہ بھلا اس کا ذکر کریں گے بھی کیوں؟ اُنہیں تو اپنے کالموں، گفتگوؤں اور تجزیوں کا پیٹ بھرنے کے لیے جھوٹ، بہتان، افترا اور کذب ہی کی ضرورت ہوتی ہے جو اُنہیں آئی ایس پی آر سے سستے داموں کی بالکل مفت میں میسر ہوتا ہے ......پھر ہوتا بھی خالص ہے اور وافر مقدار میں کہ دستیابی کا مسئلہ بھی درپیش نہیں ہوتا......لہٰذا اُن کے ملمع کاری اور دکھاوے و بناوٹ کی جھوٹی دکانیں خوب چمکتی ہیں......اب سچّائی اور حقیقت بیان کر کے اُن کی چمک کو ماند کرنے اور '' دکان بڑھانے'' پر کون تیار ہوگا بھلا؟

۱۲ مارچ کو اس حوالے سے تحریک طالبان پاکستان کے مرکزی ترجمان نے اپنے جاری شدہ بیان میں کہا:

'' ہم امت مسلمہ کو عموماً اور پاکستانی مجاہدین و عوام کو بالخصوص یہ خوش خبری سناتے ہیں اور مبارک باد بھی دیتے ہیں کہ پاکستانی طاغوتی کفری جمہوری نظام اور اس مرتد ناپاک فوج کے خلاف لڑنے والے مضبوط جہادی جماعتیں تحریک طالبان پاکستان، تحریک طالبان پاکستان جماعت الاحرار اور تحریک لشکر اسلام' تحریک طالبان پاکستان کے نام پر متحد ہو گئی ہیں...... یہ فیصلہ تینوں جہادی قائدین محترم مولانا فضل اللہ صاحب، محترم عمر خالد خراسانی اور محترم حاجی منگل باغ صاحب کی ایک مشترکہ مشاورتی مجلس میں ہوا۔ اجلاس میں ایک تنظیم ساز کمیٹی تشکیل دی گئی جو کہ چند دنوں میں مضبوط رہبری مرکزی شوریٰ اور انتظامی ڈھانچہ تشکیل دے گی ......ہم پاکستانی کفری جمہوری نظام اس کے کارندوں اور اس ناپاک مرتد فوج کو خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ ہم ان شاء اللہ کسی بھی صورت میں ان کے منصوبوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے! واضح رہے کہ اس مبارک تحریک کو ایک دوسرے سے بدظن کرنے کے لیے بدنام زمانہ خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی نے جماعت الاحرار کے چار ساتھیوں کو شہید کیا لیکن ان شاء اللہ دشمن اپنے منصوبوں میں ناکام ہوگا اور تشکیل شدہ تنظیم ساز کمیٹی اس واقعے کی تحقیقات کرے گی جو بھی اس میں ملوث پایا گیا اس کو شرعی سزا دی جائی گی......دوسری طرف شہید ہونے والے ساتھیوں مولانا شکیل احمد حقانی شہید اور ڈاکٹر طارق علی المعروف ابو عبیدہ الاسلام آبادی شہید کی شہادت چونکہ آئی ایس ائی کے کارندوں کے ہاتھوں ہوئی ہے اس لیے ان کا انتقام ان سے تحریک مشترکہ طور پر لے گی''۔

بالآخر معاہدہ لیکن کس سے ؟

آئی ایس پی آر کے دعووں کے مطابق شمالی وزیرستان کا ۹۰ فی صد علاقہ مجاہدین سے '' آزاد'' کروا کر حکومتی رِٹ قائم کر دی گئی ہے اور راحیل شریف کے مطابق '' آپریشن فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے''......لیکن' آن دی گراؤنڈ' صورت حال یہ ہے کہ فوج کو حلیم خان جیسے مکار اور دھوکے باز سے معاہدہ کرنا پڑا ہے جس کے مطابق وہ '' شدت پسندوں کے خلاف کارروائیاں کرے گا''......اس پر کیا کہا اور لکھا جائے کہ فوج مجاہدین کے ہاتھوں بُری طرح پٹنے کے بعد بیساکھیوں کی تلاش میں تو تھی ہی لیکن اُسے

4 مارچ: صوبہ بغلان..............صدر مقام بغلان شہر..............مقامی جنگجوؤں کے بیس پر مجاہدین کا حملہ..............3 جنگجو ہلاک..............6 گرفتار

''بیساکھیاں'' بھی ٹوٹی ہوئی ملیں گی یہ اُس کے اُن محبین کے لیے جو تھوڑی بہت بھی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں، یقینی طور پر دلی صدمے والی صورت حال ہوگی جسے کم سے کم الفاظ میں ''مضحکہ خیز کلیئرنس'' سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے......

حلیم خان کسی زمانے میں شمالی وزیرستان میں مجاہدین کے امیر حافظ گل بہادر حفظہ اللہ کے ساتھیوں میں شمار ہوتا تھا لیکن اُس کی پاکستانی فوج سے خفیہ ساز باز اور دھوکہ دہی کے باعث اُسے بہت عرصہ قبل ہی مجاہدین کے نظم سے نکال باہر کیا جا چکا ہے...... حافظ گل بہادر حفظہ اللہ سے متعلّق یہ گواہی شمالی وزیرستان کا بچہ بچہ دے سکتا ہے کہ اُن کا اثر ورسوخ مجاہدین میں تو یقینی طور پر ہے کہ وہ اُن کے امیر کی حیثیت سے اُنہیں متحد رکھے ہوئے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ آپ کا شمالی وزیرستان کے عام مسلمانوں سے تعامل اور تعاون بھی اعلیٰ درجے پر رہا ہے......اسی وجہ سے وزیرستان کے مسلمانوں کے دلوں میں آپ کا ایک خاص مقام اور احترام ہے......اور آپ کی جانب سے مسترد کیے گئے، جہاد کے کسی بھگوڑے اور دو ٹکے کی حیثیت کے حامل کی دال ''خاکی ہانڈی'' میں تو گل سکتی ہے لیکن مجاہدین اور عام مسلمانوں میں اُس کی کسی قسم کی کوئی وقعت اور اہمیّت سرے سے نہیں ہے!

اسی کے ساتھ ساتھ فوج نے ۳۱ مارچ سے شمالی وزیرستان کے مہاجرین کو اُن کے علاقوں میں واپسی کا 'گرین سگنل' دیا ہے......لیکن یہ واپسی جن شرائط پر ہو رہی ہے اُن شرائط کو فوجی لقموں سے پیٹ بھرنے والے صحافی اور ''دانش فروش'' بھی ہضم نہیں کر پا رہے! ان شرائط کا خلاصہ دیکھنا ہو اور وزیرستان کے مسلمانوں کے ساتھ فوج کے نئے کھلواڑ کا مشاہدہ کرنا ہو تو بی بی سی پر ۲۸ جون کو آنے والی ایک رپورٹ ملاحظہ کرنا ہی کافی ہوگا! یہ رپورٹ جوں کی توں یہاں نقل کی جا رہی ہے! اسے پڑھیں اور سوچیں کہ پاکستانی فوج اپنے دعووں میں کس قدر سچّی ہے اور ''۹۰ فی صدی کلیئر'' علاقے میں قائم ''حکومتی رِٹ'' کے تحت کیسے اپنا تحفظ کرنے کے لیے پاپڑ بیل رہی ہے:

> ''ہم اپنے آباؤ اجداد کے وقت کے معاہدے پر عمل درآمد کے لیے تیار ہیں لیکن ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔ پاکستان کے ہر شہری کو تحفظ فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن یہاں ہم سے کہا جا رہا ہے کہ آپ تمام اداروں کے اہل کاروں کو تحفظ فراہم کریں یہ کہاں کا انصاف ہے''۔

یہ الفاظ ہیں شمالی وزیرستان کے قبائلی رہ نماؤں کے جو حکومت کی جانب سے جاری سماجی معاہدے کے مخالف ہیں۔ پاکستان کے قبائلی علاقے شمالی وزیرستان ایجنسی کے متاثرین کی واپسی سے چند روز پہلے حکومت نے سماجی معاہدے کے نام سے قبائلیوں کے لیے شرائط رکھی ہیں جس پر شمالی وزیرستان کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ دنیا کے لیے ایک قانون اور ہمارے لیے تین قانون مرتب کیے گئے ہیں جس پر وہ عمل درآمد نہیں کر سکتے۔

سماجی معاہدہ سال ۲۰۱۵ء کو پولیٹیکل ایجنٹ نے گورنر خیبر پختونخوا کے نمائندے کے طور پر جاری کیا ہے۔

اس معاہدے کے پہلے حصّے میں حکومتی ذمہ داریاں ہیں جن میں قبائل کے حقوق انہیں سیاسی، معاشرتی آزادی اور ان کے علاقوں میں ترقیاتی کام کرنے جیسے وعدے کیے گئے ہیں۔

دوسرے حصّے میں قبائل کی ۷۱ ذمہ داریاں بھی شامل۔ ان میں کہا گیا ہے کہ ''قبائلی آئین پاکستان، قبائلی علاقوں کے قانون ایف سی آر اور اس کے علاوہ مقامی رسم ورواج کے پابند ہوں گے۔ سرکاری اداروں کو تحفظ فراہم کرنا مقامی اقوام کی ذمہ داری ہوگی اور اس میں ناکامی پر اقوام کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ مقامی اقوام اتمانزئی وزیر داوڑ، سیدگئی خرسین اپنے اپنے علاقوں میں آئینی اداروں کے دشمن، غیر ملکی دہشت گردوں کو پناہ نہیں دیں گے اور نہ ہی انہیں اپنے علاقے میں کسی قسم کی کارروائی کرنے دیں گے۔ مدارس میں دنیاوی تعلیم ہوگی اور اگر اس میں غفلت ہوئی تو قوم کے خلاف کارروائی ہوگی۔ قبائلی رہنما مقامی سطح پر لشکر ترتیب دیں گے جو دہشت گردوں اور شدت پسندوں کے خلاف کارروائیاں کریں گے''۔

اس سماجی معاہدے میں دیگر شرائط بھی ہیں جن پر شمالی وزیرستان کے قبائلی رہنماؤں نے سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ان شرائط پر عمل درآمد ہو ہی نہیں سکتا''۔

ملک غلام خان نے بی بی سی کو بتایا کہ ''اس سلسلے میں وہ حکومت سے رابطہ کر رہے ہیں لیکن اب تک نہ تو سکیورٹی اداروں اور نہ ہی پولیٹیکل انتظامیہ کی جانب سے ان سے کوئی رابطہ کیا گیا ہے۔ اب ان کی پاس نہ اسلحہ ہے اور اس ہی وہ اتنے طاقت ور ہیں کہ ان قوتوں سے مقابلہ کر سکیں یا ان کے خلاف لشکر بنا سکیں۔ ہمارا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے ایسا تو دنیا میں کہیں نہیں ہے کہ عوام حکومتی اہل کاروں کا تحفظ کرے''۔

☆☆☆☆☆

''صرف پاکستان نہیں، بلکہ یہ کاروانِ جہاد ہندوستانی خونی لکیروں کو روندتا ہوا دہلی تک جائے گا! اور جان لو! ہمارے پاس ایسے دیوانے بھی ہیں، جو دہلی سے بھی آگے بڑھ کر ڈھاکہ اور برما تک اسلامی نظام کی بہاریں لے جانے کا عزم رکھتے ہیں''۔
امیر جماعت قاعدۃ الجہاد برصغیر مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

4 مارچ: صوبہ دائی کنڈی......ضلع گیزآب......مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان جھڑپ......ایک فوجی ہلاک......تین زخمی

(قسط دوم)

اسلامی نظام کے لیے مسلح جدوجہد

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

تم بہترین امت ہو:

قرآن کریم نے امت محمد یہ علی صاحبھا السلام کی دیگر امتوں پر فضیلت کی یہی وجہ بیان فرمائی ہے۔فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران: ۱۱۰)

''تم بہترین امت ہو جس کو لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے،تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو''......

آیئے اس آیت کی تفسیر،مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پڑھتے ہیں تاکہ ہمارے دلوں سے سارے وسوسے اور شیطانی خیالات نکل جائیں۔ نیز ہمیں پتہ چل جائے کہ وہ کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے اس امت کو دیگر امتوں پر فضیلت عطا کی گئی ہے،اور وہ کون سا عمل ہے جس کو چھوڑنے کی وجہ سے یہ امت آج در در ٹھوکریں کھا رہی ہے۔اس آیتِ کریمہ کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یوں فرماتے ہیں:

تأمرونهم أن يشهدوا أن لا إله إلا الله ويقروا بما أنزل الله، وتقاتلونهم عليه و"لا إله إلا الله" أعظم المعروف، والتكذيب هو أنكر المنكر [تفسير الكبير؛ الجزء ۸، ص: ۱۸]

''تم ان لوگوں کو حکم دیتے ہو کہ وہ اس کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اس کا اقرار کریں اور تم ان سے اس پر قتال کرتے ہو (یعنی جب وہ نہیں مانتے تو تم ان سے قتال کرتے ہو) اور لا الہ الا اللہ سب سے بڑا بھلائی کا کام ہے اور اس کلمے کو جھٹلانا سب سے بڑی برائی ہے''۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے:

خير الناس للناس تأتون بهم في السلاسل في اعناقهم حتى يدخلوا في الإسلام [صحيح بخاری؛ الجز ۱۴، كتاب تفسير القرآن، باب {كنتم خير امة اخرجت للناس}

''تم لوگوں (کافروں) کے لیے بہترین لوگ ہو۔(کیونکہ) تم (ان سے قتال کرکے) ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر ان کو لاتے ہو (جس کی وجہ سے جب وہ تمہارے ساتھ رہتے ہیں اور اسلام کو قریب سے دیکھتے ہیں تو اس کی رواداری اور انصاف سے متاثر ہو کر) اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ (اس طرح تمہارا ان سے قتال کرنا ان کے لیے رحمت کا سبب بن جاتا ہے۔اس لیے تم ان کافروں کے لیے سب سے اچھے لوگ ہو)''۔

یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جو احکم الحاکمین ہے۔اس کا مذاق بنانا یا جس کا دل چاہے مانے جو چاہے اس سے بغاوت کرے،ایسا کہنا اس قانونِ الٰہی کی توہین سمجھی جائے گی۔

آپ دنیا کے کسی ملک میں بھی جائیں اور وہاں کے قانون کی خلاف ورزی کریں تو آپ سے ایسا نہ کرنے کی درخواست نہیں کی جائے گی، بلکہ آپ کو پولیس کی قوت کے ذریعے روکا جائے گا۔اور اگر آپ یہ کہہ دیں کہ میں اس ملک کے آئین وقانون کو نہیں مانتا تو پھر آپ دیکھنا کہ انسانوں کے بنائے ہوئے آئین سے بغاوت کی آپ کو کیا سزا دی جائے گی۔سو آپ خود انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجیے کہ جب انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کے باغیوں کو معاف نہیں کیا جاتا تو کیا نعوذ باللہ،اللہ تعالیٰ کا قانون ابلیس کے قانون سے بھی بے وقعت بنا دیا گیا کہ جو چاہے مانے اور جس کا دل چاہے اس کی پسِ پشت ڈال کر چلتا بنے۔پھر اس کو سزا دینے کے لیے قرآن کے ماننے والوں کے پاس قوت بھی موجود نہ ہو تو کیا اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اسی وجہ سے فضیلت بخشی کہ اس کے قانون کی دنیا کے سامنے بے حرمتی کی جائے،کہ جس کا دل چاہے اس سے فیصلے کرائے اور جو چاہے ابلیس کے نظام سے فیصلے کرائے؟

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنا:

امام ابن کثیرؒ نے فرمایا:

''حضرت قتادہؒ نے فرمایا:ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک بار عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ پھر فرمایا:جو اس خیر امت میں سے بننا پسند کرتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اس شرط کو پورا کرے (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے [رواہ ابن جریر])[تفسیر ابن کثیر:تفسیر سورۃ آل عمران:۱۱۰]

امام ابن کثیر آگے فرماتے ہیں:

’’اور جو مسلمان اس صفت سے محروم رہا تو وہ ان اہلِ کتاب جیسا ہو گیا جن کی مذمت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے:

كَـانُـواْ لاَ يَتَـنَـاهَـوْنَ عَـن مُّـنـكَـرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ (المائدة: ۷۹)

’’وہ منکر سے ایک دوسرے کو نہیں روکتے تھے، بہت ہی برا تھا جو کچھ وہ کرتے تھے‘‘۔

فائدہ:

یہاں یہ بات پھر یاد رہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی آیت ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ تلاوت فرمائی، لہٰذا یہاں امر بالمعروف سے مراد اسلام کا حکم اور نہی عن المنکر سے مراد کفر سے روکنا ہے۔ علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے اپنی کتاب ’’الاتقان فی علوم القرآن‘‘ میں یہ بیان کیا ہے کہ ابوالعالیہؒ نے فرمایا:

’’قرآن میں موجود ہر امر بالمعروف سے مراد اسلام ہے اور نہی عن المنکر سے مراد بتوں (غیر اللہ) کی عبادت ہے‘‘۔[الاتقان فی علوم القرآن؛ الجزء ۲، النوع التاسع والثلاثون: فی معرفة الوجوه النظائر، للعلامه عبدالرحمن بن أبی بكر جلال الدين السيوطی (المتوفی: ۹۱۱ھ]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَوْلاَ يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُواْ يَصْنَعُونَ (المائدة: ۶۳)

’’ان کے علما و صلحا نے ان کو گناہوں کی باتوں اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکا؟ وہ جو کرتے تھے بہت ہی برا کرتے تھے‘‘۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ مِن بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَO كَانُواْ لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُواْ يَفْعَلُونَO (المائدة: ۷۸، ۷۹)

’’بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے کفر کیا، ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) کی زبانی لعنت کی گئی۔ یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھتے تھے۔ جو برا کام انہوں نے کر رکھا تھا، وہ اس سے باز نہیں آتے تھے۔ واقعی برا تھا وہ جو کچھ کرتے تھے‘‘۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والذی نفس محمد بيده ، ليخرجن من أمتی اناس من قبورهم فی صورة القردة والخنازير، داهنوا أهل المعاصی، سكتوا عن نهيهم وهم يستطيعون۔[تفسير الدر منثور فی التأويل بالمأثور؛ الجزء ۳، فی تفسير سورة المائدة: ۷۸، ۷۹ للعلامه عبد الرحمن بن أبی بكر ، جلال الدين السيوطی؛ تفسير روح المعانی فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثانی؛ الجزء ۵، فی تفسير سورة المائدة؛ ۷۸، ۷۹، للعلامة شهاب الدين محمود ابن عبدالله الحسينی الألوسی]

’’قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! میری امت کے کچھ لوگ اپنی قبروں سے بندروں اور خنزیروں کی شکل میں نکلیں گے، (یہ وہ لوگ ہوں گے) جنھوں نے گناہ کرنے والوں کے ساتھ مداہنت سے کام لیا (ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی) اور نہی عن المنکر کرنے سے خاموش رہے، باوجود طاقت کے‘‘۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن القوم إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه والمنكر فلم يغيروه عمهم الله بعقابه[مسند أبی يعلی ؛ الجزء الأول، مسند أبی بكر الصديق رضی الله عنه، أحمد بن علی بن المثنی أبو يعلی الموصلی التميمی]

’’کوئی قوم جب کسی ظالم کو ظلم کرتا دیکھے اور اس کو نہ روکے، اور منکر ہوتا ہوا دیکھے اور اس کو نہ روکے، اللہ تعالیٰ ان پر عام عذاب مسلط فرما دیں گے‘‘۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

......لتأمرون بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليسلطن الله عليكم شراركم فليسومونكم سوء العذاب ثم يدعو خياركم فلا يستجاب لهم لتأمرون بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليبعثن الله عليكم من لا يرحم صغيركم ولا يوقر كبيركم......[العقوبات لابن أبی الدنيا؛ الجزء الأول]

’’......تم بھلائی کا حکم ضرور کرو گے اور برائیوں سے ضرور روکو گے، یا اللہ تعالیٰ تم پر تمہارے بدترین لوگ مسلط فرما دیں گے، جو تمہیں دردناک عذاب دیں گے۔ اس وقت تمہارے بہترین لوگ دعائیں کریں گے لیکن ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ تم بھلائی کا حکم کرو گے اور برائیوں سے ضرور روکو گے، یا اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگ بھیجیں گے جو تمہارے چھوٹوں پر رحم نہیں کھائیں گے اور بڑوں کی عزت نہیں کریں گے‘‘۔

’’اللہ تعالیٰ نے یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میں تمہاری قوم کے

چالیس نیک لوگوں اور ساٹھ ہزار گناہ گاروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ حضرت یوشعؑ نے فرمایا: اے رب! گناہ گاروں کی ہلاکت تو سمجھ میں آتی ہے لیکن نیک لوگ؟......اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جن پر میں غصہ ہوتا تھا، یہ (نیک لوگ) ان پر غصہ نہیں ہوتے تھے، اوران (گناہ گاروں) کے ساتھ کھاتے پیتے تھے‘‘۔[الأمر بالمعروف النهی عن المنكر لأبن أبی الدنیا]

أوحی اللـه إلی نبی من الأنبیاء بنی إسرائیل: قل لقومک: لا یدخلوا مدخل أعدائی، ولا یطعموا مطاعم أعدائی، ولایرکبوا مراکب أعدائی، فیکونوا أعدائی کما هم أعدائی

’’اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی پر وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہو کہ میرے دشمنوں کے داخل ہونے کی جگہ داخل نہ ہوں، اور نہ میرے دشمنوں کے کھانے کی جگہ کھانا کھائیں، اور نہ میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار ہوں، (اگر وہ ایسا کرتے ہیں) تو وہ میرے اس طرح دشمن بن جائیں گے جیسے (دوسرے) میرے دشمن ہیں‘‘۔[الأمر بالمعروف النهی عن المنكر لأبن أبی الدنیا]

عن مالک بن دینار، قال: قرأت فی التوراة ’’من کان له جار یعمل بالمعاصی فلم ینهه فهو شریکه‘‘

’’حضرت مالک بن دینارؒ نے فرمایا: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ جس کسی کا پڑوسی کوئی برا کام کرتا ہو اور وہ اس کو نہ روکے تو وہ اس کا شریک سمجھا جائے گا‘‘۔[الأمر بالمعروف النهی عن المنكر لأبن أبی الدنیا]

امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا اجر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افضل الجهاد کلمة عدل عند سلطان جائر[سنن أبی داؤد؛الجزء ۱۱، کتاب الملاحم، باب الأمر والنهی]

’’ظالم حکمران کے خلاف انصاف کی بات کہنا افضل جہاد ہے‘‘۔

اس سے مراد وہ حق ہے جو اس بادشاہ کو برا لگتا ہو۔ لیکن اگر ’’آئینی حدود‘‘ میں رہ کر ’’حق‘‘ بولنے کی اجازت طاغوت کے آئین نے دی ہو، اور پھر کوئی اس حق کا اظہار کرے، تو وہ اس حدیث کی فضیلت کا مصداق نہیں کہلائے گا، کیونکہ اس حدیث میں فضیلت یہ بتا رہی ہے کہ یہ ایسا حق ہے جس میں جان جانے کا خطرہ جہاد سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں اجر کی زیادتی تکلیف ومصائب کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

یکون فی أمتی قوم یصیبون من الأجر مثل ما أصاب أولهم یقاتلون أهل الفتنة وینکرون المنکر[الفردوس بمأثور الخطاب؛الجزء ۵، ص: ۴۵۴، لأبی شجاع شیرویه بن شهر دار بن شیرویه الدیلمی الهمذانی الملقب إلکیا (۴۴۵-۵۰۹ھ)]

’’میری امت میں ایک قوم ایسی ہوگی جو پہلے والوں کے برابر اجر حاصل کرے گی، (یہ وہ لوگ ہوں گے جو) اہلِ فتنہ سے قتال کریں گے اور منکر روکیں گے‘‘۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اعلیٰ درجہ، قتال:

امام قفال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’اس امت کی دیگر امتوں پر فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ یہ امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بڑے درجے یعنی قتال کے عمل کو کرنے والی ہے۔ کیونکہ امر بالمعروف کبھی دل سے ہوتا ہے اور کبھی زبان اور ہاتھ سے، اور اس کا سب سے مضبوط درجہ قتال ہے۔ اس لیے کہ قتال میں اپنی جان کو موت کے خطرے میں ڈالا جاتا ہے۔ اور سب سے بڑا معروف دین اور توحید ورسالت پر ایمان ہے، اور سب سے بڑا منکر اللہ تعالیٰ کے دین کا انکار ہے، تو جہاد کے ذریعے دین کو سب سے زیادہ نقصان دہ چیز (کفر) سے بچایا جاتا ہے تاکہ لوگ سب سے بڑی منفعت ’دین‘ تک پہنچ سکیں۔ تو ضروری ہوا کہ جہاد کا درجہ عبادات میں سب سے عظمت والا ہو۔ تو جب جہاد (جو عبادات میں سب سے افضل و اعظم ہے) ہماری شریعت یعنی شریعت محمدیہ میں دیگر شریعتوں سے زیادہ اہمیت اور قوت کے ساتھ پایا گیا، تو یقیناً یہ چیز دیگر تمام امتوں پر ہماری امت کی فضیلت کا سبب ہے‘‘۔

[التفسیر الکبیر: الجزء ۸، ص: ۱۹۳]

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

’’میرے نزدیک اس بارے میں زیادہ بہتر قول حضرات اصولیین کا ہے، کہ جہاد ایک قہری دعوت ہے (یعنی اسلام ایک ایسی دعوت ہے جس کے پیچھے طاقت کارفرما ہوتی ہے)، اس لیے جتنا زیادہ ہو سکے، اس کو کرنا چاہیے تاکہ دنیا میں یا تو مسلمان باقی رہیں یا ذمی (وہ کافر جو اسلامی حکومت کو جزیہ دے کر رہتے ہیں)[**روضة الطالبین وعمدة المتین؛الجزء الأول، ص ۲۰۹، محی الدین أبو زکریا یحییٰ بن شرف النووی**]

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

5مارچ: صوبہ ہلمند............ضلع نوزاد............پولیس اہل کاروں کے ٹینک پر حملہ............ٹینک تباہ............پانچ اہل کار ہلاک

خونِ مسلم کی عصمت

شیخ حارث النظاری رحمہ اللہ

آپ سب پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی اور برکتیں ہوں اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کی آل پر اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر......

کسی بھی ایمان والے کے لیے نازک ترین معاملہ خونِ مسلم کا بہنا اور اس کی حرمت کا پامال ہونا ہے......امام بخاریؒ عبداللہ ابن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مقدس خونِ مسلم کا بہانا یا کسی معصوم کافر کو مارنا ایک گناہ کبیرہ ہے جس کے مرتکب سے اللہ نے عذاب الیم کا وعدہ فرمایا ہے......بعد از شرک سب سے بڑا گناہ کسی مؤمن کا ناحق قتل ہے''......

اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (النساء: ۹۳)

''رہا وہ شخص جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اُس کی جزا جہنّم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے''......

امام الشوکانی رحمہ اللہ اپنی تفسیر ''فتح القدیر'' میں فرماتے ہیں کہ ''اس قدر (سزا میں) شدت بے مثل ہے''۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کسی کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کا انجام منتظر بیان فرماتا ہے، ایسا انجام جو دلوں کو لرزا دے، روح منہدم ہو جائے اور اذہان مضطرب ہو جائیں''

کبائر گناہوں میں کسی گناہ کی اس سے سخت یا اس کے مثل کوئی سزا نہیں ہے......امام بخاریؒ اپنی صحیح بخاری میں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک مؤمن کا ایمان تب تک محفوظ ہوتا ہے جب تک کہ وہ (کسی) معصوم (کا) خون نہ بہائے، ہر گناہ بخش دیا جائے گا الاّ جان بوجھ کر کسی مؤمن کا قتل''

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''ہر گناہ معاف کر دیا جائے گا الاّ کفر پر مرنے والے شخص کا یا کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کا''......(مسند احمد)

پس ایک مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے، جس کی اہمیّت اس دنیا کے تباہ ہو جانے سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''(مومن کا قتل) اللہ کے نزدیک اس دنیا کے تباہ ہو جانے سے بھی بڑا ہے''

ایک مومن کو چاہیے کہ وہ معصوم خون کے بہانے سے بہت احتیاط کرے، کیونکہ یہ ایک بہت بڑا انحطاط ہے جو اس کے تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔

امام مسلم ابوحریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ ''دیوالیہ شخص کون ہوتا ہے؟''...... صحابہ نے فرمایا کہ ''دیوالیہ شخص وہ ہوتا ہے جس کے پاس کوئی مال و متاع نہ ہو''......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اس امت میں دیوالیہ شخص وہ ہے جو قیامت کے دن اپنے اچھے اور برے اعمال تھامے حاضر ہوگا......پھر اگر ایسا ہوگا کہ اس نے کسی کی توہین کی ہوگی یا کسی کو مارا ہوگا یا کسی کا خون بہایا ہوگا تو اس کے نیک اعمال میں کمی ہوتی جائے گی (یعنی مظلومین کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی)......یہاں تک کہ اس کے نیک اعمال ختم ہو جائیں گے اور محض گناہ باقی رہ جائیں گے اور اس کو جہنّم میں پھینک دیا جائے گا''......ایک مومن کو معصوم خون کے بہانے میں شرکت سے بچنا چاہیے چاہے لوگ اس کو اس پر ابھاریں......ایک سچّا مومن اپنے ایمان کو محبُوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہے......اس کو ہرگز لوگوں کی پیروی نہیں کرنی چاہیے اگر وہ کچھ غلط کر رہے ہوں......لیکن وہ ضرور اس پر توجہ دے گا اور آگ کے دردناک عذاب سے ڈرے گا......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر زمین اور آسمان کی مخلوقات کسی مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ ان سب کو جہنّم میں ڈال دے گا'' (ترمذی)......

کم یا زیادہ لوگوں سے متاثر ہو کر گناہ کرنا، کسی گناہ کو صحیح نہیں بنا دیتا اور نہ ہی غلط کو صحیح میں تبدیل کر دیتا ہے......اور نہ ہی یہ کسی کو اللہ کے غضب سے نجات دلاتا ہے...... ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا ذمے دار ٹھہرایا جائے گا......ایسے دن میں کہ جب ہر کوئی اپنے گھر والوں سے دور بھاگ رہا ہوگا...... ہر فرد اپنے اعمال کا حساب دینے میں مصروف ہوگا......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْداً (مریم: ۹۵)

''سب قیامت کے روز فرداً فرداً اس کے سامنے حاضر ہوں گے''۔

یعنی اللہ پاک ہم سب کا قیامت کے دن علیحدہ حساب کرے گا۔

5 مارچ: صوبہ ہلمند.................ضلع واشیر.......................ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ...........................ایک فوجی ہلاک.................ایک زخمی

کسی بھی امیر یا کمانڈر کے احکام کبھی بھی ناحق خون کے بہانے کا جواز نہیں بن سکتے اور نہ ہی یہ بہانہ اللہ کے ہاں قبول ہوگا......ایسا حکم دینے والا اور ایسے حکم کی تعمیل کرنے والا، دونوں کو جہنّم میں ڈالا جائے گا......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن قاتل اور مقتول دونوں کو لایا جائے گا......مقتول اللہ سے کہے گا کہ اس سے پوچھیئے کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ قاتل دعویٰ کرے گا کہ مجھے تو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا......پس قاتل اور حکم دینے والے دونوں کو جہنّم میں پھینک دیا جائے گا''(طبرانی)

ایک مومن کو چاہیے کہ روز قیامت سے آگاہی رکھے، جس دن وہ اللہ کے حضور کھڑا ہوگا اور اپنے اعمال کا حساب دے گا جب کہ کوئی دوسرا شخص اس کی مدد نہ کر سکے گا......ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَOمَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ Oبَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ (الصافات: ۲۴۔۲۶)

''اور ذرا انہیں ٹھہراؤ، اِن سے کچھ پوچھنا ہے......کیا ہو گیا تمہیں، اب کیوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ ارے، آج تو یہ اپنے آپ کو(اور ایک دوسرے کو) حوالے کیے دے رہے ہیں''۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا:

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاء لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعاً فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيباً مِّنَ النَّارِOقَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ (الغافر: ۴۷۔۴۸)

''پھر ذرا خیال کرو اُس وقت کا جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے دنیا میں جو لوگ کمزور تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ "ہم تمہارے تابع تھے، اب کیا یہاں تم نارِ جہنّم کی تکلیف کے کچھ حصّے سے ہم کو بچا لو گے؟......وہ بڑے بننے والے جواب دیں گے: ہم سب یہاں ایک حال میں ہیں، اور اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے''۔

پس، جو بھی بلا جواز کسی مومن کے قتل کا حکم دے وہ بھی اس جرم میں شریک ہوگا......یہ(حکم دینے والا) بھی مقتول کے خون سے داغ دار ہے......سب سے بڑا خطا کار اس جرم میں اس قسم کا فتویٰ دینے والا شخص ہے......ایسا شخص نہ صرف اپنے گناہ کا متحمل ہے بلکہ اس کے حکم پر چلنے والوں کے گناہ بھی اس ہی کے سر ہیں......

وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالاً مَّعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ (العنكبوت: ۱۳)

''ہاں ضرور وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ بہت سے دوسرے بوجھ بھی اور قیامت کے روز یقیناً ان سے اِن افترا پردازیوں کی باز پرس ہوگی جو وہ کرتے رہے ہیں''۔

جو شخص کسی ایسے شخص کو قتل کرے جس کے قتل کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو تو اس نے ایک بہت نیک عمل کیا اور اس کے برعکس بات بھی درست ہے......اللہ کسی مومن کو ناحق قتل کرنے والوں سے کوئی نیکی قبول کرے گا اور نہ ہی کوئی بدل......لہٰذا ایک مومن کو معصوم خون کے بہانے سے بہت احتیاط کرنی چاہیے......یہ وعید مجاہدین کے لیے بدرجہ اولی ہے جن کو خون مسلم کے بہانے سے سب سے زیادہ ڈرنا چاہیے......

ہم، القاعدہ جزیرہ نما عرب، مندرجہ ذیل تجویزات پر زور دیتے ہیں:

۱۔ایسی جگہیں جہاں مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں مثلاً مساجد، بازار، کھیل کے میدان وغیرہ پر، اہداف کی اہمیّت سے قطع نظر، دھماکہ خیز مواد اور اس قسم کے دیگر طریقوں کے استعمال کی ممانعت، تاکہ(جہاد کو) استحکام ملے اور غلطیوں اور(مومنین کی) ایذا رسانی سے بچا جا سکے

۲۔''فتوی الترس'' پر عمل کرنے کی ممانعت، الّا یہ کہ بحالت ضرورت اور وہ بھی علمائے جہاد کے حکم پر۔

۳۔استشہادی کارروائیوں کے معاملے میں فتاویٰ دینے پر مکمل پابندی سوائے ان علما کے جو شرعی قوانین، مسالک اربعہ اور فقہ التوازن میں مہارت رکھتے ہوں تاکہ وہ اس بات کا موازنہ کر سکیں کہ کون سی کارروائی مسلمانوں کے لیے مفید ہے اور کون سی نہیں......ایسی کاروائیوں کو سرانجام دینے سے پہلے ان کے محیط عوامل کا مکمل ادراک اور ان کے پیچھے اسباب کا علم بہت ضروری ہے۔

۵۔ہر محاذ کے امرا کو چاہیے کہ مجاہدین کو بالعموم اور فدائین کو بالخصوص استشہادی حملوں کے بارے میں درست فقہی علم سے آراستہ کریں تاکہ وہ کسی بھی قسم کے مشکوک یا متنازعہ ہدف پر حملے سے بچ سکیں......فدائی مجاہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی ہدف کے لیے تب ہی آگے بڑھے جب اس کو اس ہدف کی شرعی قانونی حیثیت کا صد فیصد یقین ہو، اور ایسا حملہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب بنے۔

۵۔امرا کو چاہیے کہ فدائی مجاہدین کو مشکوک و متنازعہ اہداف پر حملے کے لیے بھیجتے ہوئے احتیاط برتیں......ہم فدائی مجاہدین سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اگر آپ بصیرت اور حکمت کے بغیر کسی ہدف پر ضرب لگانے کے لیے آگے بڑھیں گے تو(غالب امکان ہے کہ) آپ غلطی میں پڑ جائیں گے چاہے آپ کی نیت کتنی ہی صاف کیوں نہ ہو!

اختتام میں ہم اللہ کے حضور ہر 'معصوم خون' جو(ناحق) 'بہایا گیا' سے برأت کرتے ہیں، ہم ہر فتنے سے اس کی پناہ مانگتے ہیں......تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

''اے اقصیٰ! ہم آ رہے ہیں''۔

☆☆☆☆☆

7 مارچ: صوبہ ہلمند..........ضلع سنگین میں..........کٹھ پتلی فوج کی چوکیوں اور مراکز پر مجاہدین کے حملے..........11 سیکورٹی اہل کار ہلاک..........7 زخمی

(قسط دوم)

فلنکن کالنحلة.....ہمیں چاہیے کہ شہد کی مکھی کی مانند بن جائیں

استاد احمد فاروق حفظہ اللہ

۴۔ ہم مسلمانوں کے خون کے ایک ایک قطرے کی حرمت کے معاملے میں بھی انتہائی دردمند اور جذباتی ہیں.....ان کا جو خون ظلماً بہایا جاتا ہے ہمیں ہر قطرے پر دکھ ہوتا ہے.....ہم تو گھروں سے صرف مسلمانوں کی حالت زار پر مغموم ہو کر اور جن بھُن کر نکلے ہیں نیز ان کے دین، عزت و آبرو اور ان کے مال کے دفاع کی خاطر! اور ہمارا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کے خون کی حرمت قطعی ہے۔ یہ قطعیت آفتاب کی طرح روشن اور بے غبار دلائل قطعیہ ہی کے ساتھ زائل ہوسکتی ہے۔ ہم مسلمانوں کے خون کو بودی دلیلوں کے ذریعے حلال جاننے یا مسئلہ تترس میں معتمد اہل علم کی کتابوں [جن میں میرے محبُوب استاذ کا ایک نہایت قیمتی کتابچہ ''مسألة التترس في الجهاد المعاصر'' کے نام سے ہے] میں مذکور شرعی اصولوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے وسعت دینے یا بغیر دلیل و برہان کے ان کے سر الزامات منڈھ دینے سے شدت سے ڈراتے ہیں۔ اس بنیاد پر بھی مسلمانوں کو مستحق قتال نہیں سمجھتے کہ وہ کسی جہادی جماعت سے الگ ہو کر امت کے باغی ہو گئے ہیں کہ باغی کی سزا شرعاً قتل ہے۔

۵۔ ہمارے پیش نظر محبُوب امت کے دگرگوں حالات اور پر آشوب زمانہ کی رعایت کرنا بھی ہے؛ جن کا سامنا یہ امت 'سلطنتِ اسلامیہ کے زوال، امت پر مرتد نظاموں کے مظالم اور اس کے ہاتھوں اپنے دین سے دور ہونے کی وجہ سے گزشتہ دہائیوں سے مسلسل کر رہی ہے۔ جدید تعلیمی اداروں، درس گاہوں میں ایسے نصاب مرتب کیے گئے ہیں کہ آنے والی مسلمان نسل کی تربیت ہی غلط عقائد پر ہو اور ان کی سوچ محکم و روشن شریعت کی تعلیمات سے متصادم ہو۔ اس امت کو اسلحہ کے زور پر ایسے قوانین کے سامنے جھکنے پر مجبُور کیا جا رہا ہے جو انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں اس جنہیں اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل نہیں ہے۔ کلمۂ حق پر ثابت قدمی سے باز رکھنے اور احکام شرعیہ اپنے اصلی صورت میں مسلمان عوام تک پہنچانے کے جرم میں اس امت کے داعیوں اور اہل علم پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں اور ان کا گھیرا تنگ کیا جاتا ہے۔ بس ان ظالمانہ اقدامات کا مجموعی نتیجہ ہمارے معاشرے میں جہالت کا عام ہونا اور مسلمانوں کے اذہان و قلوب سے بہت سارے احکاماتِ شرعیہ کا تصور تک جاتے رہنا ہے۔ اس صورت حال کی وجہ سے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اپنی اس امت کے ساتھ نرمی اور لطف کا معاملہ مزید بڑھا دیں، ہم ان کے اعذار قبول کرنے میں وسعت ظرفی سے کام لیں اور حریص ہوں کہ کسی طرح یہ امت اپنے صحیح دین پر لوٹ آئے اور ہم دعوت الی اللہ کے سلسلے میں اسی امت کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ لیکن آج کچھ ایسے لوگ سامنے آئے ہیں جو اسلام کو اور ایمانی رشتہ کے تعلّق کو نہایت ہی تنگ دائرے میں محصور کر رہے ہیں اور امت کے ساتھ متکبرانہ رویہ اختیار کرتے ہیں، اس کو حقیر سمجھتے ہیں بلکہ ہر دم گھات لگائے بیٹھے رہتے ہیں کہ امت مسلمہ کی کوئی غلطی پکڑی جائے اور ایک ہی وار میں ان کو ملیامیٹ کر دیا جائے۔ اسی طرح ہر اس شخص کو بھی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے جو مجاہدین کو اس امت کے ساتھ رحمت و شفقت کا معاملہ کرنے کی دعوت دیتا ہو۔ ہم ایسے لوگوں کو بھی دیکھتے ہیں جو بڑے حقارت آمیز لہجے سے پوچھتے ہیں کہ وہ کون سی امت ہے جس کی طرف ہم لوٹیں؟ وہ أمة الاسلاما لسعودی؟ یاالاخوانی؟ یاالسوری؟ یاحزبالأمة الکویتي؟.....افسوس ہے کہ کوئی آپ کو امت کے ساتھ جڑنے کی دعوت دے رہا ہے اور آپ اس سے پوچھیں کہ الاخوان، السلفیة، الجامیة، الصوفیه، القاعدة.....کس امت کی طرف ہم لوٹ جائیں؟ اللہ ہی ہمیں کافی ہے اور ایسی کج فکری کے خلاف ہمارا خوب کارساز ہے۔

۶۔ ہماری کوشش ہے کہ آج امت بنیادی نکات پر مجتمع ہو۔ ان میں سے سے اہم نکتہ امریکہ جیسے اژدھے اور اس کے بغل بچے اسرائیل کا سر کچلنا، مسلم ممالک اور ان کے مقدس مقامات کی آزادی کے لیے جہاد کرنا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ محض اللہ پاک کے اذن سے 'امریکی تسلط کا زوال' ہی ہمارے خطوں کے مغربی غلام اور شریعت سے روگردانی کرنے والے مرتد نظاموں کے زوال کا پیش خیمہ ہوگا۔ یہی امریکی زوال اقوام کی بنیاد پر کی گئی تقسیم اور مصنوعی سرحدوں سے مسلمانوں کو آزادی دلانے اور ایک ہی اسلامی حکومت، ایک ہی خلافت کے تحت متفق اور متحد ہونے کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ اس لیے ہم ہر ایسے اقدام سے بچتے ہیں جو مجاہدین کی جماعت کو ادھر اُدھر کے معرکوں میں دھکیل دے اور مجاہدین کی جدوجہد فروعی اختلافات کی نذر ہونے لگے۔ ہماری ہمیشہ سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہم اسی مرکزی نکتہ پر قائم رہیں جسے قافلۂ جہاد کے قائدین نے متعین کیا جن کے سربراہ محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادنؒ تھے۔ انہوں نے اسی مرکزی نکتہ کو طویل تجربوں اور دین کی مصلحتوں کو سمجھتے ہوئے گہری سوچ کی روشنی میں متعین کیا۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ اسی نکتہ پر ہم باہم مربوط و منظّم ہوں...... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ہم اپنا سفر مکمل کر لیں اور مذکورہ اہداف حاصل کر لیں۔

۷۔ ہماری نظر میں دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ جڑواں بھائیوں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوسکتے، یہ دونوں عظیم عبادتیں ہیں۔ ہر ایک کے لیے فضائل و احکام اور طے شدہ اصول ہیں۔ ان دونوں کے درمیان کوئی تعارض اور تضاد نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی تکمیل کا باعث ہے۔ یہ دونوں دائرہ توحید کے گرد ہی

7 مارچ: صوبہ نیمروز.................زرنج شہر.................سینٹرل جیل میں قیدیوں کا جیل انتظامیہ پر حملہ.................اسسٹنٹ جیل سپرنٹنڈنٹ سمیت 6 پولیس اہل کار ہلاک

گھومتے ہیں۔ چنانچہ ہماری دعوت لا الہ الا اللہ کی طرف بلانا اور ہمارا قتال کرنے سے مقصد لا الہ الا اللہ ہی کا دفاع کرنا ہے۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ ہم ایک ہی وقت میں داعی بھی ہیں اور مجاہد بھی، اور ہم اسی میں عزت محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک کوئی بھی تحریک 'جس کی سعی کا محور امت مسلمہ کی گردن پر مسلط جاہلی نظام کے خلاف جدوجہد کرنا ہے' ان دونوں عبادتوں کو تھامے بغیر فلاح نہیں پا سکتی بلکہ تمام احکام شرعی کو مضبوطی سے تھامنا اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے احکام و مراتب کے لحاظ سے حیثیت دینا لازمی ہے، جن کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔ ہم شرعی اصولوں کے مطابق دعوت کی تحقیر کرنے اور ان دونوں عبادتوں کے مابین تناقص اور تضاد کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔

۸۔ ہم مجاہدین کے لیے سیاستِ شرعیہ کے باب کو بہت اہم سمجھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جہادی تحریکات کو اکثر ایسے حالات کا سامنا رہتا ہے جن میں انہیں مختلف اقوام مختلف ممالک اور مختلف قبائل کے عوام سے تعامل کرنا پڑتا ہے اور بدلتے حالات او واقعات کے ساتھ خود کو ڈھالنا ہوتا ہے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ مجاہدین اور ان کے امرا اور طلبۂ علم کے لیے ضروری ہے کہ اپنی استطاعت، مسئولیت اور شعبہ کے مطابق سیاستِ شرعیہ کے احکام کی معرفت کا حصّہ خوب مہارت اور لگن سے حاصل کریں اور وہ تمام اصول وضوابط سیکھیں جن سے ترجیحات اور مصالح و مفاسد کا تعیّن ممکن ہو سکے۔ چنانچہ فقہ الجہاد کا اکثر حصّہ مصلحتوں کی معرفت ہے، جس کا مدار مفاسد کے دور کرنے اور مصالح کے ملحوظ رکھنے پر ہے۔ کوئی بھی جہادی تحریک اس اہم باب کو اگر اچھے سے نہیں سیکھے گی اور اس کے احکام سے واقفیت حاصل نہیں کرے گی تو چاہے ابتدائی طور پر چند معرکوں میں اُسے کامیابی ہی کیوں نہ حاصل ہو جائے لیکن غالب امکان ہے کہ وہ جنگ میں شکست سے دوچار ہو گی اور مقاصدِ جہاد کے حصول میں ناکام رہے گی۔ لہٰذا جہادی تحریکات اپنی تمام تر کامیابیوں کے ساتھ ولایتِ خاصہ سے ولایتِ عامہ کی طرف ترقی کرتی ہیں، اگر انہوں نے اپنے افراد کی تربیت نہ کی، ان میں وسعتِ نظری پیدا نہ کی اور مختلف پس منظر اور استعداد کے لوگوں کو ان کی سطح کے مطابق مخاطب کرنا نہ سکھلایا، اقوام عالم کے سیاسی حربوں سے ان کو آگاہی نہ دی اور یہ نہ سمجھایا کہ دشمن کو کس طرح زِچ کیا جائے اور اپنے ہم خیال دوست کس طرح بڑھائے جائیں، ان کے ذہنوں میں یہ بات راسخ اور پیوست نہ کی کہ عملِ سیاست میں صرف یہی کافی نہیں کہ اپنے تصرفات میں برحق ہوں بلکہ ان پر یہ بھی لازم ہے کہ خوب غور و فکر کریں کہ وہ کون سی راجح مصلحت ہے جو ان کے تصرفات کی تائید کرے اور وہ کون سے مفاسد ہیں جو اس پر مرتب ہو سکتے ہیں۔ پھر ان میں یہ ملکہ پیدا نہ کیا کہ وہ دو خیر کی راہوں میں سے سب سے اچھی راہ کا انتخاب کریں اور دو ضرر رساں پہلوؤں میں سے کم ضرر والے پہلو کا تعیّن کریں...... جب تک مجاہدین کو یہ تربیت اور تیاری حاصل نہ ہو تو وہ فاش سیاسی غلطیوں کے مرتکب ہوں گے، جو ان کی طویل کوششوں کے نتائج ضائع کر دیں گی، یوں دشمن کے لیے تحریک کو اس کے بڑے اہداف اور مقاصد سمیت کچل دینا آسان ہوگا۔

لیکن افسوس کہ بعض لوگ دین کی مصلحتوں کی حفاظت کرنے والوں کی شرعی سیاست اور دین کے معاملے میں مداہنت سے کام لینے والوں کے درمیان فرق نہیں سمجھتے۔ جب کہ بعض دوسرے دین کے اس عظیم الشان باب سے غافل ہونے کی بنا پر یہ سمجھتے ہیں کہ مجاہدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ایسی بات کہیں اور ہر ایسا کام کریں کہ اقوام عالم متحد ہو کر ان پر ٹوٹ پڑیں اور ان کے دشمن کی تعداد میں اضافہ اور ان کے دوستوں اور ہم خیال لوگوں کی تعداد کم ہوتی چلی جائے۔ ان کے مطابق مجاہدین کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے ایسے انداز میں بات کریں کہ جو معاشرے کے محدود لوگ ہی سمجھ پائیں، ایسے اسلوب اختیار کریں جو لوگوں کو مجاہدین سے نفرت دلائیں اور امت بحیثیت مجموعی مجاہدین سے بالکل الگ تھلگ ہو جائے۔ پھر وہ اس زعم کا شکار بھی رہتے ہیں کہ ان کا یہ اسلوب ان کے عقیدہ کی پختگی اور ان کے صاف ستھرے منہج کی دلیل ہے حالانکہ ان لوگوں کو اس چیز کا ادراک ہی نہیں کہ یہ سب ان کی علمی کم مائیگی، فہم کی تنگی اور اس دینِ حنیف سے دوری پر دال ہے جس کے ساتھ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ بلکہ ان کا یہ طرزِ عمل سابقہ امتوں کے راستے کی پیروی کرنا ہے کہ جنہوں نے خود اپنے اوپر سختیاں کیں اور از خود اپنی گردنوں میں سختیوں کے طوق اور بوجھ لاد دے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ فرض نہیں کیا تھا۔ پھر انہوں نے اس کا لحاظ بھی نہ رکھا تو وہ ہلاکت کے مستحق ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہلک راستے کے شرور سے پناہ میں رکھے! آمین۔

۹۔ ہم مجاہدین کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ اختلاف کے آداب سے آراستہ ہوں۔ اس کی سمجھ بوجھ رکھنے کی ضرورت و حاجت لوگوں میں سب سے زیادہ انہی کو ہے کیونکہ لوگوں میں سب سے زیادہ انہی کو اختلاف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ سب مخالف برابر نہیں ہوتے بلکہ مخالفین کے بھی مختلف درجات ہیں لہٰذا ان سے معاملہ کرتے وقت اس فرق کو ملحوظ رکھیں اور مجاہدین کے لیے اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ ایک مومن کی شان یہ ہے کہ اختلاف کے وقت انصاف کو مت بھولے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی دیں اگرچہ اپنے نفس، والدین یا قرابت داروں کے خلاف ہی ہے۔ یہ بھی لازمی ہے کہ وہ اس حقیقت سے آگاہ ہوں کہ مومن بلند اخلاق والا ہوتا ہے، طعنہ زن، لعنت کرنے والا، فحش گوئی اور فضول گوئی کرنے والا نہیں ہوتا۔ وہ لڑائی میں گالم گلوچ نہیں کرتا اگرچہ اس کے مدمقابل کفار اور مرتدین ہی کیوں نہ ہوں۔ اور مجاہدین پر لازم ہے کہ وہ اس بات پر بھی یقین رکھیں کہ قوت کسی کی ہجو یا شخصی برائی کرنے میں نہیں بلکہ دلیل سے بات کرنے میں ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

8 مارچ: صوبہ قندوز............ ضلع امام صاحب............ مجاہدین کا فوجی ٹینک پر 82 ایم ایم توپ سے حملہ............ ٹینک تباہ............ ایک اہلکار ہلاک، 3 زخمی

فکر ومنہج

جہاد کل بھی جاری تھا، آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا

مولانا حسنین خان

کیا جہاد دہشت گردی ہے

کیا جہاد دہشت گردی ہے؟ کیا جہاد کی دعوت دینا انتہا پسندی ہے؟ کیا جہاد اسلام میں کوئی انوکھی چیز ہے؟ اگر جہاد دہشت گردی، انتہا پسندی ہے اور اسلام میں انوکھی چیز ہوتی تو (معاذ اللہ) ہمارے اسلاف میں سے کوئی بھی ان اصطلاحوں کے زمرے سے خالی نہیں ہوتے۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ رب العزت نے اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی، ظلم وستم کے سدِ باب اور عدل اجتماعی کے قیام کے لیے جہاد کو فرض کیا۔ اس وقت سے نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کی طرح جہاد ایک اسلام کا رکن ہے اور اسلام کے دیگر ارکان کی مانند اس کی ادائیگی بھی عبادت ہے۔ جب یہ رکن ارکانِ اسلام میں فرض قرار دیا گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس فرض کی ادائیگی کا خوب خوب حق ادا کیا اور کفار ومشرکین کے خلاف بدر، اُحد اور خندق کی لڑائی لڑی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے مسلمانوں کو اس کے لیے اُبھارا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جہاد تا قیامت جاری رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں:

اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلیٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

''جہاد قیامت تک جاری رہے گا''۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشن گوئی بھی فرمائی کہ ایک گروہ قیامت تک کفار کے خلاف برسرِ پیکار بھی رہے گا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا تَـزَالُ عِصَابَةٌ مِّنْ اُمَّتِیُ يُقَاتِلُوْنَ عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ قَاهِرِيْنَ لِعَدُوِّهِمْ لَا يَضُـرُّهُـمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَ هُمْ عَلٰی ذٰلِکَ [مسلم]

''میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق ہمیشہ قتال کرتا رہے گا، اپنے دشمنوں پر قہر بن کر ٹوٹے گا کسی کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی یہاں تک کہ قیامت آئے گی اور وہ اسی راہ پر قائم ہوں گے۔''

اس موضوع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بھی ارشاداتِ گرامی احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں طوالت کی خاطر یہاں درج کرنے سے گریز کیا گیا۔

یہ اظہارِ رائے کیسا ......!

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک جہاد ہوتا رہا ہے اور قولِ رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آئندہ بھی ہوتا رہے گا (ان شاء اللہ)۔ اس کے باوجود دنیا بھر میں جہاد کے متعلّق شور وغوغا، پروپیگنڈا اور مجاہدین کے خلاف اس قدر لعن وطعن اور سازش کیوں ہے؟ غیر تو کیا اپنوں میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ جہاد وقتال و مجاہدین کے خلاف یہ شور وغوغا اور سازشوں تک اکتفا نہیں بلکہ مجاہدین اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے کفار ومشرکین کے ساتھ ساتھ نام نہاد مسلمان بھی تیرو تفنگ لے کر چڑھ دوڑے ہیں۔ حالانکہ آج دنیا اظہارِ رائے کی آزادی کا قائل ہے۔ کسی کے کسی عمل پر کوئی قدغن نہیں، اگر کوئی معاشرے میں فحاشی وعریانی پھیلائے اور اس کے لیے اپنی رائے کا اظہار کرے یا اخبارات ورسائل کے ذریعے فحاشی وعریانی کا فروغ دے حتیٰ کہ کوئی کسی برگزیدہ ہستی کا خاکے شائع کر کے لاکھوں کروڑوں لوگوں کی دل ازاری کا مرتکب بھی ہو تب بھی کوئی بات نہیں کیوں کہ ایسا کرنے والا وہ اپنی رائے کا اظہار کر رہا ہے اس لیے اس پر کوئی جرم نہیں۔ مگر دین پر عمل اور اس کا اظہار جرم ٹھہرتا ہے۔ آج دنیا میں اس طرح کے دہرے معیارات مقرر کرنے والا یہ گروہ کون ہے؟

یہ جمہوریت کے چمپین اور سرمایہ داروں کے ٹولے

دراصل دنیا بھر میں چند سرمایہ داروں نے اپنے سرمائے کے تحفظ اور ان کی بڑھوتری کے لیے عقل کی بنیاد پر کچھ طور وطریقے، اصطلاحات اور قوانین وضع کیے جن کو وہ جمہوریت (democrecy)، آزادی (freedom)، مساوات (equality) اور انسانی حقوق (Human rights) کا نام دیتے ہیں مگر دین پر عمل اور اس کے اظہار وہ اپنے خودساختہ اصطلاحات کے پیمانوں میں تول کر شور مچاتے ہیں کہ یہ تو سراسر انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ ان سرمایہ داروں کے گروہوں نے اپنے سرمائے کو وسعت دینے کے لیے پوری دنیا کو کئی علاقوں (Regions) میں تقسیم کیا۔ انہوں نے اُن علاقوں کے مختلف نام دیے اور اُن پر اپنے ہرکارے جنہیں صدر (President) اور چانسلر کے نام سے موسوم کیا گیا بٹھائے۔ اس بھاگ بٹوارے اور جوڑ توڑ میں اور ان میں اپنے وضع کردہ طور وطریقے، اصطلاحات اور قوانین کو تھوپنے میں سرمایہ داروں کے ان ٹولوں نے آپس میں جنگِ عظیم اول و جنگ عظیم دوم جیسے معرکہ آرائی کر کے دنیا کو تہہ و بالا کیا، ان میں ایٹم بم جیسے جوہری ہتھیاروں کو استعمال کر کے کروڑوں انسانوں کو مار ڈالا،

8 مارچ: صوبہ دائی کنڈی.................ضلع گیزآب.................بارودی سرنگ بم دھماکہ.................ایک فوجی ہلاک.................ایک زخمی

انسانیت کو خون میں نہلایا ،لاکھوں انسانوں کی کھوپڑیوں سے مینار سجایا اور کروڑوں انسانوں کو بھوک و افلاس میں مبتلا کر کے مرنے پر مجبور کیا۔ان سرمایہ داروں کے سرخیل امریکہ نے ریڈ انڈین جیسے ایک کروڑ پُر امن شہریوں کا قتلِ عام کیا۔انسانیت کے ان جھوٹے بہی خواہوں نے پہلے عیسائیت اوران کی رہی سہی تحریف شدہ روایت کو روندڈالا۔ ان عقلیت پسند اقلیتوں نے اپنے کالے کرتوت، مذہب دشمن جدو جہد، دنیا سے متعلّق جوڑ توڑ کے عمل کو معصومیت کے ساتھ روشنی کی تحریک ''تحریکِ تنویر'' (Enlightment movment) کے نام سے موسوم کیا۔اس جوڑ توڑ اور قتلِ عام کے بعد بھی انہیں چین نہیں آیا اور اپنے بڑے حریف کمیونزم والوں کے ساتھ رسہ کسی شروع کر کے سرد جنگ کا آغاز کیا۔اس مرتبہ ان استعماری قوتوں نے ایک بار پھر پوری دنیا کو آگ و خوں میں دھکیلا۔ان کے اس کشت وخون میں پچاس لاکھ افغان بے گھر ہوئے اور پندرہ لاکھ مارے گئے اور ہزاروں اپاہج ہوئے۔اس کے باوجود ان ظالم و جابر سرمایہ داروں کا خونِ آشام سرد نہیں پڑا۔اب وہ اپنے تمام حصّہ داروں کے ساتھ پاگل کتوں کی طرح منہ اُٹھائے تیسری دنیا (ہاں تیسری دنیا جسے مسلم دنیا اور ترقی پذیر دنیا کہا جاتا ہے!!) میں ہڈیوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔حالانکہ ان استعماری قوتوں نے پہلے ہی مسلم دنیا کو لوٹ مار کے ذریعے کھوکھلا کر دیا ہے ورنہ عالمِ اسلام دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ خطّوں میں شمار ہوتا تھا۔ان استعماری قوتوں نے ترقی یافتہ خطّوں پر مشتمل مسلمانوں کی خلافت کا حصّہ بخرے کر کے ان میں وزیر اعظم ،شاہ اور خادمین کے مختلف القاب سے اپنی مرضی کے نوکر مقرر کیے ہیں۔اگر ان میں کہیں کوئی کسر باقی تھی تو وہ بھی دھونس و دھمکی کے ذریعے اپنے وضع کردہ قوانین واصلاحات کے نفاذ کے لیے اپنے ان ایجنٹوں میں تغیّر و تبدیلی بھی لائی جا چکی ہے پھر بھی ان کے عزائم سرد نہیں پڑے۔اب وہ اپنے مستقبل کے یقینی تحفظ کے لیے ہر طرح کے ساز و سامان، تیر وتفنگ اور کیل کانٹوں سے لیس ہو کر ان تمام خطوں، اداروں اور اشخاص کو ڈھونڈنے نکلے ہیں جو ان کے خلاف مستقبل میں چیلنج بن کر اُٹھ سکتے ہوں۔

جهاد ...... اور مجاهدین هی مسلمانوں کا اصل سرمایه

اس وقت پورے عالمِ اسلام میں کوئی بھی قوت ایسی نہیں ہے جو اِن استعماری قوتوں کے خلاف چیلنج بن کر اُٹھ کھڑی ہو سوائے جہادی قوتوں کے۔کہنے کو تو اس وقت مسلمانوں کے ساٹھ خطے وجود میں آ چکے ہیں مگر بدقسمتی سے وہ سب نام نہاد ہیں۔ان میں نام نہاد مسلمان کے گروہوں کا راج ہے جو کہ تمام کے تمام کفار ومشرکین کے کاسہ لیس، آلہ کار اور ایجنٹ بنے بیٹھے ہیں۔اس لیے ان خطوں میں جہاد اور مجاہدین کو بدنام کرنے اور ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے یہ ظالم و جابر استعماری قوتیں اور اپنے تمام آلہ کار مثلاً پرنٹ و الیکٹرنکس میڈیا اور ان میں کام کرنے والے ضمیر فروش کالم نگاروں و تجزیہ کاروں کے ساتھ ساتھ کیل کانٹوں سے لیس جنگی لاؤلشکر سمیت میدان میں اترے ہیں تا کہ ایک طرف میڈیا وار کے ذریعے جہاد کو دہشت گردگی، شدت پسندی اور انتہا پسندی اور مجاہدین کو دہشت گرد، انتہا پسند اور شدت پسند باور کروایا جا سکے اور تعلیم و ترقی کا ڈھونگ رچا کر اور فلاح و بہبود کے نام پر قرضوں کی شکل میں معمولی امداد دے کر اپنے آپ کو انسانیت کا سچّا خیر خواہ ثابت کیا یا جا سکے۔دوسری طرف اپنے جنگی لاؤلشکر کے ذریعے مجاہدین کو ختم کیا جا سکے۔

قرآنی پیغام...... ایک انتباه

کفار تو کفار ہی ہیں خواہ وہ یہودی ،عیسائی ،ہندو یا اللہ کا انکاری نرا کافر کی شکل میں مختلف ہی کیوں نہ ہوں (اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ'' تمام کفّار ایک ہی گروہ کے چٹے بٹے ہیں'' کفار کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے...... ارشادِ ربّانی ہے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَانَصِيْرٍ
(البقرۃ:۱۲۰)

''یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے، ورنہ اگر اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آ چکا ہے،تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لیے نہیں ہے''۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْيَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ [البقرۃ:۱۰۹]

''اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں اپنے نفس کے حسد کی بنا پر اس کے بعد کہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے۔پس تم عفو و درگزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے۔بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ[آل عمران: ۱۰۰]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم نے ان اہل کتاب میں سے کسی گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے''۔

(بقیہ صفحہ ۳۴ پر)

8 مارچ: صوبہ دائی کنڈی .... ضلع گیز آب .... بارودی سرنگ دھماکہ .... رینجر گاڑی تباہ .... سوار 3 اہل کار ہلاک

ایمان کے ڈاکو

مولانا محمد خذیفہ وستانوی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ، روحانی اور مادی دونوں انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان اور علم کی ایسی شمع روشن کی کہ جس کی کرنیں صرف مسلمانوں ہی کے لیے مشعل راہ ثابت نہیں ہوئی، بلکہ غیروں کی ذہنی اور فکری سطح کو جلا بخشا اور ہوا، آگ، پتھر کو جو معبُودیت کا درجہ دے رکھا تھا جس کی وجہ سے اس پر تحقیق، ریسرچ اور تجربہ نہیں کر رہے تھے، اب وہ ذہنیت پاش پاش ہوگئی، اگر چہ اس کی ظاہری صورت باقی ہے، مگر حقیقی صورت باقی نہیں رہی، مگر یہ بات پیشِ نظر رہے کہ آپ کا اصل مشن تھا انسانوں کو روحانیت کی معراج پر پہنچانا، دنیا سے استفادہ کرتے ہوئے، نہ کہ دنیا سے کٹ کر اور رہبانیت اختیار کر کے، یہی دین اسلام کا اہم امتیازی پہلو ہے، اسی لیے دنیوی ترقی کی پہلی اینٹ اور اس کی بنیاد مسلمانوں نے ہی ڈالی، فلکیات کے میدان میں ہو، انجینئری کے میدان میں ہو یا اسلحہ سازی کے میدان میں، سب سے پہلے مسلمان ہی قدم رنجہ ہوا اور یہ سب برکت تھی اسلام پر عمل پیرا رہنے اور قرآن وحدیث سے وابستہ رہنے کی۔ اس دور کے مسلمانوں کے یہاں اسلام ایمان اور اس کے تقاضوں کو ہر حالت میں ترجیح دی جاتی تھی، جب کہ آج معاملہ برعکس ہو چکا ہے...... اسلام اور ایمان پر عمل ہو یا نہ ہو دنیوی ترقی ہونی چاہیے، اس فکر نے ہمیں قعر مذلت میں دھکیل دیا ہے، تو آیئے! ہم معلوم کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں یہ فکر اور غلط انداز کیسے پیدا ہوا؟ یہ کوئی اتفاقی صورت حال نہیں ہے، بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے، جس میں کوئی شک نہیں۔

ساتویں صدی سے لے کر اٹھارھویں صدی تک یعنی گیارہ سو سال تک دنیا پر اسلام کا غلبہ رہا، کیوں کہ اس عرصے میں خلافت اسلامیہ باقی تھی، اگر کسی خطے میں خلافت کا اثر ورسوخ کمزور ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے خطے میں اس کو مضبوط انداز میں کھڑا کر دیتا، خلافتِ راشدہ کے بعد خلافت بنوامیہ اور بنوامیہ کے بعد عباسیہ اور خلافت عباسیہ کے بعد خلافت عثمانیہ۔ اس طرح ۱۹۲۳ء تک خلافت کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا، اس دوران چھوٹی چھوٹی حکومتیں اور خلافتیں بھی مختلف خطوں میں قائم ہوتی رہیں، جن کے اثرات اور اسلام کے لیے خدمات بھی کوئی معمولی درجہ کی نہیں تھیں، بلکہ ان کے کارنامے بھی آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، مگر یہ سب اس حالت میں تھا، کہ مسلمان عوام و خواص، چاہے وہ علما ہوں یا سیاست داں، اسلام سے ان کا ربط بہت گہرا ہوتا تھا...... اسلام اور اس کے تقاضے ان کے نزدیک ہر حالت میں راجح ہوتے تھے، وہ اس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔

آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں، قرنِ اول میں حضرات صحابہ میں خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ، اصحابِ بدر و اُحد وخندق، حضرت حمزہ، حضرت مصعب، اس کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح، زید بن حارثہ، جعفر الطیار، سعد بن ابی وقاص، اسامہ بن زید، براء بن مالک، حضرت ابودجانہ، حضرت زید بن الخطاب، حضرت عمار بن یاسر، حضرت عمرو بن عاص، حضرت خالد بن ولید وغیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔ اس کے بعد تابعین میں حضرت عقبہ بن نافع، مہلب بن ابی صفرہ، اس کے بعد کے ادوار میں، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم، سیف الدین القطز، نورالدین زنگی، اسدالدین شیرکوہ، صلاح الدین ایوبی...... عثمانی خلافت کے دور میں محمد الفاتح اور خان بایزید، سلطان سلیم، محمود غزنوی، ٹیپو سلطان وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔

مگر افسوس کہ آج ہماری نسل ان کے حالات تو دور رہے، ان مجاہدین اسلام کے نام تک نہیں جانتی، حالاں کہ اسباب ظاہری کے درجہ میں ہم تک اسلام انہیں کی بے مثال قربانیوں کے طفیل پہنچا ہے، اگر ہمارے یہ اسلاف چاہے وہ علما کی جماعت میں سے ہوں یا مجاہدین کی جماعت میں سے۔ علما میں مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت علقمہ نخعی، حضرت سعید بن المسیب، حضرت عروہ بن زبیر، امام زہری امام سفیان بن عیینہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام اوزاعی، امام محمد بن سیرین، حضرت مجاہد، حضرت مسروق، امام محمد بن ادریس الشافعی، امام ابویوسف، امام محمد، امام احمد بن حنبل، امام حسن بن زیاد، امام زفر بن ہزیل، امام محمد بن اسماعیل البخاری، امام مسلم القشیری، امام ابوداؤد السجستانی، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام طحاوی، امام دارقطنی، امام دارمی، امام عبدالرزاق، امام ابن ابی شیبہ، امام جریر طبری، امام جصاص، امام یحییٰ بن معین، امام یحییٰ القطان، حضرت داؤد طائی، امام ابوالحسن القدوری، امام ابن قدامہ مقدسی، امام غزالی، امام ابن دقیق العید، امام عزالدین ابن عبدالسلام، امام ابن کثیر، امام ابن حجر عسقلانی، امام بدرالدین العینی، امام جلال الدین سیوطی، زرین ابن نجیم، امام نسفی، ملاعلی قاری، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام مجدد الف ثانی، شاہ عبدالعزیز دہلوی، شاہ رفیع الدین، سید احمد شہید، شاہ اسماعیل شہید، (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین)۔

خلاصہ یہ کہ مسلمان عہد قدیم میں اسلام کے ساتھ خوب وابستہ تھا، اسلام اور ایمان کی خاطر مر مٹنے پر ہمیشہ تیار رہتا تھا، مگر دشمن نے مسلمانوں کی طاقت اور غلبے کا راز معلوم کیا اور پھر اس نے اسی اعتبار سے یلغار کی۔ (بقیہ صفحہ ۵۶ پر)

8 مارچ: صوبہ بغلان............ ضلع پل خمری............ مجاہدین نے حکمت عملی کے تحت فوجی افسر بشیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا

(قسط اول)

طاغوتی ایجنسیوں کے حربے اوران کاسدِ باب

استاذ عبدالحق

اس وقت عالمی تحریکِ جہاد کے بارے میں معلومات حاصل کرکے کئی طاغوتی تفتیشی ادارے میں تحقیق کررہے ہیں کہ اس تحریک کو کیسے روکا جائے؟ انہوں نے ساری دنیا کے بارے میں نقشے پر ایک خاکہ بنایا ہے کہ جومعلومات ان کوملتی جائیں وہ اس خاکے میں رنگ بھرتے جائیں تاکہ ان کے سامنے ایک واضح تصویر متشکل ہوجائے کہ انہوں نے کس صورت حال سے آئندہ نبٹنا ہے؟ اگر کوئی مجاہد ان کے قابو میں آتا ہے تو وہ اس سے زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایسی صورت میں مجاہدین کو چاہیے کہ تفتیش کیے جانے کی صورت میں پہلے سے تیاری کریں اور بعض چیزیں ذہن میں رکھیں۔طاغوتی قوتوں کے ہاتھوں گرفتاری کی صورت میں ذکر' مسنون اذکار' کثرت سے کیے جائیں۔بچنا (دشمن کے علاقے سے) مفرور ہونے سے زیادہ آسان ہے۔ آزادی میں گرفتاری کی نسبت آپ کے پاس زیادہ سامان ہوتا ہے۔بعض اوقات مہینوں کے سفر کے بعد اجنبی ماحول میں اکیلا زندہ رہنے سے آسان رستہ شہادت کا ہے،لیکن زندہ رہنے کی خواہش اور کوشش کے لیے انتہائی درجے کی قوت ارادی زیادہ ضروری ہے۔

اپنے تفتیشی مرکز میں لے جانے کے بعد وہ فوراً ہی بہت سارے سوالات کی گولہ باری کردیتے ہیں تاکہ ایک حواس باختہ آدمی سے زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کی جائیں۔ایسی صورت میں پرسکون رہیں اور زیادہ سے زیادہ لاعلمی کا اظہار کریں۔مگر وہ حقیقتیں جو معاشرے میں عام معلوم ہوں ان کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ان کی دھمکیوں سے مرعوب نہ ہوا جائے اور یہ استحضار کیا جائے کہ اگر یہ تشدد کا طریقہ بھی اختیار کریں تو اللہ کے حکم سے چیونٹی کے کاٹنے کے برابر تکلیف ہوگی۔نوجوانوں کو بہت ساری تصویریں دکھا کر کہا جاتا ہے کہ وہ کس کس کو جانتے ہیں۔بعض سادہ لوح نوجوان سمجھتے ہیں کہ جن کو جانتے ہیں ان کی تصویروں کی نشاندہی کریں تو جان بخشی ہوجائے گی لیکن ہوتا یوں ہے کہ جتنی تصویروں کی وہ نشاندہی کرتے ہیں اتنے ہی ان کے پھنسانے کے پھندے میں بڑھتے چلے جائے جاتے ہیں۔ظالموں کی یقین دہانیوں پر یقین کرنے والے تاریخ سے واقفیت نہیں رکھتے۔میر جعفر اور میر صادق سے کافروں نے آخرکار کیا سلوک کیا تھا۔خیر اسی میں ہے کہ لاعلمی کا اظہار کیا جائے اور صرف اسی حقیقت کا اعتراف کیا جائے جو معاشرے میں عام معلوم ہو کیونکہ اس سے لاعلمی ظاہر کرنا مزید شکوک کو جنم دے سکتی ہے۔

طاغوتی تفتیشی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تمہاری تصویریں،فلمیں،تصویری ریکارڈنگز موجود ہیں۔ایسی صورت میں اپنے رب کو یاد کریں اور دل میں یہ جاگزیں رکھیں کہ سمیع وعلیم اور بصیر ذات اللہ ہی کی ذات ہے،اس کے علاوہ اگر ہم کسی کو مانیں تو ہم شرک کرتے ہیں۔طاغوتی قوتیں حقیقت میں اندھی بہری اور گونگی ہوتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو بھی سلب کرلیا ہے۔امت کے نوجوانوں کا جونقصان ہوتا ہے وہ ان کی اپنی سادہ لوحی کے سبب ہوتا ہے۔جس کی ایک بڑی وجہ ٹیکنالوجی (موبائل اور انٹرنیٹ) کا لاپرواہانہ استعمال ہے۔قید جیسی آزمائشوں کا شکار ہونے والوں کی اکثریت انہی کے استعمال سے پکڑی گئی ہے۔اس کی تفصیلات کتابوں اور بیانوں سے بھی اخذ کی جاسکتی ہے۔یہ بات ہروقت ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ موبائل پر گفتگو کرتے ہوئے یہ احساس رہے کہ یہ دوسری طرف بی بی سی سے نشر ہورہی ہے اور اس کی ریکارڈنگ آئندہ بھی سنا کر اس کے بارے میں پوچھا جاسکتا ہے۔اپنے موبائل میں اہم نمبرز کبھی نہ رکھیں۔اس کو صرف ریسیور کے طور پر استعمال کریں۔کال کرنے کے لیے پی سی او استعمال کریں،وہ بھی ایسے جو مخبر نہ ہوں (یاد رہے اڈوں اور اسٹیشنوں پر اکثر پی سی او مخبری کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں)۔تحریک کو ان دو قسم کے افراد کی نشاندہی ضروری ہے،ایک وہ باریش اور با محراب مخبر جو ان کی اپنی صفوں میں موجود ہوں اور دوسرے وہ مفاد پرست عناصر جو ہر حکمران پارٹی کے حاشیہ نشینوں یا خوشہ چینوں میں ہوں۔انہی مفاد پرستوں نے معاشرے کی اس قوت کو کہ جو کچھ کرسکتی ہے بہت سطحی لڑائیوں میں الجھا کر رکھ دیا ہے یا ان سے ایسی جذباتی کارروائیاں کروائی جاتی ہیں جس سے دنیا میں دین کی طرف مائل قلوب بدظن ہو جائیں۔

تفتیش کے دوران ایک بہت بڑی غلطی یہ ہوتی ہے کہ پہلے سے گرفتار لوگوں کے بارے میں معلومات یہ سمجھ کر دے دی جاتی ہے کہ وہ تو پہلے ہی گرفتار ہیں،انھیں مزید کیا خطرہ ہوسکتا ہے؟ اس سے یہ نقصان ہوتا ہے کہ ان سے دوبارہ تفتیش شروع کردی جاتی ہے۔ ہر مومن کا فرض ہے کہ امت کے رازوں کی اپنا خونِ جگر دے کر حفاظت کی جائے اور اپنے دینی ساتھیوں کے نام آشکارانہ کیے جائیں۔قید کے دوران اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کریں بلکہ اللہ کے کلام سے ہر وقت استفادہ کیا جائے،اسے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ قرآن کو سمجھنے کے لیے اس موقع سے زیادہ نادر موقع آپ کو نہیں مل سکتا۔قرآن کو پڑھنے سمجھنے اور اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے آپ یہ محسوس کریں گے کہ یہ اترا ہی آپ کے لیے ہے،اس سے آپ کے ٹوٹے ہوئے دل کو بہت سہارا ملے گا۔آپ کا خوف (مستقبل کے بارے میں) اور حزن (ماضی کے بارے میں) جاتا رہے گا۔آئندہ کے لیے آپ کا عزم

9مارچ:صوبہ ہلمند..................ضلع سنگین..................بارودی سرنگ دھماکے..................2ٹینک تباہ..................کمانڈر رلالک سمیت 6اہل کار ہلاک..................2زخمی

مضبوط ہوگا لیکن اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ آزادی میں بھی بلکہ آج ہی اس امام مبین (واضح لیڈر) سے دوستی کریں۔اجنبیت ختم کریں،اس سے براہ راست استفادہ کریں۔ یہی وہ واحد ''عامل'' تھا جس نے خیر القرون کے نوجوانوں میں روح انقلاب پھونک دی تھی اورانہوں نے اس سے بدتر کفر اور جبر کے دور میں عظیم الشان قربانیوں کی مثالیں ''احد احد'' کہہ کر رقم کیں۔ابلیسی قوتوں کی پوری کوشش ہے کہ امت کے نوجوانوں کو قرآن کے براہ راست استفادے سے روکا جائے اور مذہبی پیشوائیت کے اندھے عقیدت مند پیدا کیے جائیں جوان کے گزر جانے کے بعد جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں۔

قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ ،اپنی نفسیات اوراپنے معاملات کو مزین کیا جائے۔ان بنیادوں کے بغیر جہاد کے ''کوہان'' کو جذباتی دھاگوں (تقریروں اور کتابوں) سے لٹکا دینے کا حشر وہی ہوا کرتا ہے جو اس دور میں ہوا ہے۔تفتیشی ہر موقع پر آپ کو دیگر ساتھیوں کے بارے میں متنفر (Brain wash) کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ان کے اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر کسی کے بارے میں اظہار خیال نہ فرمائیں بلکہ ''واذا مروباللغو مرو کراما'' کے انداز میں گزر جائیں۔یہ احساس کہ جب تک امت کا اتحادواتفاق نہیں ہوتا کامیابی نہیں ہوسکتی اور یہ ادراک کہ یہ وحدتِ فکر قرآن سے امت کے ہر سمجھدار نوجوان کی براہ راست رسائی کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتی اپنی زندگی کی ترجیح بنالی۔بحث مباحث میں ان کو جوابات بہت سوچ سمجھ کے ساتھ ،بغیر اشتعال اور غصّے میں آئے،دینے چاہئیں۔اپنا مدعا بغیر شور مچائے دھیمے انداز میں بغیر جذبات کے بیان کیا جائے۔

تفتیش کاروں میں بعض نفسیاتی مریض حد درجہ مشتعل اور جھگڑالو ہوسکتے ہیں۔اکثر کو شراب پلا کر بٹھا دیا جاتا ہے اسی سبب ان کی یادداشتیں کمزور ہوجاتی ہیں۔سوال پوچھ کر دو تین منٹ بعد بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے کیا پوچھا تھا۔آپ کا رابطہ اللہ سے مضبوط ہے تو وہ آپ کو جھکا نہیں سکتے۔ان کے اپنے گھریلو مسائل انہیں پریشان کیے رکھتے ہیں۔اللہ کے ساتھ منافقت انہیں عجیب بے چینی اور بے اطمینانی میں مبتلا کیے رکھتی ہے۔وہ بظاہر مضبوط بننے کی ایکٹنگ کر رہے ہوتے ہیں،اگر آپ اپنے جذبات پر قابو رکھیں اور مستقل مزاجی سے ان کا سامنا کرتے رہیں تو ایک دو روز میں ان کا پول کھل جاتا ہے۔خالصتاً تفتیش کا دورانیہ دو تین روز ہوتا ہے۔یہ دو تین روز اللہ کے بھروسے پر مضبوط اعصاب کے ساتھ گزار لیں۔اس کے بعد مزید معلومات کسی اور طرف سے آنے پر ہلکی پھلکی تفتیش کا سامنا ہوسکتا ہے لیکن کوشش کی جائے کہ اپنے پہلے بیان کے ساتھ چمٹے رہیں۔

جدید تفتیشی مراکز میں ہر قیدی کے لیے ۱۰ فٹ لمبا اور ۸ فٹ چوڑا زیر زمین کمرہ ہوتا ہے۔روشنی باہر سے آتی ہے،دن رات کے اوقات کا تعیّن نہیں کیا جاسکتا۔کمرے کے اندر گدا،جائے نماز اور پانی مہیا کیا جاتا ہے جبکہ قرآن مانگنے پر دے دیا جاتا ہے۔کمرے کے اندر چھت کے ساتھ ایسے آلات نصب ہوسکتے ہیں جس سے آپ کی نقل و حرکت باہر دیکھی جاسکے۔کمرے کی آوازیں باہر سنی جاسکیں اوراسی طرح کمرے کے اندر سپیکرز کے ذریعے شور سے اذیت یا تیز روشنی سے اذیت دی جاسکے۔خوراک محدود دی جاتی ہے،اس میں بطئی الاثر زہر (Slow Poisening) دی جاسکتی ہے۔ویسے بھی یہ خوراک مضرِ صحت ہوتی ہے لیکن زندہ رہنے کے لیے بقدر کھانا ضروری ہے۔

کیا کرنا چاہیے:۔

- آپ کو اگر گروہ کی صورت میں قیدی بنایا گیا ہے تو اپنے آپ کو منفرد نہ کریں۔
- اپنے آپ کو ٹھنڈا رکھیں،غیر جذباتی،غیر متشدد اور سمجھ بوجھ کر نرمی سے بات کریں۔اگر غصہ دکھانے کی کوشش کریں گے تو آپ سے سلوک بھی بُرا کیا جاسکتا ہے۔یہ بھی نہ کریں کہ تفتیشی سمجھنے لگیں کہ آپ تعاون کے لیے تیار ہیں۔مہذب گفتگو کریں،گونگا بننے کی بجائے واضح کریں کہ میں نہیں جانتا۔صفائی کرنے والے،علاج کرنے والے،مزدوروں اور پیغام رسانوں سے محتاط رہیں۔
- دوغلی حکمت عملی سے محتاط رہیے۔بعض اوقات تفتیشی دوسرے ساتھی کے بارے میں بتائے گا کہ اس نے آپ کے بارے میں یہ بتایا ہے اور پھر اس کے بارے میں پوچھے گا۔دوسرے ساتھیوں کے بارے میں کبھی تسلیم نہ کیجیے کہ وہ آپ کے ساتھی ہیں اگر تفتیشی تشدد پر اتر آئے تو حوصلہ نہ ہاریں،ہر گھنٹہ ایسا گزاریں کہ جیسے لڑائی میں ایک راؤنڈ گزر گیا۔آپ کوئی راؤنڈ ہار بھی سکتے ہیں،لیکن سمجھیں کہ لڑائی ابھی جاری ہے اور فیصلہ ہونا باقی ہے۔قدرت ان کے ساتھ ایسا کھیل کھیل سکتی ہے کہ وہ اپنے سایوں سے بھی ڈرنا شروع کردیں۔

پوچھ گچھ کے دوران:۔

- خاموش رہنا بہتر ہے۔تاریخ پیدائش،اپنا نام اور جگہ کے بارے میں بتانے کے علاوہ اور کچھ نہ بتائیے۔اگر آپ اس پر ڈٹے رہتے ہیں تو سب سے بہتر ہوگا۔بہت زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش میں بہت ساری جھوٹی کہانیاں نہ گھڑیں۔پوچھ گچھ کرنے والے مکار لوگ ہوتے ہیں جو بہت جلد یہ سب کچھ جان سکتے ہیں۔اپنے کمروں میں غیر محتاط گفتگو سے احتراز کیجیے کیونکہ ممکن ہے وہاں مائیکروفون لگے ہوئے ہوں۔دشمن کی طرف سے بتائی گئی کسی بات کا یقین نہ کریں۔دشمن کے کسی پروپیگنڈے کا حصّہ نہ بنیں۔دشمن کے علاقے میں اپنے فرار کا منصوبہ کسی کے سامنے بیان نہ کریں،چاہے وہ بظاہر آپ کو مخلص ساتھی لگے۔جس کسی نے آپ کو فرار میں مدد کی تو اس کا نام بھی افشاں نہ کریں۔

دشمن آپ سے مندرجہ ذیل اقسام کے سوالات پوچھ سکتا ہے۔مثلاً کام کی نوعیت،کتنے لوگ،جگہ،کس طرح کا اسلحہ،کس طرح رابطہ کیا جاتا ہے؟ رابطے کی فیکوئنسیاں کیا ہیں؟معسکرات،تربیت،اساتذہ کی تفصیل،قائدین اور کمانڈروں کے بارے میں معلومات دفاعی صلاحیتیں،اخلاقی حالات وغیرہ

9 مارچ:صوبہ ہلمند..............صدر مقام لشکرگاہ...............بارودی سرنگ دھماکہ...............رینجر گاڑی تباہ...............6 اہل کار ہلاک اور زخمی

تفتیشی افسر کیا ہتھکنڈے استعمال کر سکتا ہے؟

ایک تفتیشی افسر آپ سے متعلق معلومات کو دیکھ کر پہلے سے تیاری کرتا ہے کہ وہ

- آپ کے بارے میں تحقیق کرے کہ آپ کے پاس معلومات کیا ہیں؟
- قیدیوں میں وہ قیدی منتخب کرے جس سے زیادہ معلومات مل سکتی ہیں
- تخر یج یعنی معلومات اُگلوانا مختلف طریقوں سے
- وہ آپ کے بارے میں یہ اندازہ لگاتا ہے کہ آپ کی شخصیت مضبوط ہے یا کمزور، جذباتی ہے یا ٹھنڈی، ماحول کے ساتھ آپ کا رویہ کیا ہے؟
- آپ کو نرم کرنے کے لیے وہ برا سلوک، بھوک، پیاس، نیند نہ کرنے دینا، اکیلے بند کر دینا یا حسی محرومی (یعنی آنکھوں کانوں یا ہاتھوں پر پردے چڑھا دینا)
- وہ آپ کو ایک مخصوص جگہ رکھ کر تفتیش کر سکتا ہے
- وہ آپ کو ذلیل کر کے آپ کا اعتماد متزلزل کرنا چاہے گا
- آپ کو اپنے دوستوں، گھر والوں اور ساتھیوں کے سامنے ذلیل کر کے وہ آپ کو دو برائیوں میں سے ایک برائی منتخب کرنے کو کہے گا جو نسبتاً کم برائی خیال کی جاتی ہو
- خفیہ آنکھیں اور خفیہ کان ممکن ہے ہر قیدی کے کمرے میں ہوں جس سے آپ کی گفتگو کو سنا جا سکے۔ آپ کی حرکات کو خفیہ کیمرے کی مدد سے دیکھا جا سکتا ہے
- خاموشی کی اذیت جس میں خاموش کمرے میں خاموش محافظ کے ساتھ عرصہ تک رکھا جا سکتا ہے
- فائل کھول کر بعض اوقات سوال پوچھتا ہے کہ اگر آپ جواب چھپاتے ہیں تو وہ آپ کو اس کا جواب بتاتا ہے، آپ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ سب کچھ جانتا ہے

آپ یہ یاد رکھیں کہ اگر وہ سب کچھ جانتے تو آپ سے کیوں پوچھتے لہٰذا لچک نہ دکھائیں بلکہ اللہ سبحانہ کی طرف رجوع کریں کیونکہ وہی ذات سب کچھ جانتی ہے

- بعض تفتیشی ایک ہی سوال کو بار بار ایک ہی لہجے میں پوچھتے ہیں۔ آپ پرعزم رہیں اور غیر جذباتی انداز میں بار بار وہی جواب دیں
- تم ہمارے رحم و کرم پر ہو، ہم تم سے معلومات اگلوا لیں گے، اپنے آپ کو تکلیف نہ دو، اپنے اوپر الزام نہ لو، ہم تمہیں بچا لیں گے۔ اس طرح کے بیانات تفتیشیوں کے ہوتے ہیں۔ اس کے عادی ہو جائیں اور لازماً مزاحمت دکھائیں۔

مزید ممکنات:

- **دھمکیاں:** (جان سے مارنے، اکیلے جیل میں رکھنے، خاندان کو نقصان پہنچانے)

اثرات: مایوسی، بے چینی، ناامیدی

سہولتیں: (خوراک، رہائش اور دیگر اشیا)

اثرات: لالچ کی وجہ سے ان کے ساتھ تعاون

علیحدگی: (بالکل قید کر دینا)

اثرات: دوسروں کی وجہ سے نفسیاتی، اخلاقی، جسمانی مدد سے محرومی

- **سمیع و بصیر بننا:** (وہ اس بارے میں سب کچھ جانتے ہیں)

اثرات: قیدی ایک دوسرے سے بدظن ہو جاتے ہیں کہ شاید دوسرے نے بتایا ہے

- **زندگی اور موت پر قدرت دکھانا:** (نمرودی طریقے کے ذریعے احکام کو بجالانا)

اثرات: قیدی دشمن کو قادر سمجھنا شروع کر دیتے ہیں

- **ذلیل کرنا:** (بے عزتی، تضحیک اور گندگی والی جگہ پر رکھنا)

اثرات: بہتر جگہ رہنے کی خواہش کرنا

- **حواس پر قابو پانا:** (روشنی یا آواز بند کر دینا، یا بہت تیز روشنی اور بہت تیز شور)

اثرات: اذیت اور گھبراہٹ محسوس کرنا اور یہ سمجھنا کہ دشمن حواس پر حاوی ہے

- **تشدد:** (جسمانی اعضا کو مروڑنا، بجلی کے جھٹکے اور ناخن اچکنا وغیرہ)

اثرات: معذوری، محرومی، اعضا کی حواس کی محرومی

احتیاطیں:

جاسوسی گروہ یا ادارے، قیدیوں سے مفید معلومات اور راز اگلوانے کے لیے خصوصی طور پر لوگوں کو تیار بھی کی جاتا ہے۔ لہٰذا ایک مجاہد فی سبیل اللہ (جس کو اللہ کی طرف ایسی کسی آزمائش کا سامنا ہو) کو چاہیے کہ تفتیش کا سامنا اللہ رب العزت سے اپنے تعلّق کو مزید مضبوط کر کے کرے۔ امت کے رازوں کی حفاظت اس کی اولین ذمہ داری ہونی چاہیے اسے اس کے لیے جو بھی قربانی دینی پڑے۔ تفتیشی افسر کو بہت زیادہ متاثر کرنے کی کوشش نہ کریں نہ اسے غلط معلومات سے دھوکہ دینے کی کوشش کریں اس طرح معلومات آسانی سے پکڑی جا سکتی ہیں اور پھر بار بار پوچھی جاتی ہیں۔ اگر آپ کمزور دل ہیں تو طاغوتی افسر کی آنکھوں کو نہ دیکھیں بلکہ آنکھوں کے درمیان نقطے یا ماتھے پر مرکز پر رکھیں کیونکہ آنکھوں میں دیکھنے سے بعض معلومات اُگلی جاتی ہیں۔ اس سے گفتگو نہ کریں بلکہ اپنے جوابات ہاں یا ناں میں دیں یا کہیں کہ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ مکالمہ تفتیش، دوسرے ساتھیوں کو بتائیں تاکہ وہ اخلاقی طور پر مضبوط ہوں۔ تفتیش جتنی لمبی کھینچ سکیں، بہتر ہے۔ جو ڈراؤنا خواب ہو گا وہ آپ کا جُزوی تعاون ہے کیونکہ تفتیشی آپ کو ایک موم کی گڑیا اور اچھی چیز سمجھے گا اور آپ سے بہت کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ بے صبری، جھنجھلاہٹ، جلد بازی اور جذباتیت سے بچنے کی کوشش کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر کا کثرت سے اہتمام کریں۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

0 مارچ: صوبہ ہلمند .... ضلع سنگین .... بارودی سرنگ دھماکے .... 3 ٹینک تباہ .... 12 سیکورٹی اہل کار ہلاک .... 7 زخمی

صلیبیوں کے ہاتھوں سوختہ لاشیں......''قلعۂ اسلام'' میں اسلام کی اجنبیت

طارق حسن

''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' جو صلیبی امریکہ کی غیر اعلانیہ ۵۲ ویں ریاست ہے، جس میں ان صلیبیوں کو نمایاں مقام حاصل ہے، صلیبی حقوق کے تحفظ کی آڑ لے کر مرتد جنرل مشرف نے تو ان کو خوب نوازا جس کی ایک ادنیٰ سی مثال ایف سی کالج کی ہے، جس میں چار ہزار سے زائد غریب لوگوں کے بچے زیر تعلیم تھے، ان صلیبیوں کے حوالے کر دیا گیا جہاں اب صلیبی ان کو اپنے مذہب کی جانب راغب کر رہے ہیں۔ معصوم ۱۴ سالہ آمنہ کی دل سوز چیخیں ابھی تک کانوں میں گونج رہی ہیں جس کو زبردستی ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے قوانین کے بھی برخلاف اپنی صلیبی والدہ کے حوالے کر دیا گیا تھا تاکہ مجاہدین کے خلاف جاری جنگ میں جرمنی سے بم ڈسپوزل ربورٹ حاصل کیے جائیں۔

ایدھی سنٹر کے لاوارث بچے صلیبی این جی اوز کے حوالے کرنا تو معمول کی بات ہے، جن کے عداد وشمار بھی دستیاب نہیں اور نا ہی کبھی کسی نے اس سلسلے میں تحقیق کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب کہ حالیہ عرصے میں نومولود بچوں کے اغوا کے قصے زبان زدِ عام ہیں۔ جن کی تانے بانے انہی صلیبی ممالک کی این جی اوز سے ملتے ہیں، گزشتہ عرصوں میں ہونے والے ان نومولود بچوں کے اغوا کے واقعات میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ پولیس مذکورہ واقعات میں صرف ایک ہی نومولود کو بازیاب کروا سکی ہے اور وہ اغوا ہونے والا بچہ ایک پولیس افسر کا رشتے دار تھا۔ اسے سات روز کے اندر اندر ہی بازیاب کروالیا گیا، جس کی تفتیشی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ صلیبی این جی اوز کے کارندوں میں کاری اور نجی اسپتالوں کے متعلقہ وارڈز کا عملہ بشمول نرسیں، وارڈ بوائے، چوکیدار، سیکورٹی عملہ شامل ہیں جب کہ پنجاب اور پشاور میں نوزائیدہ بچوں کے اسپتالوں سے اغوا میں متعلقہ ڈاکٹر زملوث ہیں......

مذکورہ بالا واقعہ میں ملوث اغوا کار خاتون نے بادامی باغ کے علاقہ سے ''پولیو ورکر'' بن ایک گھر سے بچے کو اغوا کیا تھا تاہم دوران تفتیش ملزمہ نے بتایا کہ اس نے ہسپتال سے بھی اسی گروہ کے کہنے پر بچے کو اغوا کیا تھا لیکن مذکورہ خاتون کو پولیس نے مبینہ طور پر ایک فون کال کے باعث چھوڑ دیا تھا۔ جب کہ تھانہ رمنا پولیس کے مطابق ایک صلیبی این جی او ''مدد ویلفیئر'' کی ایگزیکٹو طاہرہ گل اور اس کے بیٹے شہزاد علی زیب نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ انہوں نے گزشتہ کئی برسوں سے ملک بھر میں مختلف شہروں میں قائم سرکاری ونجی اسپتالوں سے سیکڑوں نوزائیدہ بچوں کو اسپتال عملے اور بھیک مانگنے والوں کی مدد سے اغوا کیا ہے، جن کو اغوا کے بعد افغانستان منتقل کیا جاتا ہے اور بعد ازاں منہ مانگی قیمت کے عوض صلیبی ممالک میں منتقل کر دیا جاتا ہے، اس ننگ انسانیت کھیل میں کئی اعلیٰ حکومتی شخصیات ملوث ہیں جس کے باعث کبھی کوئی قابلِ ذکر کاروائی عمل میں نہیں لائی جا سکی۔

''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں صلیبیوں کی جانب سے آئے روز قرآن پاک کی بے حرمتی ہو یا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی، یا پھر نومولود بچوں کے اغوا کے سلسلے ان سب کے پیچھے ہمیشہ ہاتھ پاکستان میں موجود کسی نا کسی چرچ کا رہا ہے س......ان کی بے باکی، درندگی اور سفاکیت کا مشاہدہ دنیا بھر نے پہلی مرتبہ لاہور چرچ پر ہونے والے حملے کے بعد اپنی کھلی آنکھوں سے کیا، دیکھنے سننے کے باوجود دجل و فریب کا ملغوبہ میڈیا صلیبیوں کے قبیح فعل کو جواز فراہم کرنے کی بھرپور کوشش کرتا رہا۔ حملے بعد صلیبی لوٹ مار، راہ چلتی خواتین کو روک روک کر تشدد کرتے رہے، عوامی املاک کی توڑ پھوڑ لوٹ کرتے رہے، دو بے گناہ بے قصور نوجوان مسلمانوں ایک جن میں حافظ قرآن بھی ہے زندہ جلا دیا گیا اور اِس انداز میں اُن کی لاشوں کی بے حرمتی کی گئی، جس کی مثال نہیں ملتی ہے، ایک پولیس افسر نے بتایا دو بے گناہ انسانوں کو زندہ جلانے کے بعد اُن کی لاشوں کی اِس حد تک بے حرمتی کی گئی کہ احتجاج کرنے والے ایک مسیحی لڑکے نے اُن پر پیشاب کر دیا جب کہ ہجوم ان کی لاشوں پر جوتیاں مارتا اور موبائل فون سے ویڈیو بناتے رہے۔ اُن کی سوختہ لاشوں کو میٹرو بس کے سٹاپ پر لگائے جانے والی سریوں میں پرویا گیا...... یہ سب کچھ عوام کے تحفظ کی ضامن پولیس کی موجودگی میں ہوتا رہا جو وہاں محض خاموش تماشائی بنی کھڑی رہی۔ صلیبی بدبخت اس وقت اپنے گھروں اور اوقات میں واپس نہیں گئے جب تک کہ سامنے کی آبادی کے لوگ ڈنڈے لے کر نہیں آ گئے۔

کہاں مر گئے وہ بھاری بھرکم علمائے سوء جو ''میٹھے پان'' کھا کر عیسائیوں کے غم میں ہلکان ہوئے جاتے ہیں؟ قرآن کی بے حرمتی کرنے والے ہر ہر صلیبی کو مظلوم ثابت کرنے کے لیے دجالی میڈیا پر بیٹھ کر گھنٹوں کے پروگرام کرتے دیکھائی دیتے نظر آتے ہیں۔ کہاں ہے وہ رافضی شیعہ علما کونسل پاکستان کا مرکزی جنرل سیکرٹری عارف حسین واحدی بدبخت جو کوٹ رادھا کشن میں قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والے جوڑے کے قتل کو ''ذاتی دشمنی'' اور ''ذاتی مفادات'' قرار دے رہا تھا۔ بے قصور زندہ انسانوں کو جلائے جانے پر نام نہاد مذہبی اور سیاسی لیڈروں کے منہ کو ایسی چُپ لگی، جیسے اس کے خلاف آواز بلند کرنے پر ان کے تمام بیرونی چندے بند ہو جائیں گے۔ انسانی حقوق کی

10 مارچ: صوبہ بغلان......صدر مقام بغلان شہر......مجاہدین کی سیکورٹی اہل کاروں اور مقامی جنگ جوؤں سے جھڑپیں......26 کٹھ پتلی فوجی، جنگجو اور پولیس اہل کار ہلاک

وہ تنظیمیں اور نمائندے کہاں چھپ گئے ہیں، جو کسی صلیبی کے ہاتھوں قرآن کی بے حرمتی کے بعد مظلوم ثابت کرنے کے برسات کے کیڑوں کی طرح جو باہر نکل آتے ہیں۔ اور جس واقعے نے انسانیت کی چولیں ہلا کر رکھ دیں اُس پر اتنا بھی اُن سے نہیں ہوا کسی چینل پر آ کر واضح طور پر اس کی مذمت ہی کر دیں۔ یہ حرکت اگر کسی مسلمان پاکستانی نے کی ہوتی تو کسی پولیس مقابلے میں اب تک اس کو پار کر دیا گیا ہوتا۔ عالمی میڈیا کا رویہ بھی اُس پر مختلف ہوتا۔

صلیبوں کے ظالمانہ اقدام کا جواز پیش کرنے کے خاطر اس بار دجالی میڈیا نے نئی اصطلاح ''مشتبہ شدت پسند'' پیش کی...... جب کہ مغرب کے گماشتے اس فتنہ وفساد کو ''فطری ردِعمل'' کے نام سے نوازتے رہے ہیں۔ سیاسی مداری جو خود کو عوام کا خادم ظاہر کرتے نہیں تھکتے اپنی حفاظت کے لیے اسمبلی اجلاس کے اندر مطالبہ کرتے رہے کہ اسمبلی لاجز کی سیکورٹی رینجرز کو دی جائے، جب کہ نام نہاد مذہبی رہنما، دینِ جدید کے نفاذ یعنی بین المذاہب ہم آہنگی کا مطالبہ لیے اخبارات میں جلوہ فورز ہوتے نظر آئے......

ظلم وسر بریت صلیبوں اور یہودیوں کا خاصہ ہے۔ انسانوں کو زندہ جلانے والے افعال ان کے ہاں مقبول ومعروف رہے ہیں۔ اگر ماضی پر نگاہیں دوڑائی جائیں ابھی پچھلے دنوں سینٹرل افریقن ری پبلک میں مسلمانوں کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جو انسانوں کا شیوہ ہرگز نہیں، انہیں زندہ جلایا گیا، ان کا گوشت نکال کر کھایا گیا اور ان کے کلیجے چبائے گئے اسی طرح میانمار میں بھی مسلمانوں کے خلاف فسادات کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

انسانی تاریخ میں انسانوں کو زندہ جلائے جانے کی مثالیں صرف یورپ خاص طور پر قرونِ وسطیٰ کے دور میں نظر آتی ہیں۔ ''جان کیلون'' وہ شخص تھا جس کو تجدیدی عقائد کی وجہ سے دسمبر ۱۵۶۴ء میں زندہ جلا دیا گیا۔ اسی طرح جب مغرب پر کلیسا کی حکومت تھی اور ''عقائد کی تفتیش'' کا دور تھا اور لوگوں کو کلیسا کے مخالف عقائد کی بابت سزائے موت دی جاتی تھی تو ایسے واقعات بہت زیادہ رونما ہوتے تھے۔ اسی دور میں سپین میں بڑی تعداد میں یہودیوں کو بھی زندہ جلایا گیا، جس کے بعد یہودیوں نے وہاں سے نقل مکانی کرنا شروع کر دی۔

۱۔یمن ۵۲۴ء:

یمن میں حمری سلسلے کے آخری بادشاہ (یوسف ذونواس) نے یثرب کے یہودیوں کی دعوت پر یہودی مذہب اپنایا اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں پر شدید قسم کا شکنجہ کیا۔ یمن کے تمام لوگ اس کے حکم کی وجہ سے یہودی ہو گئے۔ حجاز اور یمن کے درمیان نجران نامی ایک سرحدی علاقہ تھا کہ جو یمن کا ہی حصّہ تھا، مگر یہ علاقہ عیسائیت کے زیر اثر تھا اس لیے وہاں کے لوگ مسیحی مذہب پر ہی باقی رہے۔ یہ بات یہودی بادشاہ کو ہضم نہیں ہوئی، اس لیے اس نے نجران کے عیسائیوں کو جلانے کے لیے ایک احتراق نعش کی بھٹی بنانے کا ارادہ کیا تا کہ نجران کے عیسائیوں سے بدلہ لیا جا سکے۔ اس فیصلہ کے بعد اب ان لوگوں کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا، یا تو وہ یہودی مسلک اختیار کر لیں یا پھر اس یہودی بادشاہ کے غصّے کی آگ میں جلنے کے لیے آمادہ ہو جائیں۔

۲۔ہولوکاسٹ ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۵ء:

جب دوسری عالمی جنگ شروع ہوئی تو ہٹلر کی قیادت میں جرمنی نے پوری دنیا کو تیزی سے نگلنا شروع کر دیا اسی لیے اس زمانے کی بڑی بڑی طاقتوں نے ایک اتحاد بنایا تا کہ جرمنی کی پیش قدمی کو روکا جا سکے۔ کئی ملین جانیں لینے کے بعد اس جنگ کا خاتمہ ہوا، اس جنگ میں بھی لاکھوں انسانوں کو جلایا گیا۔

۳۔میانمار ۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۵ء

میانمار کے بدھسٹوں نے روہنگیا کے مسلمانوں کو صرف یہ بہانہ بنا کر زندہ جلا ڈالا کہ ان کے پاس میانمار کی شہریت نہیں ہے۔ شاید کسی 'غیر ملکی' کو اتنی بڑی سزا کبھی نہیں ملی ہوگی۔ روہنگیا کے مسلمانوں کو سپردِ آتش کرنے کا یہ بہانہ ایک مضحکہ خیز جھوٹ ہے۔ انہیں صرف مسلمان ہونے کی سزا دی گئی ہے۔

ماضی کے جھروکوں پر سرسری نگاہ دوڑانے سے یہ بات آسانی سے ذہن میں سما جاتی ہے کہ یہود ونصاریٰ جہاں جہاں بالادستی ملی انہوں نے اپنے مخالف مہذب کے ماننے والوں کو بزورِ قوت اپنے مذہب میں داخل کیا بصورت دیگر انہیں زندہ جلا کر قتل کر دیا گیا۔

''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کہنے کو ایک مسلمانوں کی ریاست ہے، جس کے حکمران بظاہر کلمہ گو ہیں۔ وہاں مسلمانوں کو صرف شک کی بنا پر سرعام جلایا جاتا ہے، لاشوں کی بے حرمتی کی جاتی ہے مگر کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا لیکن دوسری طرف پاکستان سمیت پوری دنیا میں مسلمانون کے قتل میں ملوث صلیبی ریمنڈ ڈیوس جیسے درندے دن دیہاڑے کھلم کھلا مسلمانوں کو کچل کر باعزت بری ہو جاتے ہیں، پھر بھی انتہا پسند مسلمان ہی ٹھہرتے ہیں۔ جس اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستانی حکمرانوں نے صلیبیوں کے ساتھ مل کر پاکستان سے مسلمانوں کو صاف کرنے کا پورا اہتمام کر رکھا ہے......

ثابت ہوا تم اقلیت میں ہو یا اکثریت میں......ظالم تم ہی ہو مسلمانو!!!

تم افغان ہو یا امریکی......دہشت گرد تم ہو!!!

لاشیں تمہاری گریں گی زندہ تم جلو گے۔ اور ظالم بھی تم ہی گردانے جاؤ گے!!!

افسوس کے ۱۸ کروڑ مسلم آبادی والے ملک میں بھی اسلام 'اجنبی' ہے............کیوں؟؟؟

☆☆☆☆☆

10 مارچ: صوبہ فراہ............ضلع بالا بلوک............افغان فوجی کانوائے پر مجاہدین کا حملہ............12 کٹھ پتلی ہلاک............8 زخمی............2 رینجر گاڑیاں بھی تباہ

شہر کراچی سیاسی وفوجی اسٹیبلشمینٹ کی تجربہ گاہ

حذیفہ خالد

قیام پاکستان کے وقت دی جانے والی قربانیوں کی تفصیل شاید نئی نسل کے لیے اتنی اہم نہ ہو بس اتنا کافی ہے کہ چودہ اگست اور چند ایک اور دنوں میں ملی نغمے سن کر ان پر تھرک لیا جائے...... وہ لوگ اب بھی ہمارے درمیان موجود ہیں جو آنکھوں دیکھا حال سناتے تھے کہ لا الہ الا اللہ کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک کے بزرگوں نے کس طرح خون کے دریاؤں کو پار کیا......اس مبارک کلمہ کے نفاذ کا خواب سینے میں لیے بہت سوں کا دنیا چھوڑتے جانا کسی المیے سے کم نہیں......ایک ایسا ہی واقعہ اپنے دادا جی سے سننے کا اتفاق ہوا......مسلمان آبادی پر مشتمل دیہات پر سکھوں اور ہندوؤں کے جتھے حملے کر رہے تھے انہی حالات میں گاؤں میں موجود لڑکیاں اور عورتیں عزت بچانے کی خاطر کنوئیں میں کود کر خودکشیاں کر رہی تھیں ، واللہ عالم کنوئیں کی گہرائی زیادہ نہ تھی یا عورتوں کی تعداد زیادہ تھی کہ ہندوؤں اور سکھوں کے پہنچتے پہنچتے یہ حالت تھی کہ کنواں بھر جانے کے سبب آخر میں کودنے والی عورتوں کو بالوں سے پکڑ کر نکال لیا گیا......

اس طرح کے ان گنت واقعات تھے جو کسی طور بھولنے کے قابل نہ تھے پھر یہ کیا ہوا کے صرف اور صرف اسلام کے نام پر اتنی قربانیاں دینے کے باوجود آج ان کی نئی نسل کی اکثریت ایسی دین بے زار ہوگئی کہ کلیجہ منہ کو آئے......کچھ عرصہ قبل ڈان ٹی وی پر فاروق ستار کے ایک انٹرویو دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں انٹرویو لینے والا سوال کرتا ہے کہ ایم کیو ایم کے جھنڈے میں تین رنگ کن چیزوں کی نمائندگی کرتے ہیں تو موصوف ہرے رنگ پر گڑبڑا گیا اور پھر اسکو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دینے لگا......انٹرویو لینے والا جو خود سیکولر ذہن کا تھا وہ بھی طنز کیے بغیر نہ رہ سکا کہ'' ہاں اگر ہرے رنگ کو مسلمانوں سے جوڑ دیا تو اس سے تنظیم کے لبرل ہونے پر ضرب پڑتی ہے''۔ایم کیو ایم کے ہاتھوں بہنے والا خون اور جرائم ایک طرف ، اگر ایم کیو ایم کے مخلوط جلسوں اور گلی محلوں کی سطح پر منعقد کیے جانے والے میوزیکل کنسرٹس کا حال ہی قربانیاں دینے والے بزرگ دیکھ پاتے تو ہوش کھو بیٹھتے۔حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں اپنی امت کے بارے میں جس چیز سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ گمراہ کرنے والے قائدین ہیں......(رواہ ابوداؤد والطیالسی)''

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں'' دجال کے وقت ان کی کثرت ہوگی اور یہ قائدین دجالی قوتوں کے دباؤ یا لالچ میں آکر خود تو حق سے منہ موڑیں گے ہی اپنے ماننے والوں کو بھی حق سے دور کرنے کا سبب بنیں گے''......یہ حدیث ایم کیو ایم کے ماننے والوں پر اور اس جیسی دوسری سیکولر تنظیموں اور ان کے کارکنوں پر کتنی صادق آتی ہے جو اپنے شیطان صفت قائدین کی اندھی پیروی کرتے کرتے سب حدیں پھلانگتے جاتے ہیں......مدرسوں مسجدوں کے خلاف چیخنا ہو یا قادیانیوں کی وکالت کرنا ہو یا علمائے کرام کے خلاف زہر اگلنا ہو ایک نہ ختم ہونے والی اسلام دشمنی پر مبنی پالیسی ہے جس کی سمت کا تعیّن تو لندن میں بیٹھا شخص کرتا ہے اور یہاں بیٹھے ان کے چیلے ہر صورت اس پر عمل کرنے اور کروانے کو اہم ترین فرض سمجھتے ہیں...... بلدیہ ٹاؤن کیس ، نائن زیرو چھاپہ اور پھر صولت مرزا کے انکشافات جو ٹیلی ویژن پر اب سنے گئے لیکن ان کی حقیقت سے کراچی شہر کا بچہ بچہ برسوں سے واقف ہے......

سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان انکشافات اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی دھماچوکڑی کا یہ مطلب لیا جائے کہ ایجنسیاں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے کیا واقعی مخلص ہیں کہ کراچی کی عوام کو اس ناسور سے نجات مل سکے گی جو سالہا سال سے لسانیت کی آگ بھڑکا کر اپنی مخصوص سیاست چمکاتے رہے اور شہر کو یرغمال بنائے رکھا...... یا کہیں ایسا تو نہیں کہ اس دباؤ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سیاسی جماعتیں اپنا فائدہ نکالیں اور ایجنسیاں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ان ٹارگٹ کلرز کے جتھوں کو اسلام پسندوں کے خلاف استعمال کرسکیں گے......ایم کیو ایم کے ٹارگٹ کلرز کراچی میں علمائے کرام کی شہادتوں میں بھی ملوث رہے لیکن ایسے کسی کیس کے مجرم کو سامنے نہیں لایا جا رہا...... یہ بات تو طے ہے کہ میڈیا کچھ ہی دنوں میں یہ سب معاملات بھلا کر دوبارہ پرانی روش پر آئے گا لیکن قانون نافذ کرنے والے ادارے اور اسٹیبلشمنٹ ایم کیو ایم کے بارے میں کیا ارادہ رکھتی ہے؟اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ایم کیو ایم کی تاریخ پر نظر ڈال لی جائے:

۱۹۷۸ء میں الطاف حسین نے آل پاکستان مہاجر سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کی بنیاد ڈالی جو آگے چل کر ۱۹۸۴ء میں مہاجر قومی موومنٹ کی پیدائش کا سبب بنی اور پھر ۱۹۹۶ء میں مہاجر کی جگہ متحدہ کا لفظ لگا دیا گیا......ابتدا میں ایم کیو ایم یونی ورسٹیوں اور سول سروس ملازمتوں میں کوٹہ سسٹم کے خلاف آواز بلند کرتی رہی اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتی رہی کہ اعلیٰ سرکاری ملازمتوں کے حصول میں کوٹہ سسٹم اردو بولنے والے مہاجروں کی حق تلفی کا باعث بن رہا ہے......یہ وہ پہلا نفرت کا بیج تھا جس کو نوجوان ذہنوں میں بو کر الطاف حسین نے لسانیت کی بنیاد پر فساد کا آغاز کیا......آج کراچی میں نقل کے ذریعے پاس ہونے والا نوجوان بھی خود کو مظلوم تصور کرتا ہے اور اپنی بے روزگاری کا سبب

ان لوگوں کو سمجھتا ہے جو دوسرے شہروں سے آ کر کراچی شہر میں روزگار تلاش کرتے ہیں......حیرت کی بات ہے جس بنیاد پر ایم کیو ایم وجود میں آئی اس کے لیے اتنے سال تک اقتدار میں رہتے ہوئے کچھ بھی نہ کیا گیا یعنی اتنے سالوں میں کوٹہ سسٹم کے خلاف اسمبلی میں بل نہیں پیش کیا گیا......یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ جس بات کو بنیاد بنا کر ابتدا سے اب تک نوجوان ذہنوں میں نفرت اور بغض انڈیلا جاتا رہا اس کے خاتمے میں خود ایم کیو ایم مخلص نہ تھی......مختلف ادوار میں آپریشنوں کے باوجود ایم کیو ایم ۱۹۸۸، ۹۰، ۹۲، ۲۰۰۲ء، ۲۰۰۷، ۲۰۱۳ء سے تاحال اقتدار کے مزے لوٹتی رہی اور وقفے وقفے سے ناراضی کے بعد حکومت سے علیحدہ ہوتی اور پھر مطالبات کے حصول کے بعد واپس حکومت میں شامل ہوتی رہی......ایم کیو ایم دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے رہ نماؤں میں اکثریت پڑھے لکھے افراد کی ہے، جب کہ حقیقت ذرا مختلف ہے......ایم کیو ایم کے ابتدائی رہ نماؤں میں جن میں سر فہرست عظیم احمد طارق تھا جس کو صرف اس بنیاد پر قتل کر دیا گیا کہ وہ اپنی تعلیمی قابلیت اور شخصیت کے باعث اردو بولنے والے طبقے میں پذیرائی حاصل کر رہا تھا، یہ بات الطاف حسین کے لیے ناقابل برداشت تھی......یکم مئی ۱۹۹۳ء عظیم احمد طارق کو ایم کیو ایم کے ٹارگٹ کلرز نے اس کے گھر میں گھس کر گولیوں سے بھون ڈالا......اس حقیقت سے کراچی شہر کے اردو بولنے والے تو واقف پہلے سے ہی تھے جس کا اقرار صولت مرزا نے پھانسی سے قبل اپنے اعترافی بیان میں کیا......مخالفین اور اسلام پسندوں کو قتل کرنا ایک طرف تنظیم کے اندر افراد کو ہی اس طرح قتل کر کے راستے سے ہٹانے کی روایت پچھلے ۳۰ سالوں سے قائم ہے......کسی کو قائد کے حکم پر پارٹی پالیسی کے انحراف پر قتل کیا جاتا ہے، کسی کو پارٹی چھوڑنے پر کہ کہیں پارٹی کے راز نہ اگل دے......اسی طرح سیکٹر، یونٹ اور گلی محلوں کی سطح پر بھی عہدوں کی لڑائی میں ایک دوسرے کو قتل سے گریز نہیں کیا جاتا، یہاں تک کہ اکثر اوقات تنظیم کے ناپسندیدہ افراد کو خود ہی قتل کر کے ان کی لاشوں پر سیاست کرنا اور مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنا انہی کا شیوہ ہے......

ان حالات کے سبب اس تنظیم کا خونی غنڈوں کے ہاتھوں میں چلا جانا کیا کم تھا کہ پاکستان کی دوسری سیاسی جماعتوں اور اسٹیبلشمنٹ کے مختلف اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے اس تنظیم کے ساتھ تعامل، تعلّق اور تجربوں نے ایم کیو ایم کو ایسا ناسور بنا کر رکھ دیا کہ جی چاہتا ہے اس کو متحدہ قومی موومنٹ کی بجائے متحدہ قومی مصیبت کہا جائے! آیئے ذرا ان حکمرانوں اور فوجی اسٹیبلشمنٹ کے کارناموں پر بھی کچھ روشنی ڈال لی جائے جو ان وحشی غنڈوں کی پرورش کے ذمہ دار بھی ہیں......دیکھا جائے تو کراچی میں جماعت اسلامی ایم کیو ایم کی مدمقابل جماعت کے طور پر موجود ہے اور فوجی اسٹیبلشمنٹ کا اتنے عرصے تک ایم کیو ایم کی مجرمانہ سرگرمیوں کو برداشت کرنا اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ ایم کیو ایم کے خلا کو جماعت اسلامی پورا کرے گی اور یہ مغرب کی آلہ کار فوج کے لیے کسی طور قابل قبول نہ تھا کہ پاکستان کے معاشی حب اور اس شہر کا کنٹرول ایسی جماعت کے ہاتھ میں جائے جو اسلام پسند ہو، چاہے وہ کتنے ہی امن پسند ہو اور جمہوری راستوں سے اسلام کے نفاذ کا خواب دیکھتے ہوں......سیاسی جماعتوں بشمول مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کو یہ مسئلہ درپیش رہا کہ وہ انتخابات میں پورے ملک میں کلین سویپ کریں تو کراچی میں نہیں کر پاتے اس لیے ابتدائی طور پر مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کی حکومتوں کے آپریشن ایم کیو ایم کو راستے سے ہٹانے کے لیے تھے جب کہ فوجی اسٹیبلشمینٹ کے مقاصد کچھ اور تھے......وہ ایم کیو ایم کے اگر خلاف تھے تو انہیں باقی بھی اس لیے رکھنا چاہتے تھے تاکہ اسلام پسندوں کا توڑ ہو سکے......اس مقصد کے حصول کے لیے ۱۹۹۲ء میں ایم کیو ایم کے اندر ہی تفریق پیدا کر کے نئی تنظیم ایم کیو ایم حقیقی کی بنیاد ڈالی گئی......ایم کیو ایم کے خلاف آپریشن شروع کیا گیا اور اس دوران میں وہ افراد جو ایم کیو ایم چھوڑ کر حقیقی میں شامل ہوتے رہے ان کو امان ملتی رہی......جب کہ ایم کیو ایم کے کارکنوں کو بڑی تعداد میں مارا گیا......عام طور پر اسٹیبلشمینٹ جب اس قسم کی کوئی تنظیم بناتی ہے تو اسے پالنے کے لیے فنڈز بھی درکار ہوتے ہیں جس کے لیے اس تنظیم کو مجرمانہ کاروائیوں اور لوٹ مار کی کھلی چھوٹ ہوتی ہے......حقیقی کے کارکن ایم کیو ایم کے افراد کو قتل کرتے رہے......بہر حال یہ پالیسی تبدیل ہوئی اور کیا کہا جائے فوجی اسٹیبلشمینٹ کا، کہ جس کی ترجیحات کے سبب خطرے کی گھنٹیاں بج چکی تھیں......مشرف کی سربراہی میں دوبارہ ایم کیو ایم پر دست شفقت رکھا گیا......پاکستان کی تاریخ میں قاتلوں اور ڈاکوؤں کی معافی اور مراعات دینے کے انوکھے قانون یعنی این آر او سے سب سے زیادہ مستفید ہونے والی جماعت بھی ایم کیو ایم ہی تھی......این آر او کے ذریعے چھوٹ حاصل کرنے والے افراد کی کل تعداد ۵۸۰۰ تھی جن میں سے صرف ایم کیو ایم کے افراد ۳۷۷۵ تھے......مشرف دور حکومت میں ایم کیو ایم کے ٹارگٹ کلرز کو چھوٹ بھی مل گئی تاکہ ایم کیو ایم حقیقی کے کارکنوں کو چن چن کر نشانہ بنائیں......اس ساری قتل و غارت کے لیے غنڈوں کی آمدن بھتہ خوری اور لوٹ مار رہی جو اب تک جاری ہے......متحدہ کا جبری ہڑتالوں کے ذریعے شہر کو مکمل یرغمال بنانا اور پھر ''قائد'' کی لندن میں رہائش کے لیے مستقل بنیادوں پر رقوم فراہم کرنا، ان سب کاموں کے اصل کردار یہ غنڈے ہی رہے جن کی تنظیم پر گرفت اسمبلی میں بیٹھے سیاست دانوں سے بھی زیادہ ہے......یہ تو وہ نقطہ نظر تھا جو اس خیال کو تقویت دیتا ہے کہ فوجی اسٹیبلشمینٹ اور ایم کیو ایم کی حمایتی مغربی و صلیبی قوتیں کبھی نہیں چاہیں گی کہ ان کے مفادات کے محافظ گروہ کی عمل داری ختم ہو چاہے یہ شہر آگ و خون میں ہی کیوں نہ نہلا دیا جائے......تبھی تو ایم کیو ایم پر ضرب لگنے سے ان کے مغربی حمایتی بھی تڑپے بغیر نہیں رہ پاتے......ایم کیو ایم پر پہلے بھی الزام لگا کہ نیٹو کا اسلحہ چوری ہو کر ان تک پہنچا ہے یا ان کی مرضی سے ہی انہیں ملا ہے......اب نائن زیرو پر چھاپہ میں پکڑے جانے والے اسلحے کے

11 مارچ: صوبہ لوگر.........صدر مقام پل عالم شہر.........مجاہدین کے حملے......... 3 کٹھ پتلی فوجی ہلاک

سامنے آنے پر جیسے ہی یہ بات دوبارہ ہونے لگی تو فوراً نیٹو کا بیان سامنے آ گیا کہ وہ اسلحہ ہمارا نہیں...... جناب پہلے تحقیق تو فرما لیں کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ، اتنی جلدی ایم کیو ایم کے لیے صفائی پیش کرنا تو یہی بات ظاہر کرتی ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے......صولت مرزا کے بیان کے بعد بننے والی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے بی بی سی کے پروگرام میں ایک غیر ملکی اخبار کے لیے کام کرنے والا صحافی کہتا ہے کہ اگر ایم کیو ایم کی عمل داری اور کنٹرول ختم ہوا تو اس کا براہ راست فائدہ مذہبی تنظیموں کو ہوگا......

صولت مرزا جیسے غنڈوں اور فسادیوں کو پہلے ایم کیو ایم نے اچھی طرح استعمال کیا اور اب اسٹیبلشمنٹ کے ہاتھ یہ ''کھلونا'' آ گیا ہے، جس سے خوب کھیلا بھی جا رہا ہے اور قوم کی آنکھوں میں دھول بھی جھونکی جا رہی ہے......حقیقت بس اتنی سی ہے کہ جرنیلوں نے جس موذی جانور کو دوسروں کو کاٹ کھانے، بھنبھوڑنے اور چیرنے پھاڑنے کے لیے پالا پوسا تھا وہ خود اُنہی پر غرانے لگا تو اُسے اُس کی اوقات میں رکھنے اور حدودِ کار سمجھانے کے لیے ایسے ڈرامے کیے جاتے رہے ہیں اور اب بھی کیے جا رہے ہیں......

اگر نائن زیرو سے نیٹو کا اسلحہ برآمد ہوا تو کیا خر دماغ فوجی اتنے ہی بے خبر اور خفیہ ایجنسیاں اتنی ہی مدہوش رہیں کہ سپریم کورٹ تک چیختی چلاتی رہی ہے کراچی میں نیٹو اسلحے کے ۲۱ ہزار کنٹینرز غائب ہو چکے ہیں لیکن ان کی نیند میں خلل واقع نہ ہوا...... بابر غوری نے جتنا بھی نیٹو اسلحہ ڈمپ کروایا ہو، ممکن نہیں کہ اپنی ناک کے نیچے ہونے والی اس کارروائی سے فوجی جتنا بے خبر ہو...... بلکہ یہ سب اُنہی کے احکامات اور منصوبہ بندی سے ہوتا رہا ہے اور آج جب ''بگڑے بچوں'' کو سدھارنے نکلیں ہیں تو اپنی نالائقیوں پر نظر کرنے کی بجائے اور ہزاروں ٹن ہلاکت آفرین اسلحہ کو چھوڑ کر چند ایک ممنوعہ بور کی رائفلیں اور گنیں برآمد کر کے شور مچایا جا رہا ہے......حقیقت یہ ہے کہ دنیائے اسلام کے سب سے بڑے شہر کراچی میں دین کی بہاروں کو پنپنے اور پھلنے پھولنے دینا وردی والوں کو نہ کل منظور تھا اور نہ آئندہ بھی قبول ہوگا......اسی لیے اُنہوں نے اپنی بغل بچوں کے ذریعے اتنی وافر مقدار میں اسلحہ و بارود اس شہر میں جمع کروا رکھا ہے کہ جو ''بوقت ضرورت'' مجاہدین اور دین پسندوں کو مکمل طور پر کچلنے کے لیے کافی و شافی ہوگا!!!

کراچی کی سیاست کی ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ایم کیو ایم کی مخالف غیر مذہبی جماعتوں پیپلز پارٹی، مسلم لیگ اور اے این پی نے اپنے ووٹ بنک اور طاقت میں اضافے کے لیے لسانیت کو ہی بنیاد بنایا ہے......وہ چھوٹے چھوٹے علاقے جہاں ان تنظیموں کا اثر رسوخ و عمل داری رہتی ہے وہاں ایم کیو ایم کے غنڈوں کی بجائے ان تنظیموں کے غنڈے بھتہ خوری اور لوٹ مار کرتے ہیں......بعض علاقے اور بازار ایسے ہوتے ہیں جو ایم کیو ایم اور ان تمام تنظیموں کے لیے سونے کی چڑیا سے کم نہیں اس لیے یہ سب تنظیمیں ایسے علاقوں میں اپنا حصّہ وصول کرنے کے لیے تاجروں پر ٹوٹ پڑتی ہیں...... یہ لڑائی کتنے خون خرابے کا باعث بنتی ہے یہ سب کے سامنے ہے......

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس خون خرابے کی روک تھام اور حل کے لیے حکومت اور قانون نافذ کرنے والوں سے امید لگائی جائے؟ جو اس خون خرابے کے اصل حل یعنی اسلام سے بے زار رہتے ہیں...... یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسلام ہی وہ واحد راستہ ہے جو اس شہر میں بسنے والے پٹھان، پنجابی، بلوچ، سندھی اور مہاجروں کو ایک دوسرے کے قریب لا سکتا ہے یہ کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ ان مسائل کے حل کے لیے اس راستے کو اختیار کیا جائے......رہی بات عوامی سطح پر لسانیت اور قوم پرستی کے تدارک کی تو وہ ناممکن نہیں بلکہ سچ پوچھیے تو زبان کی بنیاد پر نفرتیں انہی لوگوں میں ہیں جو دین سے دور ہیں...... یہ سچ ہے کہ ایم کیو ایم کی پالیسیوں کے باعث اردو بولنے والوں کا قومی تشخص خراب ہوا اور ایم کیو ایم کے پروپیگنڈا کا شکار ایک عام اردو بولنے والا یہی سمجھتا ہے کہ اگر ہم نے ایم کیو ایم کا ساتھ نہ دیا تو دوسری قومیں ہمارا جینا دوبھر کر دیں گی......اسی خوف کو مسلط کر کے ایم کیو ایم خاموش اکثریت کو اس بات پر مجبُور کرتی ہے کہ وہ ایم کیو ایم کے ان گنت جرائم کو دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کرے اور ان کا ساتھ دے......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو اپنی قوم کی ناحق مدد کرتا ہے وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو کسی کنوئیں میں گر گیا ہو اور اسکو دم سے پکڑ کر نکالا جا رہا ہو'' (ابوداؤد)۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو عصبیت کی دعوت دے وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت کی بنا پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت (کے جذبے) پر مرے وہ ہم میں سے نہیں'' (ابوداؤد)۔

ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا اپنی قوم سے محبت کرنا بھی عصبیت میں داخل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت نہیں ہے بلکہ عصبیت یہ ہے کہ قوم کے ناحق پر ہونے کے باوجود آدمی اپنی قوم کی مدد کرے'' (مسند احمد)۔

تاریخ کے اس نازک ترین موڑ پر جب اہل ایمان اور اہل کفر کی صفیں علیحدہ ہو رہی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ نہ صرف خود ان فتنوں سے بچایا جائے بلکہ اپنے اردگرد بسنے والے تمام مسلمان بھائیوں کی فکر کی جائے کہ کہیں اس قوم اور وطن پرستی کے فتنے میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا بھی خراب کر لیں اور آخرت میں بھی نقصان اٹھائیں......

☆☆☆☆☆

11 مارچ: صوبہ ہلمند...............ضلع مارجہ...............مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان لڑائی...............3 فوجی ٹینک تباہ...............5 اہل کار ہلاک

قافلہ سالار بھی ہے؟

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

روشن خیالی (Enlightenment) کے نام پر ملک بھر میں پرویز مشرف فکری انقلاب ۲۰۰۱ء میں امریکی جنگ کے زیرِ سایہ لے کر آیا تھا۔ یہ صرف ایک نام نہ تھا۔ یورپ میں نشاۃ ثانیہ کا دوسرا نام یہی روشن خیالی تھا۔ موجودہ سیکولر بے خدا تہذیب، آسمانی مذاہب اور صحیفوں کی منکر ہے۔ انسان پر انسان کی خدائی (عیاذ باللہ) کی دعوے دار ہے۔ اس کا کلمہ لا الہ الا الانسان تھا۔ یعنی Man is a God to man کا نقطہ آغاز انقلاب فرانس تھا۔ انسان کی خدائی کا دعویٰ لیے مغربی دجالی تہذیب کی شروعات یہاں سے ہوتی ہے۔ (اعلامیۂ انقلاب کے سرنامے میں ایک دجالی آنکھ موجود ہے) نشاۃ ثانیہ نے یورپ میں عیسائیت کی کمر توڑی اور خدا کی حاکمیت کو انسان کی حاکمیت سے بدل ڈالا۔ یہی کلمہ مغربی جمہوریت کی روح رواں ہے۔ وگرنہ کمزور ترین عیسائیت بھی بحر مردار کی تہذیب زندہ کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ ہم جنس سے شادی کے قوانین۔ انسانی خداؤں کی عقل نارسا ہی کے شاہ کار ہیں۔ امریکہ تک میں جن ریاستوں میں عیسائیت میں کچھ زور باقی ہے ڈارون کی بوزینت بھرا ارتقا (Evolution) پڑھانے کی ممانعت ہے! مسلم پاکستان کے غلام نصابوں میں بلا استثنیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے بالمقابل ڈارون کا بندر سائنس کی کتب میں ضرور نچایا جاتا ہے!

دہشت گردی کے نام پر مسلمانوں کے خلاف رچائی گئی جنگ میں پاکستان کا کردار بدنصیبی سے کفر کے شانہ بشانہ بہت نمایاں رہا۔ عالمی فورموں میں ہم خود بھی اس میں دی گئی قربانیوں کی دہائی دے دے کر قیمت طلب کرتے رہے۔ مغرب بھی جب ڈومور یا ھل من مزید کا نعرہ لگاتا تو اس کی تھپکی بھی ساتھ دے دیتا رہا۔ پاکستان سے اس جنگ میں ایک مطالبہ جو بہ ہر زبان اور بہ ہر رنگ دہرایا گیا وہ توہین رسالت کے قانون کی منسوخی تھی۔ اہل پاکستان کی (بحمد للہ) جذباتی وابستگی کے پیش نظر یہ ہمت کسی کو نہ ہوئی۔ رہی سہی کسر سلمان تاثیر کے انجام نے نکال دی۔ دوسری پھانس جو آئین پاکستان کے حوالے سے ہمارے ہاں داعیانِ سیکولرازم اور ان کے آقاؤں کے حلق میں اٹکتی ہے وہ قرار داد مقاصد ہے۔ یہ اللہ کی حاکمیت اعلیٰ (Soverignity) کا اقرار و اعلان ہے۔ یہ عملاً خواہ درشنی ہی کیوں نہ ہو لیکن کفر کو اس کا درشن بھی گوارا نہیں! لہٰذا وفاق کی طرف سے ۲۱ویں ترمیم کے مقدمے میں سپریم کورٹ میں جواب دیتے ہوئے قرار داد مقاصد پر بھی حملہ کرنے کی جسارت کی گئی ہے۔ یہ پتھر پھینک کر لہریں گننے (Feeler چھوڑنے) کی کوشش ہے۔ علما اس کا کتنا نوٹس لیتے ہیں۔ عوام کی سمجھ کتنی کام کرتی ہے۔ ردعمل کیا رہتا ہے؟ اصول وہی ہے چار قدم آگے بڑھاؤ۔ شور مچے تو دو قدم پیچھے ہٹ جاؤ۔ (ناکام نہیں ہو دو قدم کی کامیابی تو مل ہی گئی)۔ اس کا نوٹس صرف حافظ حسین احمد (جے یو آئی) نے لیا۔ جماعت اسلامی و دیگر دینی طبقات تاحال خاموش بیٹھے ہیں۔ نظریۂ پاکستان کے تیار کردہ تابوت کا آخری کیل؟

''اسلام کی تجربہ گاہ'' پر ایک نظر تو دوڑائیے! سی پی او کا بیان ملاحظہ ہو۔ پولیس نے ۲۷ مساجد و مدارس سے ۵۴ سپیکر اتروا لیے۔ مسجد کمیٹیوں کے ۴۲ ممبران کے خلاف لاؤڈ سپیکر ایکٹ کی خلاف ورزی پر مقدمات دہشت گردی کا ناسور جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے عوام کو کردار ادا کرنا ہوگا۔ گویا ناسور مسجد، مدرسہ، ارکان مسجد کمیٹی کے وجود میں ہے جسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی محنت اور تلقین ہو رہی ہے۔ یہ ایکٹ موسیقی کے پر شور ہنگامۂ بدتمیزی پر لاگو نہیں ہوتا۔ اسلام اور دہشت گردی امریکہ کی ایما پر ہم معنی قرار دینے کو ذہن سازی، برین واشنگ ہر سطح پر ہے۔ بیانات، ٹاک شوز، کالمز، ڈرامے، گانے ترانے، فلمیں سب اسی دجالیت میں جھونک دیے گئے۔ اسلام اور شعائر اللہ کو دھاکے سے جوڑ دو...... باب وڈ ورڈ کی کتاب (OBAMA'S WARS) میں امریکہ جھلا اٹھتا ہے اس بات پر کہ پاکستان اپنے ملک میں یہ جنگ لڑنے میں مطلوبہ درجے کی یکسوئی نہیں رکھتا۔ اسے بھارت کی فکر ستاتی رہتی ہے۔ (باوجود یکہ سوات آپریشن جنوبی وزیرستان اور دیگر قبائلی علاقہ جات میں ہر امریکی فرمائش ہم پوری کر چکے تھے) اب ہم پوری یکسوئی اور سنجیدگی کے ساتھ صرف اپنی جنگ اسے بنا کر لڑ رہے ہیں۔

زرداری کیانی حکومت میں India-Centric پاکستان کی جگہ اب Pakistan-Centric پاکستان بن چکا ہے۔ یہ اسی کا شاخسانہ ہے کہ امریکہ کی خواہشات کے عین مطابق توپوں کے سارے دہانے مدارس مساجد سے ہوتے ہوئے اب نظریۂ پاکستان کے گریبان، قرار داد مقاصد تک آن پہنچے ہیں۔ دجال کی خدائی کی بہ نفس نفیس (کریہہ!) آمد سے پہلے ایٹمی پاکستان، جناح اقبال کے نظریاتی پاکستان سے توحید حاکمیت کا صفحہ (خاکم بدہن) پھاڑ ڈالا جائے۔ روشن خیالی ہی روشن خیالی میں مادر پدر آزادی، بے راہ روی، عشق عاشقی، سکول تا جامعات، دفاتر تا چوراہے اختلاط کا لزوم۔ اسلامی تصورِ حیات کو سیاست، تعلیم، معاشرت ہر سطح سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ ٹیلی ویژن کے دہانے سے پھوٹتا معاشرتی کفر اس وقت جو قہر برسا رہا ہے اس کی عبرت ناک تصویر ایک دن میں ۸۔۱۰ ایسی خبروں پر مشتمل ہے جو ہوش اڑا دے۔ ماڈلنگ کے شوق میں

13 مارچ: صوبہ بغلان......ضلع پل خمری......پولیس بیس پر مجاہدین کا حملہ......ایک اہلکار......9 زخمی

زیادتی کا شکار ہو کر قتل کر کے لاش کے ٹکڑے بریف کیس میں بند! اور یہ کہانی ہوسٹل کی رہائشی یونیورسٹی (اعلیٰ تعلیم!) طالبات کی ہے۔ پناہ بخدا! اتنی سفاکی میں ایک کم عمر لڑکی بھی ہمراہ ملوث ہو! دوسری کہانی اسلام آباد کے خوش حال گھرانے میں عورت شوہر اور بچوں کو مار کر خودکشی کر لے......! تیسری خبر عاشق ومعشوقہ کی خودکشی۔ چوتھی بھاگ کر شادی کرنے والے جوڑے کا قتل! کیا دہشت گردی مچا رکھی ہے کہ سانس رک جائے اور لقمہ حلق سے نہ اترے! سکول کالج کے تعلیمی نصابوں میں قرآن حدیث نکال کر نرسری تا دسویں جماعت سالگرہ کا فرضِ عین ہونا، کتے کا پالا جانا پڑھا رہے ہیں۔ (انگریزی کی ایک سیریز میں ہر جماعت کی کتاب میں یہ کتا، بچے کے ساتھ ساتھ پل کر بڑا ہو رہا ہے!) ہم نصابی سرگرمیوں میں رقص وموسیقی، برائیڈل شوز، ڈریس شوز، مخلوط تعلیم مل جل کر فلموں ڈراموں سمیت، پرفارمنگ آرٹ کے شعبہ جات یہ نیا روشن پاکستان بنا چکے۔ اب شنید ہے کہ پنجاب حکومت سرکاری تعلیمی ادارے این جی اوز کے حوالے کرنے کی تیاری میں ہے۔ اسی کی تیاری میں پانچویں جماعت کے امتحانات کا حیران کن فلاپ شو چل رہا ہے۔ ایک امتحان لینے کی اہلیت سے بھی بورڈ کو عاری کر کے دکھایا جا رہا ہے؟ اکبرالٰہ آبادی کا یہ کہا گیا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

سو مبارک ہو کہ یہ شعر ۲۱ویں صدی کے کام آ گیا اور اب والے فرعونوں کو کالج کی سوجھ چکی۔ سوا ر یہ بیچاری جیسے حقیقی قتل بھی ہیں۔ نظریاتی اور معنوی قتل میں کشتوں کے پشتے لگ رہے ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ کی بیٹیاں اور فاتح خیبر سیدنا علیؓ کے بیٹے کس حال میں ہیں؟ نسل نو کو دیکھ لیجیے۔ اسی پر بس نہیں۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی میں خبر ملی ہے کہ ۶۷ سال سے پاکستان میں کھلائی جانے والی حرام اشیا ۲۶ عدد ہیں! گدھے، ڈالر اور مردار اس کے علاوہ ہیں۔ اسی لیے یہ خبر بھی ہمراہ ہے کہ توانا پاکستان کرپشن کیس کا ۲۰۱۱ء سے مفرور ملزم پکڑا گیا۔ ایک طرف پولیس مقابلوں اور بم باریوں میں ایک ایک سانحے کا نام لے لے کر ۱۰، ۱۰ ملزم آئے روز نئے ناموں سے ماسٹر مائنڈ کے نام پر مارے چلے جاتے ہیں۔ دوسری طرف کرپشن سے ملک میں تباہی پھیلاتے معاشی دہشت گرد دندناتے پھرتے ہیں! مسلم ممالک میں کرپشن کی وبا پر کسی کو تشویش نہیں ہوتی۔ یمنی سابق آمر علی عبداللہ صالح نے غریب مسکین قوم کے ۶۰ ارب ڈالر بلا ڈکار ہضم کر لیے۔ امریکہ کے اس جگری یار نے یہ کالا دھن ۲۰ مختلف ممالک میں رکھا ہے۔ حسنی مبارک اور قذافی کی کہانیاں بھی یہی تھیں۔ اور توانا پاکستان کرپشن کیس کا بھی عنوان ہی کافی ہے! سوال تو یہ ہے کہ:

کوئی اس قافلے میں قافلہ سالار بھی ہے

[یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے]

☆☆☆☆☆

بقیہ: جہاد کل بھی جاری تھا، آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا

یہ آیت بھی قابل غور ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ [آل عمران: ۱۴۹]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرو گے جنھوں نے کفر کیا تو وہ تم کو الٹا پھیر لے جائیں گے اور تم نامراد ہو جاؤ گے''۔

یه خیر خواهی چه معنی دارد......!؟

کفار کی طرف سے مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کیا معنی رکھتا ہے!!! غور کرنے کی بات ہے۔ دراصل کفار کی خیر خواہی کے پیچھے ان کے بھیانک عزائم کارفرما ہیں۔ وہ سود پر مبنی معیشت پروان چڑھانا چاہتے ہیں اور سودی سرمایہ کاری کے ذریعے مسلمانوں کو کنگال کر کے مزید غلامی میں جکڑنا چاہتے ہیں۔ میڈیا وار کے ذریعے مسلمانوں کے عقیدے کو کھوکھلا کر کے روشن خیال بنانا چاہتے ہیں تاکہ مسلم معاشرے کو ''سول سوسائٹی'' میں تبدیل کر کے اپنے پس پردہ سرمایہ داری کا عمل مضبوط اور مستحکم بنایا جا سکے اور اس راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ یہ ہیں ان کی خیر خواہی اور پس پردہ عزائم۔ اُنہوں نے اپنے ان عزائم کی تکمیل ۱۶۸۹ء میں یورپ کے عیسائی معاشرے کو ''سول سوسائٹی'' میں تبدیل کر کے کی۔ (سول سوسائٹی اور سرمایہ دارانہ نظام کے درمیان تعلقات کو سمجھنے کے لیے مطالعہ کیجیے، ڈاکٹر جاوید انصاری کے زیرِ نگرانی میں مرتب کی جانے والی کتاب ''سرمایہ دارانہ نظام، ایک تنقیدی جائزہ'')۔

مسلمانو! اتنی سی بات سمجھنے کے لیے تو کسی لمبی چوڑی ڈگری کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ قرآن کی بات قولِ فصیل ہے ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾ ''بے شک یہ (قرآن) قولِ فصیل ہے''، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھی سچا ہے کہ جہاد ہی مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل ہے اور مجاہدین اور ان کے ساتھ دینے والے اہلِ ایمان دنیا و آخرت میں بالآخر کامیاب ہوں گے (ان شاء اللہ)، پر تم کفّار ومشرکین اور ان کے آلہ کار ایجنٹوں کے پروپیگنڈے کا شکار ہو کر معمولی فائدوں کی خاطر اپنی عاقبت کو کیوں خراب کر رہے ہو۔ اگر چہ کفار کے ہتھکنڈوں اور چالوں سے پہاڑ کیوں نہ ٹلتے دکھائی دیں۔

وَ مَكَرُوْا مَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْن

''ان لوگوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ ہی بہترین تدبیر کرنے والا ہے''

☆☆☆☆☆

13 مارچ: صوبہ روزگان............ضلع دہراود............بارودی سرنگ دھماکہ............پولیس گاڑی تباہ............2 اہل کار ہلاک............3 زخمی

کمزور حافظہ اور میڈیا

عبیداللہ غازی

ہمارا حافظہ کتنا کمزور ہے اگر اس کا اندازہ لگانا ہو تو اتنا دیکھ لیں کہ ہم میں کتنوں کو بوسنیا اور کوسوو کے بارے میں کچھ یاد ہے؟ اچھا یہ تو کل کی بات تھی بھول جاتی ہے، آج کی بات وسطی افریقہ میں جو ہو رہا ہے وہ کیا ہے اور برما میں جس طرح حقائق کو مسخ کرنے کی ہزار کوششیں کی گئیں وہ بھی ہمارے سامنے ہیں۔ اس سے ایک بات اور سامنے آتی ہے کہ پستیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گرنے والے اس 'ترقی یافتہ' دور میں میڈیا نے کس طرح صرف ہماری عقلوں کے ساتھ ہی کھیلنا شروع نہیں کیا ہوا...... ہماری تاریخ مسخ کرنا بھی ان کا فرض قرار پایا ہے۔ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے ہیں؟ یہ بھی ہمارے حافظے سے محو کرنے کی خاموش مہم جاری ہے۔ ہاں! چیخ چیخ کر جو کچھ بتایا جاتا ہے اور دن رات جو کچھ اگلا جاتا ہے تو وہ یہ کہ ''ہمیں کیسا ہونا چاہیے؟'' کس کے مطابق کیسا ہونا چاہیے، اسلام کے مطابق؟ اجی صاحب کمال کرتے ہیں آپ بھی یہ اسلام وغیرہ کو مسجد اور قبرستانوں وغیرہ میں زندہ کرتے رہیں اور جمعہ جماعت اور کفن دفن کے کام آتے ہیں...... ہمیں تو یہ سیکھنا ہے کہ ہمیں ''اس دور کے تقاضوں کے مطابق'' کیسا ہونا چاہیے!!!

ہمیں تاریخ سے سبق تو پڑھائے جاتے ہیں لیکن یہ تاریخ انقلاب فرانس سے شروع ہو کر ''بھٹو زندہ ہے'' پر آکر ختم ہو جاتے ہیں۔ نہ اس میں دنیا کے امریکی سامراج کی لاکھوں ریڈ انڈین کے خون پر قائم ''لازوال جمہوریت'' کی تاریخ بتائی جاتی ہے اور نہ کمیونسٹوں کی خرمستیاں...... نہ اس نئی نکور جدید تہذیب کا تحفہ عالمی جنگوں کی صورت میں سامنے لایا جاتا ہے۔ بوسنیا ہرزے گوینا اور کوسوو تو دو دہائی پہلے کی باتیں ہیں......

کتنے ہیں جو جانتے ہیں کہ محض سال دو سال پہلے سوڈان کو دولخت کرنے کا حکم فوراً سے پہلے استعمار کی لونڈی اقوام متحدہ کے دفاتر سے معمول سے پہلے تمام کارروائیاں مکمل کروا کر جاری کر دیا جاتا ہے......

پھر مشرقی تیمور کے پچاس ہزار مسلمانوں کو تلواروں اور چھروں سے کاٹنے والی عیسائی 'اقلیت' پر ''رحم'' کی قرارداد ایسے منظور ہوتی ہے جیسے ہمارے ہاں اراکین اسمبلی کی تنخواہوں میں اضافے پلک جھپکنے میں منظور ہو جاتے ہیں......

پھر برما میں خون مسلم ندیوں نہیں دریاؤں کی صورت بہتا رہتا ہے لیکن نشریاتی اداروں کے پاس مہینوں تک خبر دینے کو پیشہ وارانہ ''تحقیق'' مکمل نہیں ہو پاتی......

پھر اڑھائی لاکھ اہل اسلام کا قتل دہشت گردی کے خطرے کی نذر ہو جاتا ہے اور بشار قصائی کے ساتھ مذاکرات بھی وقت کا تقاضا ہو جاتے ہیں......

پھر وسطی افریقہ میں روزانہ سیکڑوں مظلوموں کا قتل بھی کسی میڈیا کی توجہ سے یکسر محروم رہتا ہے کیونکہ قدر و قیمت انسانوں کی ہوتی ہے اس لیے کہ قتل کرنے والی ملیشیا ئیں عیسائی اور قتل عام کی نگرانی کے لیے فرانس کی عالی شان فوج خود وہاں موجود ہے! اور غلام ممالک کا غلام میڈیا خبر دیتا بھی ہے تو عیسائیوں اور مسلمانوں کی ''لڑائی'' کی، ایک حملے کرے ایک مرتا رہے احمد آباد گجرات سے لے کر برما اور وسطی افریقہ تک اسے یہ ''لڑائی'' کہتے ہیں...... اور اگر کہیں مظلوموں کی کوئی ٹکڑی خاموشی سے ذبح ہونے سے انکار کر کے کچھ اپنی حفاظت کا انتظام کرنے لگتی ہے تو ان کے بارے میں سازشی تھیوریاں گھڑنے والے خود اپنے گھر میں اتنے ہیں کہ کسی کو باہر سے کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور بدھو مسلمان بھی ہاں میں ہاں ملائے استعمار کے مقاصد کی تکمیل میں پوری تندھی کے ساتھ جت جاتا ہے......

ہمارا حافظہ کتنا کمزور ہے اس کے لیے کسی مائیکروسکوپ کی ضرورت نہیں ہے، اور کمزور کیوں نہ ہو صرف پاکستان میں ہی ۸۰ چینل ہمارے لیے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں، صرف ہمارے لیے!!!

☆☆☆☆☆

13 مارچ: صوبہ ہلمند ....ضلع سنگین...............فوجی سپلائی کانوائے پر مجاہدین کا حملہ............... 4 سیکورٹی اہلکار ہلاک

اہل سنت کے خلاف حالیہ شیعہ جارحیت

(پس منظر، پیش منظر اور مستقبل)

لوط خراسانی

تاریخ تو بہت لمبی ہے مگر سر دست عراق وشام سے ہوتے ہوئے جوارِ حرمین میں رافضیت کی خباثتوں کے ضمن میں یہاں عالمی سیاست کے تناظر میں کچھ نکات یہاں پیش کیے جائیں گے۔

دین وعقل میں کامل سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قدموں میں ڈھیر ہونے والی مجوسی سلطنت نے اپنی شکست کا بدلہ چکانے کے لیے جو سازشی جال بنا تھا خطاب کا فرزندؓ اُس کا پہلا اور آخری شکار نہیں تھا بلکہ نبی مہرباں صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری امت گزشتہ چودہ صدیوں سے کسی نہ کسی سطح پر مسلسل اس کے ہاتھوں دکھ اٹھاتی آ رہی ہے۔ آج تک اس کے اسلام مخالف بغض وعناد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے کہ اہل بصیرت اسلام کو درپیش اس خطرے سے آنکھیں بند کر لیں۔

اب تو حال یہ ہے کہ پچھلی چند دہائیوں سے اہل ایمان ان آستین کے سانپوں کے ڈسنے سے گرنے والی لاشیں اٹھا اٹھا کر تھک سے گئے ہیں۔ اللہ کے نور سے دیکھنے والوں کو امت کے جسم پر لگنے والے اکثر زخموں میں اِن سبائیوں کی حصّہ داری عیاں نظر آتی ہے۔ المیہ یہ ہے کہ امت کے علم وحکمت کے بعض رہ نما حلقے ان کو امت اسلام کا حصّہ قرار دلوانے پر مُصر ہیں حالاں کہ ایسا کرنا ویسے ہی ہے کہ نصف النہار پر کھڑے چمکتے سورج کو دیکھ کر اس کے طلوع ہوئے ہونے کا انکار کر دیا جائے!!! بلکہ شاید اس بھی زیادہ......

اِس تحریر میں روافض (شیعوں) کے عقائد کے ردّ وابطال پر مشتمل کوئی شذرہ قلم بند کرنا ہمارے پیش نظر نہیں ہے کیوں کہ یہ کام اکابرینِ امت اتنی تفصیل سے کر گئے ہیں کہ اس میں مزید تحقیق وجستجو تحصیلِ حاصل کے سوا کچھ نہیں ہے۔ شیعیت کے کفر پر اکابر کے فیصلے کا انکار صرف ہٹ دھرمی ہے اور اس رویے کا علاج تو کسی بڑے سے بڑے روحانی معالج کے پاس بھی نہیں ہے۔

جہاں تک شیعیت کے سیاسی پہلو کا تعلّق ہے تو اِس کے غدر پر صدیوں کی تاریخ گواہ ہے اور اس کے اِس پہلو کی خطرناکی سے ماضی میں بھی اہل ایمان کے حقیقی صاحبانِ دانش وبینش نے کبھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔ ہم یہاں ان کے ماضی کے فکری اور عسکری تانے بانے کو حال سے جوڑتے ہوئے مستقبل (اگر حال بھی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا) میں سر اٹھاتے مہیب خطرے کی نشان دہی کی کوشش کریں گے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور امت سے ہمدردی رکھنے والے حلقوں کے لیے اس مسئلے پر شرح صدر کا ذریعہ بنا دے۔ آمین

رافضیت (شیعیت) کی ابتدا کا سیاسی پہلو:

ہم سردست طوالت سے بچنے کے لیے اِس تعیین کو کسی دوسرے موقع کے لیے اٹھا رکھتے ہیں کہ شیعیت کی اصل ابتدا کب ہوئی کیوں کہ لکھنے والوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اس کی ابتدا تو عہد نبویؐ میں ہی ہو گئی تھی (اصل الشعیۃ محمد حسین آل کاشف الغطاء: ص ۱۰۹)......پھر عہد عثمانیؓ میں شیعیت کے نقوش قدرے واضح دکھائی دیتے ہیں (الخلافۃ ڈاکٹر محمد عمارہ ص ۱۵۴) اور عہد مرتضویؓ میں شیعیت عقائد کے اعتبار سے تقریباً منظّم ہو گئی تھی اور سیدنا علیؓ کی شہادت کے بعد تو یہ امت مسلمہ کے متوازی باقاعدہ ایک امت کے طور پر منظر عام پر آ گئی تھی۔

اہل علم کے مطابق شیعیت عقیدے سے پہلے ایک سیاسی تحریک ہے۔ اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب ایرانی مجوسی حکمران شکست کھا گئے تو وہ یہودی جو پہلے ہی اسلام کی تلوار کے سامنے پست اور ذلیل ہو چکے تھے اپنے زخموں کو بھرنے کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔ عبداللہ بن سباء نے یہودیوں کی روایتی سازشی ذہنیت سے منصوبہ بندی کی کہ کس طرح اس شکست خوردہ قوم سے کام لے کر اپنی شکست کا بدلہ اسلام سے چکانے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ اس سازش کی کام یابی کے امکانات کو دیکھتے ہوئے اس کی مجلسِ دانش (Think Tank) نے یہودیت مجوسیت اور اسلام کے عقائد کو ملا کر ایک دستور (Constitution) سا تیار کر کے اسلام کی حاکمیت قائم کرنے کا نعرہ لگا کر اسلام کا چولا پہن لیا (شیعیت ڈاکٹر محمد البنداری مترجم ابو زہیر مدنی: ص ۴۵۔ الملل ولا ہوآء والنحل، ابن حزم ۲/۱۰۸)۔

اِس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کی جانے والی سیاسی کوششوں کا

> ایران میں آنے والے خمینی انقلاب سے قبل اپنے غائب امام کے انتظار میں شیعہ قوم کے بارے میں اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ وہ اس گزشتہ کچھ عرصہ میں تقریباً بھنگ پی کر سونے کا طرزِ عمل اپنائے ہوئے تھے۔ خمینی نے ولایتِ فقیہ کا تصور دے کر اہل تشیع کی جارحانہ فکری بنیاد کی تشکیل جدید کی ہے۔

13 مارچ: صوبہ فاریاب......جمعہ بازار اور چہلگری اضلاع......کٹھ پتلی فوجوں پر مجاہدین کے حملے......6 ہلاک......6 زخمی

اندازہ اس امر سے لگائیں کہ دور دراز علاقوں میں بیٹھ کر ذہن سازی کرنے اور عقائد کی بتدریج تبلیغ کرکے ایک قوت بننے کی بجائے ان لوگوں نے شروع سے ہی سرکار دربار سے تعلّق رکھنے والے حلقوں میں اثر ورسوخ قائم کرنے اور مسلسل بڑھانے کو ترجیح دی ہے۔ ان کی توجہات کا اصل مرکز سیاسی دھارا ہی رہا ہے کہ آج بھی لاہور شہر میں قائم ان کے مدرسے جامعۃ المنتظر میں پاکستان کی عسکری اور سول بیوروکریسی میں نفوذ کی خاطر ایک خصوصی یونٹ قائم ہے جس کا کام ہی یہی ہے کہ وہ ملک بھر سے ہر سال ایک سو شیعہ نوجوان منتخب کرے جو آئی ایس ایس بی اور سی ایس ایس کے ذریعے اسٹیبلشمنٹ کے کلیدی عہدوں تک رسائی حاصل کریں۔ منظّم تاریخی شعور یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ عقائد کا علی الاعلان اظہار اور تبلیغ اسلام کے عہدزرّیں (Golden Period) میں ان کے ہاں ایک ثانوی حیثیت (Secondary) کی حامل شے نظر آتی ہے۔

> جہاں تک شیعیت کے سیاسی پہلو کا تعلّق ہے تو اِس کے غدر پر صدیوں کی تاریخ گواہ ہے اور اس کے اِس پہلو کی خطرناکی سے ماضی میں بھی اہل ایمان کے حقیقی صاحبانِ دانش وبینش نے کبھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔

معاصر جارح سیاسی شیعیت کا ظہور:

ایران میں آنے والے خمینی انقلاب سے قبل اپنے غائب امام کے انتظار میں شیعہ قوم کے بارے میں اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ وہ اس گزشتہ کچھ عرصہ میں تقریباً بھنگ پی کر سونے کا طرزِعمل اپنائے ہوئے تھے۔ خمینی نے ولایتِ فقیہ کا تصور دے کر اہل تشیع کی جارحانہ فکری بنیاد کی تشکیل جدید کی ہے۔ لہٰذا ان تین دہائیوں میں شیعہ قوم نے اپنے عقیدے کے ضمن میں باہمی مسلکی اختلافات اگر مٹائے نہیں ہیں تو وہ ایک بڑے سیاسی مقصد ''عالم عرب میں ایک وسیع شیعہ ریاست کے قیام'' کے تحت وقتی طور پر دبا ضرور دیے ہیں۔ بشار الاسد کی حمایت میں بھارت افغانستان اور پاکستان تک سے شیعہ رضا کار نوجوانوں کا جا کر لڑنا اس سارے منصوبے کی قلعی کھولنے کے لیے کافی ہے۔

امریکہ کی خواہش تھی کہ عراق کے شیعہ اکثریتی علاقے سے لے کر ایران اور شام کے بعد یمن اور پھر یمنی سرحد سے لگتے سعودی شیعہ علاقے پر مشتمل ایک بڑی قوت کی حامل شیعہ ریاست قائم کی جائے جو اہل سنت مجاہدین کے احیائے خلافت کی کاوشوں کے راستے میں ایک مستقل رکاوٹ کے طور پر کام آئے مگر اس کی مجالس دانش (Think Tanks) ہمیشہ اُس ایک ذات کو اہمیّت نہ دینے کی غلطی کر جاتے ہیں جو قادر مطلق بھی ہے اور خیر الماکرین بھی......

روافض کے ذیلی فرقوں اثنا عشریہ اور شام میں موجود نُصیریہ کے بغض ونفرت کی حد تک باہمی اختلافات اہل علم سے پوشیدہ نہیں مگر اب ایرانی توسیع پسندانہ عزائم کے تناظر میں وہ صرف کندھے سے کندھا ملائے کھڑے نہیں ہیں بلکہ ان کی لاشیں اکٹھی گرتی ہیں۔ لہٰذا اس وقت سیاسی شیعیت کے تناظر میں تمام شیعہ مسالک اہل سنت کے مقابل ایک متوازی امت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پس ان کو علیحدہ علیحدہ کرکے سمجھنے کی کوشش کرنا نادانی اور سادگی کے سوا کچھ نہیں۔

ایران کی پاکستان میں مداخلت:

ایران میں خمینی انقلاب کے بعد ایران نے پاکستان میں شیعوں کو مسلح کرنا شروع کیا اور جس طرح پاکستانی کمیونسٹ یہاں سے لڑکے روس بھجوا کر تربیت دلواتے تھے ٹھیک اس طرز پر اس کے بعد سے پاکستانی شیعہ لڑکوں کو ایران بھیج کر عسکری تربیت دلوائی جاتی اور آج تک ہنگو پاڑہ چنار جیسے علاقوں میں ایرانی کیمپوں سے تربیت یافتہ عسکری استاد موجود ہیں۔

اسی طرح ایک سنی اکثریتی ملک پاکستان میں تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ ایرانی فکری اور مالی مدد کے ساتھ کھڑی کی گئی جس کی مسلسل مدد جاری ہے اور اب تو یہ تحریک (تشیع کے نفوذ کی بدولت) سول اور ملٹری بیوروکریسی کی آنکھ کا تارا ہے۔ جہاں تک اہل تشیع کے ہاتھوں پاکستان میں ہوئی قتل وغارت گری کا معاملہ ہے تو اس دلگیر داستاں کا ہر صفحہ خون میں ڈوبا ہوا ہے۔

علمائے حق؛ امریکہ اور ایران کا مشترکہ ہدف:

اپنی ابتدا ہی سے رافضیت کے پیچھے کارفرما یہود کا سازشی ذہن اپنی فکری اور عسکری پیش قدمی میں حالات کی نزاکتوں کا بخوبی لحاظ کرتا ہے مثلاً یہ کہ کسی خطے کے حالات میں بیان داغنے سے لے کر کوئی عملی اقدام اٹھانے تک درجہ حرارت کیا ہونا چاہیے سبائی دماغ اس معاملے میں بہت شاطر واقع ہوا ہے۔

امت مسلمہ میں اپنی اپنائیت کو گہرا کرنے کے لیے ایران نے اپنے وسیع تر مفاد میں مسلم سرزمین پر قابض اسرائیل کے خلاف حماس کی سیاسی وعسکری جدوجہد کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔ اس حمایت کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ حماس بھی عالم اسلام کی ان دوسری چند تنظیموں میں سے ایک ہے جو اہل تشیع کو مسلمان قرار دے کر امت کا حصّہ مانتی ہے۔ حالانکہ فلسطین کی آزادی اور صہیونیوں اور یہودیوں کی شکست جماعۃ القاعدۃ کا بھی مقصد ہے لیکن مجاہدین کے معاملے پر ایران اپنے منہ میں امریکی زبان ڈال کر ایسے بات کرتا جسے پڑھ سن کر یہی تاثر بنتا ہے کہ بول تو ایرانی صدر اور وزیر خارجہ ہوں مگر اس بیان کے مضمون کو سوچنے والے دماغ وائٹ ہاوس اور پنٹا گون میں بیٹھے ہوں۔

عالم اسلام میں بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص ہر وہ عالم دین امریکہ اور ایران کا مشترکہ دشمن اور ہدف ہے جو کسی نہ کسی درجے میں نفاذِ شریعت کے مقصد کے لیے

شرعی بنیادوں پر جہاد کا حامی ہو اور مناسب حلقہ اثر بھی رکھتا ہو۔اسی طرح کوئی عالم دین اگر براہ راست اور علانیہ جہاد کا حامی نہ بھی ہو مگر ان کے حلقہ اثر یا مسجد و مدرسہ سے وابستگان کے ایمان میں جہاد یا اس کے متعلّقات کے اثرات موجود ہوں تو امریکی قہر براہ راست یا شیعہ دہشت گردوں یا پھر امریکی پالتو ایجنسیوں کے خونیں پنجوں کے ذریعے ان کو اپنی گرفت میں لینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا حبیب اللہ مختار، مفتی امین اللہ اورکزئی، مولانا ولی اللہ کا بلگرامی، مولانا عبداللہ غازی، غازی عبدالرشید، مولانا حق نواز جھنگوی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا اعظم طارق، علامہ علی شیر حیدری، مولانا عبدالغفور ندیم، مولانا نصیب خان اور مولانا اسلم شیخوپوری علیہم الرحمۃ وغیرہ کی شہادت کے درپردہ کارفرما قوتیں کفر و فساد کی یہی تثلیث امریکہ ایران (شیعہ) اور پاکستانی ایجنسیاں ہیں۔

شیعہ سنی اتحاد کے داعی نادانوں کے نام:

ذیل میں ہم اعداد و شمار کی تفصیلات میں جائے بغیر مختصراً روافض کے ہاتھوں امتِ مسلمہ پر توڑے جانے والے مظالم کا ایک خاکہ قارئین کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

سرزمینِ عراق میں اہل سنت کی حالتِ زار:

امریکہ کو امت پر ڈھائے گئے اپنے ظلم و ستم کے ردِعمل میں اصل خطرہ صرف اہل سنت سے ہے۔عراق میں صدام حسین کی سیکولر حکومت پہلے سے موجود تھی مگر امریکہ سمیت کسی کو بھی اس کے ہتھیاروں سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے سقوط کے بعد جب شیخ ابو مصعب الزرقاویؒ نے یہاں سے واپس جا کر وہاں پر مجاہدین کی صفوں کی دوبارہ سے ترتیب بنانی شروع کی تو ایک اپنی سالمیت اور دوسرا اہل سنت علاقوں کے سینے میں گڑے ایرانی خنجر کے پڑوس میں الحکم للہ کی مقصدیت کے تحت زور پکڑتی جہادی قوت کسی طور بھی برداشت نہیں ہو سکتی تھی لہٰذا اس نے عراق پر حملہ کر دیا۔اس کے بعد سنی اکثریتی عراق میں مجاہدین مخالف سنی صحوات کے ہونے کے باوجود ایرانی حمایت یافتہ شیعہ قوم کو ملک کے سیاہ و سفید کا مالک بنا دینا امریکہ اور ایران کے اسلام مخالف گٹھ جوڑ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

برطانیہ میں موجود کویتی نژاد انتہائی غلیظ شیعہ عالم (جس نے معاذ اللہ امی جان عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ کو زانیہ ثابت کرنے کے لیے ہزار صفحے کی کتاب تحریر کی ہے) عمار الحکیم بغداد کے چوراہوں میں عراقی فوج کی وردی پہن کر اہل سنت کے خلاف عراقی فوجیوں کے جذبوں کو ابھارتا ہے...... یہ سب ریکارڈ ہو کر عراقی و ایرانی ٹی وی اور انٹرنیٹ پر آتا ہے مگر برطانیہ اس پر کوئی پابندی نہیں لگاتا لیکن دوسری طرف برطانیہ میں موجود کوئی امام مسجد عراق و شام کے مجاہدین کے لیے دعا بھی کروا دے تو اسے عقوبت خانوں میں دھکیل دیا جاتا ہے۔

توحید کے جس اقراری کے دل کی آنکھیں ابھی زندہ ہیں اس کے لیے اہل سنت کے خلاف اہل تشیع اور صلیبی و صہیونی اتحاد کی دشمنی پوشیدہ نہیں رہ سکتی......لیکن اگر دل کی آنکھیں ہی اندھی ہو جائیں تو پھر سر کی آنکھیں کیا کر لیں گی......

اس کے بعد حالات کا اتار چڑھاؤ ہوتا رہا اور اب رافضی مظالم سے تنگ آئی سنی عوام اور عقائدی نوعیت کا اختلاف رکھنے والی صدام حسین کے بھگوڑے سنی بعثیوں نے داعش جیسی اجتماعیت کے جھنڈے تلے آنا گوارا کر لیا ہے۔اب امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن بھی بول پڑی ہے کہ عراق میں ہماری بہت غلط پالیسیوں کی وجہ سے داعش نے قوت پکڑی ہے۔عراق میں شیعہ آبادیوں میں رہائش رکھے ہوؤں کے لیے سنی ہونا ویسا ہی جرم قرار پا چکا تھا جیسا ثمرقند و بخارا میں کمیونسٹوں کے دور میں مسلمان ہونا ظلم و ستم کا شکار ہونے کے لیے ایک کافی بھیانک غلطی تھی۔

عراق میں تکریت شہر میں جاری چار ہفتوں کی لڑائی جس میں داعش کے علاوہ دوسری سنی جہاد جماعتیں بھی مصروف جنگ ہیں ۳۰۰۰۰ ہزار شیعہ ملیشیاؤں ایرانی فوجیوں اور عراقی فوجیوں سمیت فضا سے امریکی بم باری کے باوجود ان کفار اور مفسدین کو کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں ہو پائی ہے۔اس میں حوصلے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حزب اللہ جیسی شیعہ جماعتوں پر امریکہ کو جو اعتماد تھا کہ وہ سنی مجاہدین کے مقابل ایک بڑی قوت ہو سکتے ہیں وہ تکریت اور شامی شہر ادلب کی فضاؤں میں تحلیل ہو گیا ہے کہ یہ عام سنی عوام پر تو مظالم ڈھا سکتے ہیں مگر توحید کے علم برداروں کے سامنے میدان میں دم نہیں مار سکتے۔الحمدللہ۔

> ہمارے یہاں خاص طور پر یہ بحث چھیڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ یمن میں ایران کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔چند ایک مذہبی رہنما مکمل طور پر جاننے کے باوجود اس وضاحت کے ساتھ یمن میں ایران کی ریشہ دوانیوں کا نام نہیں جو کم از کم انہیں اپنی ریاست کے فکری مقصے کے تناظر میں ضرور لینا چاہیے۔اس طرح کی فکری رہنمائی اس وقت امت کے بڑے المیوں میں سے ایک بہت بڑا المیہ ہے۔

ارضِ شام میں نُصیریہ کا فساد:

تاریخ کا عدم مطالعہ یا مطالعے کے باوجود تاریخی حقائق سے چشم پوشی ہمارے یہاں ایک اجتماعی رویہ بنتا جا رہا ہے۔شام میں بشار الاسد کے حالیہ مظالم کوئی ان تین چار سالوں کی بات ہی نہیں ہیں بلکہ گزشتہ تین دہائیوں سے زیادہ پر مشتمل ہے۔شیخ عبداللہ عزامؒ (یہ تحریر ۱۹۸۵ء کی ہے) افغانستان میں شہید ہونے والے ایک شامی مجاہد کا تذکرہ

13 مارچ: صوبہ دائی کنڈی......ضلع گیزآب......مجاہدین اور افغان فوجی کے مابین کئی روز تک جھڑپیں......24 اہل کار ہلاک......25 زخمی......4 ٹینک، 2 گاڑیاں تباہ

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابوجعفرؒ دنیا کو لات مار کر پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اُنھوں نے سرزمین شام میں نُصیری طاغوت کو دین کی جڑیں کاٹنے میں پیہم مصروف دیکھا تو اُس کے خلاف ڈٹ گئے۔ پھر وہ اسلام کے ایک تاریخی شہر قندھار چلے آئے''۔(جنھیں جنتوں کی تلاش تھی:ص:۱۹۷)

ہم امت کے ان اربابِ علم وفضل کی خدمت میں گزارش کریں گے جو شام میں جاری جہاد کو کسی فرقہ وارانہ لڑائی کے پہلو سے دیکھتے ہیں کہ یہ لڑائی اسلام مخالف قوتوں سے لڑائی ہے!!! نہیں بلکہ یہ لڑائی ان کے خلاف ہے جنھوں نے گزشتہ چالیس سال سے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ اہل سنت کے اموال، املاک اور عزتوں کو پامال کیا ہے!!!

اب الحمدللہ! الرَّقَّہ کے بعد اِدلب بھی مجاہدین کے قبضے میں آچکا ہے۔ بشار رجیم (یہاں رجیم کو عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں پڑھنا جائز ہے) جو ظلم سوچ سکتی تھی وہ کر چکی ہے مگر اب اس کی مٹھی سے کھسکتی ریت کی رفتار بڑھتی ہی جارہی ہے۔

یمن میں شیعہ فساد:

اللہ کی ذات خیر الماکرین ہے وہ جو چاہے کر سکتی ہے۔ ایران امریکی آشیر باد میں اپنی طاقت سے زیادہ محاذ کھولنے کی غلطی کر بیٹھا ہے۔ یمن کے حوثی قبائل میں اکثریت شیعوں کے فرقہ زیدیہ کی ہے جن کے اندر قلب ونظر کا سب سے کم فساد ہے مگر جیسے ہم پیشتر سطور میں عرض کر چکے ہیں کہ سیاسی مقصدیت کے تحت اب یہ سب شیعہ گروہ اکٹھے ہو چکے ہیں تو یہ بھی اب ایرانی خطوط پر سوچتے ہیں۔

ایرانی وزیر آن دا ریکارڈ یہ کہہ چکے ہیں کہ یمن میں جاری صورتِ حال ایرانی انقلاب کی توسیع ہے۔ اس سے قبل عبد الملک حوثی بھی ایرانی آشیر باد میں اپنی توسیع پسندانہ ذہنیت کے مطابق سعودی عرب کو دھمکیاں دے چکا ہے۔

۲۷ مارچ ۲۰۱۵ء کی بی بی سی عربی سروس کے مطابق خبیث ایرانی جرنیل قاسم سلیمانی عراق وشام میں عسکری رہ نمائی کے بعد اب یمن میں ڈیرے ڈال چکا ہے۔ یہ جرنیل ایران میں اتنا مقبول ہے کہ ایرانی اخبارات کے کروائے گئے سروے کے مطابق ایرانی عوام ریٹائرمنٹ کے بعد اسے ایرانی صدر دیکھنے کی خواہش مند ہے۔

ہمارے یہاں خاص طور پر یہ بحث چھیڑنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ یمن میں ایران کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ چند ایک مذہبی رہ نما مکمل طور پر جاننے کے باوجود اس وضاحت کے ساتھ یمن میں ایران کی ریشہ دوانیوں کا نام نہیں لیتے جو کم از کم انہیں اپنی ریاست کے فکری مقدمے کے تناظر میں ضرور لینا چاہیے۔ اس طرح کی فکری رہ نمائی اس وقت امت کے بڑے المیوں میں سے ایک بہت بڑا المیہ ہے۔

یمن میں ایرانی اثنا عشریوں کے ہتھیاروں سے تقریباً ایک لاکھ حوثی شیعہ نوجوان (جو مزے کی بات ہے کہ زیدی ہیں) حکومت کے خلاف مسلح کیے جا چکے ہیں اور اب وہ یمن کی سنی آبادیوں کے ساتھ ساتھ سعودی سرحد کے اندر بھی چھاپہ مار کارروائی کر رہے ہیں۔ ان سطور کے لکھے جانے کے وقت عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق پاکستانی حکومت کے اس بیان کہ وہ اپنے دیرینہ دوست سعودی عرب کی سرحد کی حفاظت کے لیے ہر ممکن مدد فراہم کرے گا حوثی شیعوں نے یمن سے ایمرجنسی میں انخلا کرنے والے پاکستانی خاندانوں کو ڈھونڈنا شروع کر دیا ہے تاکہ حکومت پاکستان کے اقدامات کا بدلہ سنی پاکستانی خاندانوں سے لیا جائے۔

اُدھر پیپلز پارٹی سمیت ہر وہ سیاسی دھارا جہاں شیعہ پائے جاتے ہیں اور شیعہ مذہبی جماعتوں نے ملک بھر میں مظاہرے کیے ہیں کہ پاکستان سعودی عرب کی مدد نہ کرے۔ دبے لفظوں میں پاکستان کے شیعہ عناصر نے مجاہدین کی دشمن اُس صلیبی اتحادی فوج جس کے وہ صدقے واری جاتے تھے کو بھی دھمکی دی ہے کہ یمن کی آگ سے دور رہا جائے۔ (شیعہ رہ نما: ناصر عباس)

مستقبل کا ممکنہ منظر نامہ:

اہل تشیع کو جہاں جہاں قوت ملی ہے انھوں نے عفت مآب سنی بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے جو کبھی غرناطہ واشبیلیہ جیسے علاقوں میں صلیبیوں نے کیا تھا۔ قومی ریاستوں کے حرص وہوس کے پجاری میڈیا کی خبروں پر انحصار کرنے والے لوگ دور بیٹھ کر اہل سنت کی مظلومیت کا اندازہ کیسے کر سکتے ہیں۔

روافض کی کوشش تو یہی ہے کہ وہ اب ایک عظیم تر شیعہ ریاست بنا ہی لیں مگر مشیتِ الٰہی کا ظہور اب یہی محسوس ہو رہا ہے کہ ظلم وستم کی یہ سیاہ رات ممکن ہے کچھ عرصہ اپنی آخری کوشش میں کچھ مزید گہری ہو جائے...... لیکن عراق وشام میں مجاہدین کی کامیابیوں اور یمن میں مجاہدین کی زمین پر مضبوط ہوتی دعوت کے پہلو بہ پہلو حق سبحانہ وتعالیٰ کی سنت کہ وہ کبھی ظالموں کو ظالموں ہی سے دفع فرما دیتا ہے کے مطابق خلیجی ممالک کی اپنی حکمرانیاں بچانے کی خاطر یمن میں مداخلت کی بدولت رافضیت کے تابوت میں آخری کیل ذرا جلد ہی پیوست ہونے والا ہے۔ ان شاء اللہ۔

> توحید کے جس اقراری کے دل کی آنکھیں ابھی زندہ ہیں اس کے لیے اہل سنت کے خلاف اہل تشیع اور صلیبی وصہیونی اتحاد کی دشمنی پوشیدہ نہیں رہ سکتی......لیکن اگر دل کی آنکھیں ہی اندھی ہو جائیں تو پھر سر کی آنکھیں کیا کر لیں گی......

☆☆☆☆☆

14 مارچ: صوبہ غزنی..........ضلع شلگر..........مجاہدین کا حملہ..........سفاک جنگ جو کمانڈر ولی محمد اپنے معاون درانی اور 6 جنگ جوؤں سمیت ہلاک

(قسط اول)

جہادِ شام...... ماضی، حال، مستقبل!

حسان کوہستانی

شامی انقلاب، شامی خانہ جنگی، شامی جہاد، شامی جدوجہد یا شامی جنگ ایک مسلح جدوجہد کا نام ہے جو کہ ۲۰۱۱ء میں شامی صدر بشار الاسد کے خلاف مظاہروں اور پھر بشار الاسد کے مظالم سے دفاع اور اقتدار کا تختہ اُلٹنے کی مسلح جدوجہد سے شروع ہوئی اور اب یہ عالمی طاقتوں کی مداخلت سے ایک کثیر الجہت پراکسی جنگ میں بدل چکی ہے۔ شامی جدوجہد کے بارے میں جاننے کے لیے شام کی سیاسی تاریخ کا جاننا ضروری ہے اس لیے پہلے شام کی سیاسی تاریخ پہ ایک مختصر نظر ڈالتے ہیں۔

ملک شام ۱۹۴۶ء میں ایک آزاد جمہوری ریاست بنا لیکن ۱۹۴۹ء میں پے در پے ہونے والی ۳ بغاوتوں کے بعد ملک میں ایک فوجی حکومت قائم ہوگئی۔ ۱۹۵۴ء میں ایک اور بغاوت کے نتیجے میں اس فوجی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۱ء تک شام اور مصر متحدہ عرب جمہوریہ کے نام سے ایک سیاسی اتحاد کے طور پہ چلتے رہے لیکن ۱۹۶۱ء میں شام اس اتحاد سے الگ ہوگیا۔ اس دوران میں شام کا نظامِ حکومت صدارتی بنا دیا گیا۔

۱۹۶۳ء میں ایک بغاوت کے نتیجے میں ایک قوم پرست اشتراکی جماعت بعث پارٹی اقتدار میں آئی۔ اس حکومت میں حافظ الاسد (جو موجودہ بشار الاسد کا باپ ہے) کو شامی فضائیہ کی کمان دے دی گئی۔ ۱۹۶۶ء میں بعث جماعت کے اندر بغاوت ہوئی اور پارٹی کے سربراہ مائیکل افلاق اور دوسرے پرانے لیڈروں کو ہٹا دیا گیا اور بعث پارٹی کی لیڈرشپ اور اس کے نتیجے میں شامی حکومت پہ فوجی حمایت یافتہ صالح جدید کا کنٹرول ہوگیا اور جرنل حافظ الاسد اس نئی حکومت کا وزیرِ دفاع بنا۔ ۱۹۷۱ء میں ایک اور بغاوت کے بعد حافظ الاسد نے صالح کو اقتدار سے الگ کردیا اور بعث پارٹی کا سربراہ بن کر ملک شام کے اقتدار پہ قابض ہوگیا اور اپنی موت (۲۰۰۰ء) تک شام پہ قابض رہا۔ حافظ الاسد کا اقتدار ایک بادشاہی نظام کی طرح تھا جس کا مرکز حافظ الاسد خود تھا۔ اپنے اقتدار کے شروع میں اس نے اپنے اقتدار کو جمہوری رنگ دینے کے لیے اپنی کیبنٹ میں مختلف طبقے کو لوگوں کو نمائندگی دی لیکن تمام اختیارات اور فیصلہ سازی کا اختیار اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا۔

اپنے اقتدار کے شروع (۱۹۷۱ء) سے لے کر اپنی موت تک حافظ الاسد نے ملک میں ایمر جنسی نافذ کیے رکھی۔ ایمر جنسی کے قانون کے نام پہ ملک میں ۳ سرکاری اخبار تھے، سیاسی مخالفین پہ ملٹری کورٹس میں مقدمے کیے جاتے اور اکثر سیاسی مخالفین بنا کسی ملٹری یا سول ٹرائل کے غائب کردئے جاتے۔ ہیومن رائٹس کی رپورٹس کے مطابق حافظ کے اقتدار میں ۱۷ ہزار مخالفین بنا کسے ٹرائل کے قتل کردئے گئے۔ ۵ یا ۵ سے زیادہ افراد کا ایک جگہ جمع ہونا جرم تھا۔ ہر ۷ سال کے بعد حافظ الاسد صدارت کے لیے ریفرنڈم کرواتا اور دوبارہ صدر منتخب ہو جاتا۔ ۴ دفعہ کرائے جانے والے ریفرنڈم میں حافظ الاسد نے ۳ بار ۱۰۰ فی صد ووٹ لیے اور ایک بار ۹۹ فی صد سے زیادہ ووٹ حاصل کئے۔ ایسے نتائج سے اُن انتخابات کی ''شفافیت'' کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں۔

شام آبادی میں تناسب کے اعتبار سے ۷۴ فی صد آبادی سنی مسلمان ہے، ۱۲ فی صد آبادی علوی شیعہ ہے، ۱۰ فی صد عیسائی ہیں اور باقی دوسری اقلیتیں آباد ہیں۔ حافظ الاسد ایک علوی شیعہ تھا اور اس نے اپنے اقتدار میں ملک کے معاشرے اور اداروں کو مکمل طور پر فرقوں کی بنیاد پہ تقسیم کردیا اور آرمی، انٹیلی جنس اور سیکورٹی کے تمام اداروں میں (علوی) شیعہ مذہب کے لوگوں کو تعینات کردیا گیا۔ جو افراد ملک کا نظام چلا رہے تھے ان کی اکثریت حافظ الاسد کے رشتہ داروں پہ مشتمل تھی۔ سنی مسلمانوں کو بھی مطمئن رکھنے کے لیے کچھ عہدے دیے گئے لیکن کاروبارِ مملکت میں ان کا کوئی حصّہ نہ تھا۔ مثال کے طور پہ شامی فضائیہ کا سابقہ سربراہ جمیل حداد (سنی) کوئی بھی حکم انٹیلی جنس چیف محمد الخولی (شیعہ) کے علم میں لائے بنا نہیں کرسکتا تھا۔ تمام معاملات علوی رشتہ داروں کے ہاتھ میں تھے لیکن حتمی طاقت حافظ الاسد کے ہاتھ میں تھی۔ ملک میں کسی قسم کا کوئی اختلاف برداشت نہیں کیا جاتا تھا۔

۱۹۸۲ء میں اسی حافظ الاسد کے اقتدار میں ہی شام کے شہر حماء میں اہل سنت کا قتلِ عام کا واقعہ پیش آیا جب شامی فوج ۲۷ روز تک شہر کا محاصرہ کرکے لوگوں کا خون بہاتی رہی۔ شامی ہیومن رائٹس کے مطابق اس قتلِ عام میں ۴۰ ہزار مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور یہ بات اب جانتے ہیں کی اصل میں ہونے والے واقعات ان واقعات سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں جن کو ایسے ادارے رپورٹ کرتے ہیں۔ اس لیے اصل شہدا کی تعداد ۴۰ ہزار سے کہیں زیادہ ہوسکتی ہے۔ حافظ الاسد نے اپنے اقتدار کے دوام کے لیے ہر ہاتھ کو کچل ڈالا ہر آواز کو دبا ڈالا۔ موجودہ شامی بغاوت چند مظالم کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ سالوں سے جاری مظالم، غلامی اور مسلکی تعصّبات کے خلاف بغاوت اور جہاد ہے۔

حافظ الاسد ۱۰ جون ۲۰۰۰ء کو دمشق میں ہارٹ اٹیک سے مرگیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کا دوسرا بیٹا بشار الاسد شام کے تخت پہ براجمان ہوا۔ حافظ کا اقتدار شام

14 مارچ: صوبہ غور..................ضلع دولینہ..................پولیس چوکی پر مجاہدین کا حملہ..................6 اہل کار ہلاک..................متعدد زخمی

میں علوی شیعوں کا راج تھا۔اس کے بیٹے بشار الاسد کے اقتدار میں آنے سے بھی حالات میں کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ اب صورت حال بہت بھیانک ہوگئی۔

حافظ الاسد کے بعد شام کا تاج اس کے بیٹے بشار الاسد کے سر پر سجا۔شامی حکومت کے جابرانہ رویہ کی وجہ سے عوام میں شروع ہی ہے ایک عدم اطمینان اور نفرت سلگ رہی تھی، یہ نفرت اُن علاقوں میں شدید ترین تھی جہاں غربت زیادہ تھی اور یہ علاقے زیادہ تر اہل سنت آبادی پر مشتمل تھے۔اس کی ایک مثال درعاء اور حمص کے علاقے ہیں.....شیعہ قوتوں نے اقتدار میں رہتے ہوئے بڑی چالاکی سے سنی آبادی کو سماجی و اقتصادی لحاظ سے پیچھے رکھا اور کاروبار، حکومت اور دوسرے اہم شعبہ ہائے زندگی میں شیعہ آبادی کو نوازا گیا۔اس طرح شام میں اہم ترین اور فیصلہ کن عہدوں پر شیعہ قابض ہو گئے۔بشار ایک نااہل اور کمزور حکمران ثابت ہوا اور اس کے دورِ اقتدار میں مہنگائی اور بے روزگاری کے مسائل انتہا درجے کو جا پہنچے۔مسلکی تعصب شدت اختیار کرتا چلا گیا اور کاروبارِ سلطنت جو کہ حافظ الاسد نے اپنے کنٹرول میں رکھا ہوا تھا وہ تنزلی کی راہ پر گامزن ہوا۔

حافظ الاسد کی ہلاکت اور بشار کے آنے کے فوراً بعد شامیوں میں ایک ریاستی اصلاحات اور حقوق میں تبدیلی کی امید پیدا ہوئی اور جولائی ۲۰۰۰ء سے ملک میں خفیہ سیاسی و سماجی تنظیمیں اور پلیٹ فارم بننے لگے جہاں پر لوگ ملک میں سیاسی اصلاحات اور تبدیلی کے متعلّق مباحثے کرتے۔یہ تحریک ۲۰۰۱ء میں بڑے پیمانے پر گرفتاریوں اور تشدد کے بعد کچل دی گئی۔یہ عرصہ''دمشق بہار'' کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔

اس دوران میں بشار نے کئی بار اصلاحات کے وعدے کیے جو کہ ہمیشہ کی طرح کبھی ایفا نہ ہو سکے۔دسمبر ۲۰۱۰ء میں تیونس میں حکومت مخالف مظاہروں (عرب بہار) کا آغاز ہوا جو دیکھتے ہی دیکھتے ساری عرب دنیا میں پھیل گئے۔فروری ۲۰۱۱ء تک تیونس اور مصر کی حکومتوں کا تختہ الٹ چکا تھا اور لیبیا میں خانہ جنگی جاری تھی۔باقی ممالک کی حکومتیں اپنے ملک میں عوام کو اصلاحات وسہولیات سے نواز کر اُن مظاہرین کو بہلا پھسلا کر بٹھانے کی کوششوں میں مگن تھیں۔

عرب بہار کی لہریں شام بھی پہنچیں لیکن شام میں آزادیٔ رائے، احتجاج اور حکومت پر کسی قسم کی تنقید پر سخت پابندی تھی، ایسی کوشش کرنے والے پابند سلاسل کیے جاتے اور شدید ریاستی تشدد کا نشانہ بنائے جاتے۔یہاں ایک اہم بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ ۱۹۶۲ء میں شامی حکومت کی طرف سے ہزاروں کُرد باشندوں سے شامی شہریت واپس لی گئی اور یہ لوگ اُس وقت سے 'غیر ملکی' کہلانے لگے۔۲۰۰۴ء میں کُرد علاقوں میں کافی مظاہرے ہوئے جو حکومتی طاقت سے دبا دیے گئے۔

شام میں عرب بہار کے مظاہرے جنوری ۲۰۱۱ء میں شروع ہوئے جو مکمل طور پر پرامن اور چھوٹی نوعیت کے تھے۔شامی حکومت نے ہمیشہ کی طرح ان مظاہروں کے جواب میں تشدد کی راہ اپنائی اور لوگوں کو بڑی تعداد میں گرفتار کرنا شروع کر دیا۔حکومتی تشدد اور گرفتاریوں کے جواب میں مظاہروں میں شدت آ گئی۔جوں جوں شامی حکومت کا تشدد بڑھتا گیا، مظاہرین کی تعداد اور ان کا عزم وحوصلہ بھی عروج پر پہنچتا گیا اور صورت حال حکومت کے کنٹرول سے باہر ہوتی چلی گئی۔بغاوت کا آغاز وسط مارچ ۲۰۱۱ء سے ایک واقعے کے بعد ہوا، اس سے پہلے تک مظاہرین نسبتاً پرامن اور صرف اصلاحات کے متمنی تھے۔

ہوا یوں کہ کچھ طالب علموں کو حکومت مخالف نعرے لکھنے پہ گرفتار کیا گیا اور اُن پر بدترین تشدد کیا گیا۔بعض خبروں کے مطابق اُن نوجوانوں کے اعضائے جسمانی بھی کاٹ دیے گئے۔لوگ اس عمل سے شدید اشتعال میں آ گئے اور ۱۸ مارچ کو نمازِ جمعہ کے بعد ہزاروں لوگ مختلف شہروں میں مظاہرے کرنے نکلے جو ۳ دن جاری رہے۔ان مظاہرین پر بشار حکومت کے تشدد کے نتیجے میں ۱۵ افراد جاں بحق اور درجنوں زخمی ہوئے۔مظاہرین کا مطالبہ قیدیوں کی رہائی اور ۵۰ سال سے جاری ایمرجنسی کے قانون ہٹانا تھا۔

۲۵ مارچ بروز جمعہ یہ مظاہرے پورے ملک میں پھیل گئے۔صرف درعاء میں ایک لاکھ افراد نے مظاہرہ کیا، اس کے علاوہ حمص، حماء، بانیاس، جاسم، حلب، دمشق اور لاتاکیہ میں بڑے مظاہرے ہوئے۔اُس روز نہتے لوگوں پر گولیاں چلائی گئیں، ۷۰ مظاہرین شہید ہوئے، سیکڑوں زخمی ہوئے، ہزاروں کو گرفتار کرلیا گیا اور ریاستی تشدد سے اموات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔ہیومن رائٹس واچ کی رپورٹ کے مطابق ۳ جولائی ۲۰۱۲ء تک شامی خفیہ ایجنسیاں ملک میں ۲۷ عقوبت خانے چلا رہی تھیں، مظاہرین کا تکفیری اور دہشت گرد قرار دے کر مارا جانے لگا۔

اپریل ۲۰۱۱ء کے شروع میں شہروں میں شامی فوج طلب کر لی گئی لیکن ان تمام ہلاکتوں، زخمیوں، گرفتاریوں اور تشدد کے باوجود لوگوں کا جوش وجذبہ اور جنون بڑھتا ہی گیا۔اپریل کے اواخر میں بشار کو ہوش آیا اور عوام کا جوش وجذبہ ٹھنڈا کرنے کے لیے کچھ اقدامات کیے گئے۔جیسے کہ درعاء کے گورنر کو معزول کر دیا گیا، ایمرجنسی ختم کر دی گئی، کُردوں کی شہرت بحال ہوگئی اور نقاب پر لگی پابندی ہٹا دی گئی۔اس کے علاوہ ایک مرتبہ پھر اصلاحات کے لمبے چوڑے وعدے کیے گئے لیکن تب تک بہت دیر ہوچکی تھی اور عوام نے اسد خاندان کے ۴۸ سالہ اقتدار سے جان چھڑانے کی ٹھان لی تھی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

14 مارچ: صوبہ قندہار.................ضلع دامان.................مجاہدین کا پولیس چوکی پر حملہ.................11 اہل کار ہلاک.................گاڑی تباہ

افغان باقی کہسار باقی

امریکی افواج کے انخلا میں تاخیر

پروفیسر شیمم اختر

مضمون نگار کا تعلّق مروجہ صحافت سے ہے اور ایک معاصر روزنامے میں کالم لکھتے ہیں......ادارہ کا ان کی تمام آرا سے متفق ہونا قطعی طور پر ضروری نہیں ہے۔ مذکورہ کالم میں چونکہ امریکہ شکست کو موثر انداز میں بیان کیا گیا ہے، لہٰذا اُن کی دیگر آرا سے اختلاف کے باوجود یہ مضمون قارئین کے مطالعہ کے لیے شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

امریکہ جہاں جاتا ہے خود سے واپس نہیں آتا، مار کر نکالا جاتا ہے۔ ۵۳-۱۹۵۰ء میں سلامتی کونسل کی جعلی قرارداد کی آڑ لے کر اپنی ریاستوں کی افواج سمیت عوامی جمہوریہ کوریا پر بھرپور حملہ کر دیا لیکن کوریا اور چین کے رضا کاروں نے امریکی ٹڈی دل کو پسپا کر دیا مگر امریکہ نے چین اور کوریا کی دفاعی افواج سمیت شہری آبادی پر زہریلی گیس چھوڑ دی جس سے بے شمار اموات واقع ہوئیں اور فضا مسموم ہوگئی۔ اس جنگ میں امریکہ نے دس لاکھ کوریائی افواج اور باشندوں کو ہلاک کیا لیکن بالآخر حملہ آوروں کو عبرت ناک شکست اٹھانی پڑی۔

لاطینی امریکہ میں فلوریڈا کے ساحل سے نوے میل کے فاصلے پر واقع ایک کروڑ آبادی (۶۰ء میں اس سے بھی کم تھی) والے جزیرے کیوبا پر مئی ۱۹۶۱ء میں کرائے کے سپاہیوں کو ہندوراس میں فوجی تربیت اور اسلحہ دے کر حملہ کرادیا جب کہ دراندازوں کو فضائیہ کا تحفظ دے کر پیش قدمی پر مجبور کیا۔ یہ جہاز امریکہ کے تھے جن پر آزاد کیوبا فورس چھاپ دیا تھا لیکن کیوبا کے رہنما فیڈرل کاسترو کی قیادت میں کیوبا کی انقلابی ملیشیا نے دراندازوں کا محاصرہ کر کے انہیں تہس نہس کر دیا اور جو بچ رہے انہیں قیدی بنا کر اپنے ٹی وی چینل کے سامنے کھڑا کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے انکشاف کیا کہ سی آئی اے نے انہیں ڈالر کا لالچ دے کر فیڈرل کاسترو کی حکومت کو تختہ الٹنے کے لیے حملہ کرایا تھا۔

۱۹۶۴ء میں امریکہ نے ویت نام پر بم باری کی اور وہاں اپنی پانچ لاکھ زمینی فوج اتار دی چنانچہ ایک طویل جنگ شروع ہوئی جو ۱۹۷۵ء میں امریکہ کی شکست پر منتج ہوئی۔ اس جنگ میں امریکہ نے نیپام بم استعمال کر کے اس ملک کے جنگلات اور بستیوں کو بھسم کر دیا۔ اس جنگ میں امریکیوں نے ۲۰ لاکھ ویت نامی باشندوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر جاتے جاتے امریکی فضائیہ نے لاؤس اور کمبوڈیا جیسے غیر جانب دار ممالک پر بم باری کر کے بالترتیب دس دس لاکھ شہریوں کو ہلاک کر دیا، اس کے باوجود اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ امریکہ نے ان ممالک میں اس قدر تباہی مچائی کہ وہ آج تک اپنی سابقہ حیثیت بحال نہیں کر سکے۔

لیکن امریکہ کو افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں جس شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کی مثال تاریخ میں کم ملتی ہے۔ افغان جنگ دنیا کی طویل ترین جنگ تھی اور امریکہ نے جنگ کے خاتمے کا یک طرفہ اعلان کر دیا ہے لیکن مجاہدین نے بھی قسم کھائی ہوئی ہے کہ جب تک افغانستان کی سرزمین پر آخری امریکی سپاہی موجود ہے وہ اپنی جنگ جاری رکھیں گے۔ اس جنگ کی خاص بات یہ ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے پاس نہ تو فضائیہ تھی نہ میزائل ورنہ اب تک وہ سیکڑوں قزاق (ڈرون) طیارے گرا چکے ہوتے، جب کہ امریکہ نے افغان بستیوں پر ڈیزی کٹر اور نیپام بموں کی بارش کر دی اور مساجد، مدارس، پانی کے ذخائر، کھیت کھلیان غرضیکہ کسی کو نہ چھوڑا۔

استعمار کی خصلت میں بے غیرتی اور بے حیائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، وہ

۳ جنوری کو شائع ہونے والے امریکی انسپکٹر جنرل برائے تعمیر نو افغانستان جان سوپکو کی رپورٹ میں ظاہر ہوتا ہے جو امریکی کانگریس میں پیش کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق اکتوبر ۲۰۱۳ء تا ستمبر ۲۰۱۴ء طالبان سے لڑائی میں ۱۳۰۰۰ افغان فوجی ہلاک جب کہ چھ ہزار دو سو زخمی ہوئے۔ اس دوران میں چالیس ہزار فوجی فرار ہو گئے۔

کوریا، ویت نام، افغانستان میں شکست کھانے کے باوجود اسے تسلیم نہیں کرتا۔ جیسے امریکہ کا سابق صدر بش اور اس کا برطانوی پلّا ٹونی بلیئر......ان دونوں کو ان کے نصف ہم وطن جنگی مجرم سمجھتے ہیں لیکن ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ اپنی غلطی تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ ٹونی بلیئر نے تو دروغ گوئی، بے حیائی، بے غیرتی اور ڈھٹائی کی حد کر دی۔ آج تک کہتا ہے کہ صدام حسین مغرب کے خلاف عام تباہی پھیلانے والے حملے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ برطانیہ میں اس کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ اس نے لندن کے ایک ریستوران میں بیرے کو سلاد کا ملغوبہ Mixed Salad لانے کو کہا تو بیرے نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں شہریوں کی جانب سے تجھے عراق میں جنگی جرائم کے ارتکاب پر گرفتار کرتا ہوں۔ ایسی صورت حال کا اسے پانچ بار سامنا کرنا پڑا (بحوالہ Economist لندن، ۲۰ دسمبر ۲۰۱۴ء تا جنوری ۲۰۱۵ء)۔

امریکہ نے امارت اسلامی افغانستان کے خلاف تین لاکھ بیالیس ہزار فوج

15 مارچ: صوبہ پکتیکا .... ضلع جانی خیل .... بارودی سرنگ دھماکے .... پولیس چیف کمانڈر رفیض اللہ سمیت 6 پولیس اہلکار ہلاک

تیار کی اور اسے جدید ترین سامان حرب سے مسلح کیا اور نیٹو نے انہیں بھرپور فوجی تربیت دی۔ افغانستان کی آبادی تین کروڑ اٹھارہ لاکھ سے کچھ زائد ہے جب کہ اس کی فوج تین لاکھ بیالیس ہزار ہے۔ اس پر سالانہ ۴/ارب ڈالر صرف ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے افغانستان کے وسائل ایسے نہیں ہیں کہ اتنی بڑی جدید فوج کے مصارف برداشت کر سکے لہٰذا اسے امریکہ پر ہی تکیہ کرنا پڑے گا یا اسے قرض لینا پڑے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ افغانستان قرض ادا کیسے کرے گا؟ جنگ میں تو سب کچھ تباہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس ملک کی حکومت مجبوراً یہی چاہے گی کہ افغانستان پر تا قیامت امریکہ کا فوجی قبضہ برقرار رہے اور یہی پاکستان میں موجود امریکی پٹھوؤں کی بھی خواہش ہے کیونکہ اگر افغانستان پر امریکی فوج کا قبضہ رہا تو اس کے خلاف طالبان کی مزاحمت جاری رہے گی جس کے خاتمے کے لیے امریکہ افغانستان اور پاکستان دونوں کو استعمال کرتا رہے گا۔ اس طرح انہیں امریکی امداد ملتی رہے گی۔ لیکن بہت جلد افغان فوج کی ناکامی منظر عام پر آنے لگی جسے پینٹا گون کا پروپیگنڈا بھی نہیں چھپا سکا۔ اوباما کا سابق وزیر دفاع چک ہیگل یہ اعتراف کر چکا ہے کہ امریکہ جنگ کرتے کرتے تھک چکا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے۔

اوباما سے لے کر جان کیری تک یہ ڈینگ مارتے نہیں تھکتے تھے کہ انہوں نے پونے دو لاکھ افغان فوج اور ڈیڑھ لاکھ پولیس کو تربیت دینے کے بعد ۲۰۱۵ء تک افغانستان سے نیٹو کی فوج کے انخلا کا فیصلہ کیا ہے جس کے مطابق بیشتر افواج اپنے اپنے ممالک کو واپس پلٹ چکی ہیں، تاہم افغانستان میں مقامی فوج کو ترتیب دینے کے لیے دس ہزار امریکی فوجی ہنوز موجود ہیں۔

افغانستان سے امریکہ اور نیٹو کی بیشتر قابض افواج کی پسپائی کے بعد جب طالبان افغان فوج پر حملہ آور ہوئے تو کرائے کے فوجی ان کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور جنہوں نے مقابلہ کیا ان میں سے بیشتر مارے گئے۔ جیسا کہ ۳ جنوری کو شائع ہونے والے امریکی انسپکٹر جنرل برائے تعمیر نو افغانستان جان سوپکو کی رپورٹ میں ظاہر ہوتا ہے جو امریکی کانگریس میں پیش کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق اکتوبر ۲۰۱۳ء تا ستمبر ۲۰۱۴ء طالبان سے لڑائی میں ۱۳۰۰ افغان فوجی ہلاک جب کہ چھ ہزار دو سو زخمی ہوئے۔ اس دوران میں چالیس ہزار فوجی فرار ہو گئے۔

رپورٹ کے مطابق پینٹا گون (امریکی جی ایچ کیو) افغان فوج کی تعداد بڑھا چڑھا کر بتاتا رہا اور دعویٰ کرتا رہا کہ وہ طالبان کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اب اس کی تعداد ایک لاکھ چوراسی ہزار سے گھٹ کر ایک لاکھ انہتر ہزار دو سو تین رہ گئی ہے۔ یعنی اس میں آٹھ فی صد کمی واقع ہو چکی ہے اور بھگوڑوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔

اب امریکہ کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ کسی نہ کسی طرح طالبان کو رام کر لے۔ چنانچہ اس کی ایما پر افغان جنتا کا ''صدر'' اشرف غنی طالبان کو مخلوط حکومت میں شمولیت کی دعوت دے چکا ہے اور امریکہ نے کمال منافقت سے کام لیتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ افغان طالبان دہشت گرد نہیں بلکہ باغی ہیں۔ بین الاقوامی قانون کی رو سے اگر باغی قابل لحاظ آبادی پر موثر قابو رکھتے ہیں تو بیرونی حکومتیں اس علاقے میں تجارت، سیاحت اور راہ داری کی مراعات حاصل کر سکتی ہیں لیکن اس کے ساتھ اُن پر یہ پابندی بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ باغی حکومت کے ساتھ دشمنوں جیسا سلوک نہ کریں ورنہ انہیں باغیوں کے زیر اثر علاقے میں تجارت اور رہ داری کی مراعات نہیں ملیں گی۔

اگر امریکہ خلوص دل سے طالبان سے جنگ کرت کرنے کا اعلان کرتا ہے تو اسے افغانستان میں فوج تعینات کرنے کا ارادہ ترک کرنا پڑے گا کیونکہ متحاربین کی حیثیت سے طالبان قابض فوج کے انخلا پر بجا طور پر اصرار کریں گے جیسا کہ امارت اسلامیہ کے سربراہ ملا عمر مجاہد تکرار کے ساتھ مطالبہ کر رہے ہیں۔

اگر امریکہ پاکستان سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ ملا برادر کو یرغمال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے طالبان سے کچھ مراعات حاصل کر لیں گے تو یہ اس کا خیالِ خام ہے۔ کیونکہ افغانستان میں امریکہ کی وہی پوزیشن ہے جو ۱۹۵۳ء میں اس کی کوریا اور ۱۹۷۵ء میں ویت نام میں تھی۔ یعنی امریکہ ایک شکست خوردہ طاقت ہے لہٰذا اس کا فرار ہونا ہی اس کے اور سارے خطے کے مفاد میں ہوگا۔ کیا امریکہ کوریا یا ویت نام کو ان ممالک میں اپنی فوج رکھنے پر آمادہ کر سکا؟ پھر وہ طالبان کو کیسے اس مکروہ کام کے لیے آمادہ کر سکے گا؟

☆☆☆☆☆

''اس زندگی کی تو کیا ہی باتاں ہیں۔ ایک بڑے عارف نے اس زندگی بارے کیا ہی خوب کہا ہے: ''اس طویل و عریض زندگی کا خلاصہ اس شخصیت [صلی اللہ علیہ وسلم] نے بیان فرمایا جس پر آسمان سے وحی آیا کرتی تھی، تمنا کی شہادت کی!''......پس سعادت مند وہ ہے جسے اللہ شہادت سے نواز دے، فرمایا: والذی نفس محمد بیده لوددت ان اغزو افی سبیل الله فاقتل......ثم احیا ثم اقتل......ثم احیا ثم اقتل ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے محبوب ہے کہ میں اللہ کے رستے میں لڑوں اور قتل ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کر دیا جاؤں''۔

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ

15 مارچ: صوبہ فاریاب.........ضلع المار.........کٹھ پتلی گورنر محمد اللہ بتاش کے کاروان پر حملہ.........کمانڈر حیات اللہ سمیت 8 اہل کار ہلاک.........4 زخمی.........گورنر بال بال بچ گیا

افغان باقی کہسار باقی

امریکی افواج کی موجودگی اور مذاکرات کا مکر

سعود میمن

امریکی انخلا میں تاخیر کا اعلان،پاکستان کا خیر مقدم:

افغانستان میں امریکیوں کی جان نرخرے میں آچکی ہے لیکن ''موت کے بعد کا منظر'' اُن کے لیے اتنا بھیانک ہے کہ بار بار بھاگ نکلنے کو تیار ہوتے ہیں اور ہر بار بندھا بندھایا بوری بستر کھول کر بیٹھ جاتے ہیں......نیٹو افواج کے مکمل انخلا کے بعد امریکی فوج کے نو ہزار آٹھ سو سپاہی افغانستان میں موجود ہیں......نیا امریکی وزیر دفاع ایش کارٹر عہدہ سنبھالنے کے بعد کابل کے غیر اعلانیہ دورے پر پہنچا تو یہاں کے حالات نے اُس کے اوسان اُسی طرح خطا کردیے جس طرح ان حالات نے اُس کے پیش رووٴں کی حالت پتلی کیے رکھی...... ۲۰ فروری کو اُس نے کابل میں اشرف غنی سے ملاقات کے بعد مشترکہ پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ ''افغانستان کی سیکورٹی صورت حال کے پیش نظر امریکی فوج کے مکمل انخلا پر نظر ثانی کے لیے تیار ہیں،افغانستان میں طالبان کی کارروائیاں جاری ہیں،ایسی صورت حال میں ٹائم لائن تبدیل کرنے پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔تاہم رواں سال کے اختتام تک امریکہ افغانستان میں اپنے فوجی دستوں کی تعداد کم کرکے ۵۵۰۰ کردے گا''......

آزادمنش اورغلام فطرت میں فرق:

اس موقع پر اشرف غنی نے کہا کہ ''ہم چاہتے ہیں کہ امریکی فوج کے انخلا کے عمل کی رفتار کو سست کیا جائے''۔جب کہ امریکہ میں تعینات پاکستانی سفیر جلیل عباس نے ۴ مارچ کو واشنگٹن میں کہا کہ ''امریکی سیکرٹری دفاع دورہ کابل میں افغانستان سے امریکی فوج کی واپسی میں تاخیر کا اشارہ دے چکے ہیں،ہم اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں کیونکہ امریکی فوج کے رہنے سے دہشت گردوں کے خاتمے میں مدد ملے گی''......یہ تو تھا نسلوں تک غلامی کے طوق گردنوں میں ڈالے طاغوت کی چاکری کرنے والوں کی طرز عمل کہ آقاوٴں کے ''اشارے'' بھی اُن کے لیے فرحت جاں قرار پاتے ہیں......اس کے برعکس وہ جری لوگ ہیں جو ان غلاموں کے آقاوٴں کی گردنیں کل بھی مروڑتے رہے اور آج بھی توڑ رہے ہیں......اُن کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے کہا کہ ''ہم نے لاکھوں غیر ملکی جارح افواج کا مقابلہ کیا ہے اور اُنہیں شکست دی ہے،ایسے میں یہ دس ہزار فوجی ہمارا کیا بگاڑ لیں گے؟''۔امارت اسلامیہ نے اپنے اعلامیہ میں اس امریکی اعلان کی بابت کہا:

''بدھ ۲۵ مارچ ۲۰۱۵ء کو امریکی صدر اوباما نے اعلان کیا کہ امسال ۲۰۱۵ء کے آخر تک امریکی جارح افواج کٹھ پتلی انتظامیہ کی تحفظ،افغانوں کی قتل عام، ان پر تشدد اور ملک پر قبضہ جاری رکھنے کی غرض افغانستان میں موجود رہیں گی۔یہ اعلان ایسے وقت میں ہوتا ہے کہ امریکی استعماری افواج نے پہلے ہی افغانستان میں شکست کھا چکی ہیں،ان کی معیشت اور طاقت بر باد اور ہزاروں فوجی ہلاک وزخمی ہونے کے علاوہ نفسیاتی امراض میں بھی مبتلا ہوئے ہیں۔ایک لاکھ سے زائد استعماری افواج،اربوں ڈالر خرچ کرنے اور تیرہ سال گزارنے کے باوجود امریکی اپنے خفیہ اور واضح مقاصد کو نہ پہنچ سکے،لہٰذا چند ہزار فوجیوں کی موجودگی میں تو کسی صورت میں بھی اپنے قبیح مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکیں گی۔افغان غیور عوام ہر قسم کی جارحیت کی انسانی خاتمے تک اپنے مقدس جہاد کو جاری رکھیں گے،افغانوں نے تاریخی ادوار میں اور بالخصوص موجودہ تیرہ سال میں امتحان دیکر خود کو ثابت کردیا ہے۔کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے ملک فروش اور امریکی شہریت کے حامل حکمران افغانستان کے خودمختار اور مسلمان ملت کی نمائندگی نہیں کرسکتے۔افغانی طویل مزاحمت اور پرعزم حوصلے کے حامل ہیں،اسی لیے کسی صورت میں بھی بیرونی جارحیت کو تسلیم نہیں کرتے۔یہ حکمران استعماری افواج کی موجودگی کے خاطر امریکہ کی منت وسماجت کررہا ہے،اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اسے افغان عوام سے خوف لاحق ہے،اس سرزمین کے باشندوں سے اپنے گریبانوں کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ہم امریکی عوام کو یاد بھی دلاتے ہیں کہ تمہارے حکمران اب بھی تمہاری معیشت اور افرادی قوت کو جنگ کے میدان میں جھونک رہے ہیں اور مزید امریکیوں کو بے مقصد اور ناقابل فتح جنگ میں ہم سے مروانا چاہتے ہیں،جن سے ان کے معیشت اور حیثیت کو مزید نقصان پہنچے گا''۔

دہشت گردوں کا فوکس بھارت ہوگا:

مجاہدین جس خطے میں بھی برسرپیکار ہیں وہاں مسلط طواغیت' میدان میں اُن کے مقابلے سے قطعی عاجز آنے کے بعد مختلف طرح کے مسموم اور زہریلے پروپیگنڈے کرکے ان خطوں کے مسلمانوں کو مجاہدین سے برگشتہ وبدظن کرنے کی منظم مہمات چلائی گئی ہیں......انہی پروپیگنڈوں میں یہ جھوٹ اس قدر پھیلایا گیا اور یہ افترا اس تواتر سے مجاہدین کی طرف باندھا گیا کہ ''مجاہدین امریکہ،اسرائیل اور ہر اسلام دشمن طاقت کے خفیہ ایجنٹ ہیں اور اُنہیں کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے فساد برپا کیے ہوئے ہیں''......

15 مارچ:صوبہ ہلمند.................صدر مقام لشکر گاہ شہر.................مجاہدین کا پولیس پارٹی پر حملہ.................نائب کمانڈر رضا بط ہلاک.................2 محافظ زخمی

حالانکہ مجاہدین پر یہ الزام لگانے والے اس کا ثبوت کبھی پیش کر سکے اور نہ ہی ابدالآباد تک کبھی کر پائیں گے......البتہ ان طواغیت کی امریکہ، اسرائیل اور ہر سرغنہ کفر کی چاکری کی تاریخ کو کسی طور جھٹلایا جا سکتا ہے نہ ہی ان کی موجودہ صلیبی صہیونی جنگ میں صف اول کی حیثیت کو بھلایا جا سکتا ہے!

ہمارے خطے میں یہ کذب بیانیاں دہرا دہرا کر مسلمانوں کے ذہنوں میں انڈیلی گئیں کہ طالبان دراصل بھارت کے ایجنٹ ہیں، یہ امریکی ایجنڈے کی تکمیل کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ......اب ''امریکی ایجنڈے'' کا جو بھرکس اللہ کے ان بندوں نے اپنے مالک کی نصرت کی بدولت افغانستان میں نکالا ہے اُسی بنا پر پاکستان و افغانستان کے ہر سیکولر، ملحد، بے دین اور اسلام دشمن کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں......رہی بات بھارتی آلہ کار بننے کی تو بھارت کل بھی طالبان کا دشمن تھا، آج بھی اُس سے عداوت ہے اور آنے والے کل میں بھی اُس پر وار کرنے اور کفر و شرک کے نظام کے اس منبع کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے ہر طرح کی کارروائیاں کی جائیں گی......اسی کی دہائی صلیبی اور ہندی کافر گاہے بگاہے دیتے رہتے ہیں...... ۲۰ مارچ کو پینٹاگون کے افسر ایڈمرل سیموئل جے لاکلیئر نے امریکی کانگریس کمیٹی کو بتایا:

''دہشت گرد گروپ اس وقت افغانستان میں برسر پیکار ہیں، آئندہ سال ملک سے امریکی فوج کے مکمل انخلا کے بعد ان دہشت گردوں کا تمام آپریشنل فوکس بھارت پر ہوگا، القاعدہ جنوبی ایشیا میں اپنا اثر و رسوخ بڑھاتی جا رہی ہے اور وہ جغرافیائی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی سرگرمیوں کے مراکز بھی تبدیل کرتی جا رہی ہے۔امریکہ کے لیے افغانستان سے انخلا کے بعد بھی دہشت گرد گروپوں کو کنٹرول کرنے کے لیے جنوبی ایشیائی خطے میں اپنی موجودگی برقرار رکھنا انتہائی اہم ہے''

مذاکرات ،اختلافات کی بے پر اُڑانیں:

امریکہ اور اُس کے حواری افغانستان میں اپنی واضح شکست کی خفت کو مٹانے اور دنیا سے چھپانے کے لیے ہزار پاپڑ بیل رہے ہیں......عسکری میدان میں طالبان کے ہاتھوں بُری طرح زچ اور مغلوب ہونے کے بعد مکاری اور عیاری کے سہارے بازی پلٹنے کے جتن کیے جا رہے ہیں......اس بھاگ دوڑ میں نظام پاکستان، کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ اور امریکی جتنا مصروف و مشغول ہیں......لیکن ساری دوڑ دھوپ میڈیا کے بل بوتے پر ہی کی جا رہی ہے، اپنی عاداتِ بد کے مطابق جھوٹ و دروغ گوئی کی بنیاد پر طالبان کے خلاف پروپیگنڈہ بھی کیا جا رہا ہے، اُن کی صفوں میں انتشار کی اپنی ناآسودہ خواہشات کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے......کبھی چین، کبھی اسلام آباد اور کبھی قطر میں ''مذاکراتی سٹیج'' کی تیاری کی نویدیں سنائی جا رہی ہیں......اشرف غنی کی طرف سے طالبان کو جنوب مشرقی صوبوں میں ''اختیارات'' دینے کی پیش کشیں ہو رہی ہیں......پاکستانی جرنیل، طالبان پر اپنے ''اثر و رسوخ'' کے استعمال کی خبریں جاری کروا اور تبصرے شائع کروا رہے ہیں......طالبان کے مابین ''مذاکرات حامی اور مذاکرات مخالف'' گروپوں کی بے اصل اور بے سروپا کہانیاں گھڑی جا رہی ہیں......جب کہ طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ بارہا اپنے بیانات اور اعلامیوں میں صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے پھیلائے مذاکراتی مکر کے جالوں کی حقیقت واضح کرتے چلے آئے ہیں......اُن کے مطابق مجاہدین اپنے اس موقف سے ذرہ برابر پیچھے نہیں ہٹے کہ جب کہ ایک بھی غیر ملکی فوجی افغانستان میں موجود ہے اُس وقت تک کسی قسم کے مذاکرات ممکن نہیں اور جنگی کارروائیاں پوری شدت سے اُس وقت تک جاری رہیں گی......قطر میں طالبان کے سیاسی دفتر نے حالیہ مذاکراتی افواہوں کے متعلّق دوٹوک انداز میں اپنا موقف پیش کرتے ہوئے کہا:

''کچھ عرصہ سے میڈیا میں کابل انتظامیہ اور امارت اسلامیہ کے درمیان مذاکرات کی افواہیں گردش کر رہی ہے۔ان حالات میں ایسی افواہوں کا حقیقت سے کوئی تعلّق نہیں ہے۔امارت اسلامیہ نے کابل انتظامیہ سے کسی قسم کا کوئی رابطہ کیا ہے اور نہ ہی یہ ذمہ داری کسی کو سونپی گئی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پرسکون اور آرام دہ زندگی ہر قوم خاص کر افغان ملت کا بنیادی مطالبہ ہے، لیکن یہ اس وقت سامنے آئے گا جب ہمارے ملک سے استعمار قبضے کو ختم کر دے اور افغان عوام کے مسلّم اور ثابت شدہ حق کو تسلیم کرے۔امارت اسلامیہ نے اسی مقصد کے حصول کے لیے گذشتہ تیرہ برس سے کفر کے خلاف مقدس جہاد کا کر رہی ہے اور عسکری کارروائیوں کے ساتھ ساتھ کئی سال سے سیاسی میدان میں بھی سرگرم عمل ہے تاکہ وطن عزیز کی قبضے کو ختم کر دیں اور ایک خود مختار اسلامی نظام کا قیام عمل میں لا سکے۔امارت اسلامیہ کی سیاسی دفتر نے ماضی میں جدوجہد کی اور تا حال جاری ہے کہ سیاسی طریقے سے امریکی قبضہ کو ختم کروایا جائے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض شر پسند افراد اور قوتوں کی جانب سے ان کوششوں میں رخنے ڈالنے کا کام کیا جا رہا ہے۔

امارت اسلامیہ نے اس پہلے بھی دنیا کے مختلف ممالک سے دوجانبی بہتر تعلقات رکھے، اس دوران میں دنیا کے مختلف ممالک کے دورے بھی ہوتے اور ہو رہے ہیں، تاکہ دنیا کو اپنی عوام کی مظلومیت اور برسرحق موقف کی آواز پہنچائی جا سکے۔البتہ سیاسی دفتر کے اراکین نے اب تک کسی ملک کی جانب بھی کابل انتظامیہ سے مذاکرات کی غرض سے سفر کیا ہے اور نہ ہی اس حوالے سے کسی سے کوئی ملاقات یا تبادلہ خیال ہوا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۴۸ پر)

15 مارچ: صوبہ ہلمند ...... ضلع سنگین ...... مجاہدین کے پولیس اور فوج پر حملے ...... 4 ٹینک تباہ ...... 11 اہل کار ہلاک ...... 4 زخمی

انصار کی بستی میں کچھ ایمان افروز یادیں

ام عمار

اللہ رب کریم نے ہم مہاجرات پر خصوصی کرم و احسان فرمایا جس کے نتیجے میں آج ہم اس بابرکت سرزمین ہجرت و جہاد میں زندگی کے لمحات گزارنے کی سعادت حاصل کررہی ہیں۔ اس کرم و احسان پر اللہ پاک کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے، کم ہے۔ ہم اللہ رب العزت سے ہی سوال کرتی ہیں کہ ہمیں اپنی شکر گزار بندیوں میں شامل فرمائیں، آمین۔

اس مبارک سرزمین پر قدم رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی پیاری، مخلص اور بہترین بندیوں سے ملاقات کی سعادت عطا فرمائی۔ ان میں مہاجرات بھی ہیں اور انصار خواتین بھی۔ تقریباً ہر خاتون سے ملاقات ہی دل پر یہ نقش گہرے سے گہرا ترکرتی رہی کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے دن یہ سب تو ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرب ہوں گی، مگر میرا مقام کہاں ہوگا؟ ہر ایک بہن ہی ایمان، قربانیوں اور اخلاص کے اعتبار سے اپنے سے بہت اونچے مقام پر نظر آئی۔ ان سب میں سے چونکہ زیادہ تعلّق انصار کی خواتین سے رہا اور ان کے ساتھ رہنے بسنے، خوشیاں اور غم سہنے، خوف و خطر کی آزمائش سے گزرنے کا زیادہ موقع ملا، لہٰذا ان کی محبت اور قدر و منزلت دل میں بڑھتی چلی گئی، جو کہ ان کا اصل حق بھی ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں انصار سے محبت کرنا سکھائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اور ان کی نسلوں کے لیے رحمت کی دعا فرمائی اور اپنے لیے انصار کا ساتھ پسند فرمایا۔

جب بھی کتبِ سیرت میں انصار کا تذکرہ پڑھا، خصوصاً جہاں کہیں مہاجرین و انصار کے مابین مواخات کا ذکر آیا، تو ہجرت کرنے سے قبل یہ باب میرے لیے ہمیشہ ناقابلِ فہم ہی رہا۔ دل و دماغ اس ایمانی فضا اور اللہ تعالیٰ کے لیے اس خالص محبت اور بھائی چارے کو محسوس ہی نہ کرپاتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم ''جدید تعلیم'' کے پروردہ، مصنوعی تہذیب کا لبادہ اوڑھے، تصنع اور بناوٹ کی زندگی کے اتنے عادی ہوچکے تھے کہ اسلام کے سکھائے حقیقی آداب و اخلاق ہمارے لیے اجنبی بن چکے تھے۔ خلوص، اعلیٰ اخلاق، مہمان نوازی، سادگی، عجز و انکساری اور ظاہر و باطن کا صدق وہ صفات تھیں جو ہمارے شہری معاشروں میں ناپید ہوچکی تھیں۔ مگر ہجرت کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہاجر بننے کا شرف عطا کیا، تو مقامی لوگوں نے بعینہٖ ویسا ہی کردار اپنایا جو انصارِ مدینہ کا خاصہ ہے۔ یہاں آکر کھلی آنکھوں سے میں نے اسلامی اقدار و اخلاق کو زندہ ہوتے دیکھا۔ کیا مرد اور کیا خواتین...... کسی نے مہاجرین کی نصرت سے پیچھے بیٹھ رہنا گوارا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی مساعی قبول فرمائیں اور ہمیں ان کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے کوشش ہوگی کہ آپ کی خدمت میں انصار کے اخلاص، اخلاق اور ان کے ساتھ تعامل کے کچھ ایسے واقعات پیش کروں جو اس عرصۂ ہجرت میں مَیں نے دیکھے یا میرے علم میں آئے، جو ہمیں انصار کا درست مقام پہچاننے اور ان کی محبت اور قدر ہمارے دلوں میں اجاگر کرنے کا باعث بنیں۔ زندگی میں بعض ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں جو ناقابلِ فراموش ہوتے ہیں۔

اسی طرح کا ایک واقعہ ۲۰۰۷ء کے اوائل کا ہے۔ ان دنوں ہم جس علاقے میں مقیم تھے وہاں حالات بہت خراب چل رہے تھے۔ اگلے لمحے کا بھروسہ نہیں ہوتا۔ ہر وقت فوج کے چھاپے کا خوف طاری رہتا۔ اور یہ خوف اس وقت کئی گناہ بڑھ جاتا جب کسی جگہ فوج کا چھاپہ پڑنے کی اطلاع مل جاتی۔ ہم اپنے انصار کے گھر میں تھے۔ وہ دن اتنے سخت تھے کہ ہر ایک دوسرے سے دامن چھڑانے کے چکر میں نظر آتا، تاکہ کہیں اس کا کسی مجاہد فی سبیل اللہ سے کوئی تعلّق فوج کی نگاہوں میں نہ آجائے۔ ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا۔ ایسے میں ایک روز جب اس علاقے میں فوج کے گشت کی خبر پھیلی جہاں ہم اپنے انصار کے ساتھ ان کے گھر میں رہائش پذیر تھے، اور اطلاع ملی کہ ہمارے گھر کے نزدیک ترین واقع مجاہدین کے مرکز پر فوج نے ہلّہ بول دیا ہے، تو میرے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ میرے ذہن میں پہلی بات یہی آئی کہ اب تو یہ انصار ضرور ہمیں اپنے گھر سے نکال باہر کریں گے۔ ایسے میں گھر کی آدے (مقامی زبان میں والدہ کو 'آدے' کہا جاتا ہے) آئیں اور آکر ہمیں کہنے لگیں کہ خطرہ بہت ہے لہٰذا تم لوگ ہمارے ساتھ ہمارے گھر کے وسط میں واقع ہمارے رہائشی کمرے میں آجاؤ۔ ہمارے تو منہ کھلے کے کھلے رہ گئے کہ جب خطرہ سر پر پہنچ گیا ہے تو بھی انہیں اپنی بجائے ہماری حفاظت کی فکر ہے اور وہ ہمیں گھر سے نکلنے کی بجائے مزید اپنے گھر کے اندر والے کمروں میں آنے کا کہہ رہی ہیں۔

اس خوف کی کیفیت کو وہی محسوس کرسکتا ہے جو اس سب سے گزرا ہو۔ ایک لمحے کو ہم اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ اگر ہم اپنے علاقے میں اپنے گھروں میں رہتے ہوں، اور وہاں کوئی ایسا خطرہ پیش آجائے اور ہمارے گھر میں مجاہدین موجود ہوں...... یا پناہ لینے کے لیے آئیں، تو کیا ہم اسی طرح ان کے لیے اپنے گھر اور دل کے دروازے وا کردیں گے...... یا انہیں یہ کہیں گے کہ بھئی! اپنے ساتھ ہمیں کیوں پھنساتے ہو؟ بلاشبہ

16 مارچ: صوبہ نیمروز......ضلع دلارام......پولیس پر مجاہدین کے حملے......نائب پولیس سربراہ نجیب سمیت 5 پولیس اہلکار ہلاک

انصار کے اس رویے نے ان کی قدر ومنزلت ہمارے دلوں میں کئی گنا بڑھا دی اور ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی ان کا مقام خوب بلند ہوا ہوگا۔

ایک اور واقعہ جس نے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا یہاں ذکر کیے دیتی ہوں۔ جنوبی وزیرستان کے علاقے وانا میں ہمارے پہلے پہلے انصار کا گھرانہ کوئی بہت کھاتا پیتا گھرانہ نہ تھا۔ فقر وعاجزی کے وہی مظاہر ان کے گھر میں بھی نمایاں تھے جو بیشتر انصار کے گھروں میں نظر آتے ہیں۔ مگر یہ گھرانہ اپنے عالی اخلاق، خاندانی اقدار، کشادہ دلی اور سیر چشمی میں یکتا تھا۔ غربت کے باوجود انہوں نے کبھی اپنی غیرت اور عزتِ نفس کو ہاتھ سے جانے نہ دیا تھا۔ انہوں نے ہمیشہ اپنی ضروریات سے بڑھ کر ہماری حاجات کا خیال رکھا اور ہمیں اپنے اوپر مقدم رکھا۔ خصوصاً جن دنوں میرے شوہر گھر پر نہ ہوتے تو اس خاندان کی آدے (امی) میرا خصوصی خیال رکھتیں۔ ان کی غیر موجودگی میں مستقل میرا کھانا بھیجتیں، مصروفیات کے باوجود صبح وشام میرے پاس آکر بیٹھتیں اور اپنی گائے یا بکری کے قلیل دودھ میں سے میرا حصہّ ضرور لے کر آتیں۔

یہ دسمبر ۲۰۰۷ء کا واقعہ ہے کہ ہمارے پاس اخراجات کے لیے رقم بالکل ختم ہوگئی۔ انہی دنوں میرے شوہر کو کسی کام سے چند دنوں کے لیے کہیں جانا پڑا۔ اُن کی غیر موجودگی میں میرے پاس میری ایک انتہائی عزیز اور پیاری مہاجر بہن اپنے نوزائیدہ بچے کے ساتھ رہنے کے لیے آگئیں۔ چند ہی روز میں ہمارے گھر گیس بھی ختم ہوگئی۔ اپنی مہمان اور اپنے انصار دونوں ہی کے سامنے میں اپنی مالی پریشانی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی، لہٰذا میں نے آدے سے کہا کہ میرے لیے مٹی کا چولہا بنا دیں تاکہ میں لکڑی جلا کر کھانا پکایا کروں۔ انہوں نے میرے پرزور اصرار پر چولہا تو بنا دیا، جب کہ وہ دل سے اس پر راضی نہ تھیں کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ مجھے لکڑی جلانا نہیں آتی، مگر مجھ سے بار بار پوچھتی رہیں کہ تم گیس کیوں نہیں بھروا لیتی؟ جب میں انہیں کوئی تسلی بخش جواب نہ دے پائی تو اگلے ہی دن انہوں نے اپنے پیسوں سے گیس سلنڈر بھروا کر میرے حوالے کیا اور کہا کہ مجھے یہ قطعاً گوارا نہیں کہ تم لکڑیاں جلاؤ اور اس پر کھانا پکاؤ۔ میرے ساتھ یہ احسان انہوں نے اس وقت کیا کہ جب وہ لوگ خود بھی ایسی مالی تنگی کا شکار تھے کہ لکڑی کی بجائے سفیدے کے درخت کے خشک پتے اور ٹہنیاں جلا کر اس پر کھانا پکاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوں اور انہیں دنیا وآخرت کی راحتیں اور کشادگیاں اور جنت الفردوس میں بہترین ٹھکانہ عطا فرمائیں، آمین۔

یہاں میں یہ ذکر بھی کرتی چلوں کہ قبائلی علاقہ جات کے حوالے سے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہاں عورتوں کو بہت ظلم تلے رکھا جاتا ہے...... اگر ہم ہر گھر میں موجود 'آدے' کا منصب اور مقام دیکھ لیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ اس معاشرے میں گھر کی بڑی خواتین کا نا صرف بہت احترام کیا جاتا ہے بلکہ گھر کے ہر اہم معاملے میں ان کے مشورے اور رائے کو خصوصی اہمیّت دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض معاملات میں یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ گھر کے مرد 'آدے' کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دیتے ہیں اور انہی کی رائے کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے۔ خصوصاً شادی بیاہ اور برادری رشتہ داری کے معاملات میں۔ لہٰذا یہ تصور کہ قبائلی معاشرے میں عورت کا کوئی مقام یا عزت نہیں بالکل غلط ہے بلکہ معاملہ بالعکس ہے۔ یعنی قبائلی معاشرہ نہ صرف عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت کرتا ہے بلکہ اسے اس کا جائز مقام اور عزت بھی دیتا ہے۔

سن ۲۰۱۰ء کے چند ماہ ہم نے شمالی وزیرستان کے علاقے دتہ خیل کے ایک گھر میں گزارے۔ اس گھر کے ساتھ ہی انصار کا گھر بھی جڑا ہوا تھا۔ یہ ایک بھرا پُرا گھرانہ تھا۔ ان کی خواتین اور بچیاں کبھی کبھار ہمارے پاس آیا کرتی تھیں۔ ان لوگوں کے یہاں غربت وعسرت کا بسیرا تھا، مگر ان کے دل غنی تھے۔ یہ خواتین اکثر ہمارے سامنے اظہار کرتیں کہ تم لوگوں سے پہلے یہاں جو مجاہدین رہتے تھے ہم ان کی خدمت کرتی تھیں۔ ان کی روٹی اور کپڑے ہمارے ذمے تھے وغیرہ۔ مگر ہماری یہ کوشش ہوتی تھی کہ ہم اپنے گھر کے کام کاج خود ہی کریں اور اگر ان کے کسی کام میں ان کی مدد نہیں کر سکتے تب بھی کم از کم ان کے کام میں اضافے کا سبب نہ بنیں۔ کچھ عرصہ بعد اس گھر کے مرد میرے شوہر سے ملے۔ وہ کچھ ناراض دکھائی دیتے تھے۔ جب میرے شوہر نے ان کی ناراضی کا سبب جاننا چاہا تو وہ کہنے لگے کہ بھئی! آپ کو اس گھر میں جگہ دینے کا ہمیں کیا فائدہ ہوا؟ جب میرے شوہر کچھ نہ سمجھے تو انہوں نے وضاحت کی کہ یہ گھر تو ہم نے مجاہدین کو اس لیے دیا ہے کہ مجاہدین یہاں رہیں گے، ہم ان کی خدمت کریں گے۔ ہماری خواتین ان کی روٹی پکائیں گی، کپڑے دھوئیں گی اور یوں ہم سب اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر سمیٹیں گے۔ مگر آپ لوگ تو اپنے تمام کام ہی خود کرتے ہیں تو بھلا ہمیں اجر کیسے ملے گا؟

بے شک اللہ پاک انسانوں کے چہروں اور ان کے مالوں کو نہیں بلکہ ان کے دلوں اور اعمال پر نگاہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے اس اخلاص کو قبول فرمائیں، انہیں اپنے دین پر ثابت قدمی نصیب فرمائیں اور انہیں دنیا وآخرت کی حسنات سے نوازیں، آمین۔

انہی انصار کی ایک دس بارہ سالہ بچی پولیو زدہ تھی۔ یہ بچی نہ تو اٹھ بیٹھ سکتی تھی اور نہ ہی چل پھر اور بول سکتی تھی۔ بس خاموش لیٹی سب کو تکتی رہتی تھی۔ جب سے ہم لوگ اس گھر میں منتقل ہوئے تھے، ان انصار کا یہ معمول تھا کہ تقریباً روزانہ ہی اپنی بچی کو ہمارے یہاں سالن لینے کے لیے بھیجتے۔ ہم نے اس معمول کو ان کی غربت پر ہی محمول کیا۔

رمضان المبارک آگیا۔ ایک دن ان خواتین نے ہمارے گھر میں کچھ لپائی وغیرہ کا کام کیا۔ لہٰذا ان کی خدمت، مشقت اور تھکاوٹ کے پیشِ نظر ہم نے فیصلہ کیا کہ ان کی افطاری اور کھانا ہم تیار کر کے بھیجیں گے۔ اس واقعے کے ایک دن بعد صبح سحری کے

16 مارچ: صوبہ ہلمند..........ضلع سنگین..........مجاہدین کے پولیس اہل کاروں اور فوجیوں پر حملے..........کمانڈر سمیت 11 ہلاک..........4 زخمی..........ایک ٹینک بھی تباہ

وقت انصار کے یہاں سے کسی نے آ کر دروازہ بجایا اور گیس لیمپ مانگا۔ یہ غیر معمولی بات تھی، اس سے قبل ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ گھر کا کوئی بچہ بیمار ہے۔ کچھ دیر کے بعد ہی انہوں نے گیس لیمپ واپس بھجوا دیا اور ساتھ ہی یہ اطلاع ملی کہ ان کی پولیو زدہ بچی انتقال کر گئی ہے۔ انہوں نے صبح ہی صبح اس کا جنازہ بھی کر دیا۔ جب ہم خواتین تعزیت کے لیے ان کے یہاں گئیں تو بچی کی والدہ، جو کہ انتہائی سادہ خاتون تھیں، نے جو کچھ بتایا وہ انھی کی زبانی سنیے:

''یہ بچی دو تین روز سے کچھ کھا پی نہیں رہی تھی۔ ایک روز قبل آپ لوگوں نے افطاری کے ساتھ جو شربت بھیجا تھا وہ اسے پسند آیا اور بس وہی یہ پیتی رہی تھی۔ گزشتہ رات مجھے اس کی طبیعت زیادہ خراب لگ رہی تھی۔ گھر کے تمام افراد سو چکے تھے اور میں اس کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی۔ رات بارہ بجے اس بچی کی حالت زیادہ خراب ہوئی اور اس نے میری گود میں ہی دم توڑ دیا۔ کل میرے شوہر بہت تھکے ہوئے آئے تھے لہٰذا میں نے ان کے آرام میں خلل ڈالنا مناسب نہ سمجھا اور کسی کو نہ جگایا، اور میں تنہا ہی ساری رات اپنی بچی کی وفات کا غم برداشت کرتی رہی۔ جب سحری کا وقت ہوا تو میں نے سحری تیار کرنے کے لیے لکڑیوں میں آگ جلانا چاہی، مگر غم کے مارے ایسا نہ کر سکی۔ پھر میں نے نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اے اللہ! مجھے صبر دیجیے اور ہمت دیجیے کہ میں گھر والوں کو یہ اطلاع دے سکوں۔ اس کے بعد میں نے سحری تیار کی اور سب کو جگا کر سحری کروائی۔ سحری سے قبل اس لیے کچھ نہ بتایا کہ مبادا غم کے مارے سب سحری نہ کر سکیں اور یوں سب کا روزہ خراب ہوگا۔ جب سب سیر ہو گئے تو میں نے بچی کی وفات کی خبر دی۔ یہ سن کر بچی کے بہن بھائی رونے لگے تو میں نے ان سے کہا کہ جس کو رونا ہے وہ کمرے کے اندر جا کر روئے، ساتھ مجاہدین کا گھر ہے، ایسا نہ ہو کہ تمہاری آواز سے وہ پریشان ہوں''۔

اس کے بعد کہنے لگیں کہ ''ہم جو تم لوگوں کے گھر سے روزانہ سالن منگواتے تھے وہ صرف اس بچی کے لیے منگواتے تھے کہ مجاہدین کے کھانے میں برکت ہوگی لہٰذا وہ کھانا ہم اس بچی کو کھلائیں''۔ اس بچی کی وفات کے بعد انہوں نے کبھی ہم سے سالن نہیں مانگا۔

میری بہنو اور بھائیو! کیا یہ ہو بہو حضرت اُم سلیم اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہم والی کہانی نہیں؟ ہم پر ان انصار کا یہ حق ہے ہم کبھی بھی ان کو ایمان و عمل کے اعتبار سے حقیر نہ جانیں، ان کے حق میں دعائے رحمت کریں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور ان کے ساتھ خوش اخلاقی اور احسان کے ساتھ پیش آئیں۔

وصلی اللہ علی محمد و علی آله وصحبه وسلم

بقیہ: امریکی افواج کی موجودگی اور مذاکرات کا مکر

اگرچہ امارت اسلامیہ کے ترجمانوں کی جانب سے کئی بار اس نوعیت کی بروقت تردید کر دی جاتی ہے لیکن چونکہ امارت اسلامیہ افغانستان کا سیاسی دفتر' امارت کے سیاسی امور کی پیش رفت کا ذمہ دار ہے لہٰذا ہم بھی اپنے مجاہد بھائیوں، عوام اور دنیا کو واضح کرتے ہیں کہ جو افواہیں میڈیا میں سامنے آ رہی ہیں وہ صرف اور صرف نفسیاتی جنگ کا حصّہ ہیں، جو امارت اسلامیہ کے خلاف لڑی جا رہی ہے۔

جب بھی امارت اسلامیہ افغانستان اسلامی اصولوں اور قومی مفادات کی روشنی میں مذاکرات سے متعلّق قدم اٹھائے گی تو اسے با قاعدہ اور مصدقہ ذرائع سے ضرور اپنے مجاہدین، عوام اور دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا''۔

سیاسی دفتر امارت اسلامیہ افغانستان..................قطر

طالبان حملوں سے فورسز منتشر ہونے لگیں:

افغانستان میں امریکی کفار کے تمام خواب بکھر چکے ہیں، اس کے باوجود وہ افغان سیکورٹی فورسز سے امید لگائے بیٹھے ہیں کہ وہ ان بکھرے خوابوں کی کرچیاں سمیٹ کر ان میں رنگ بھرنے کا کام کر سکے گی...... جب کہ حقیقت حال یہ ہے کہ افغان سیکورٹی فورسز مجاہدین کے مقابلے میں جہاں بھی آئیں بُری طرح تتر بتر ہو کر رہ گئیں......اس کی گواہی امریکی ذمہ داران بھی دیتے چلے آئے ہیں لیکن اوباما انتظامیہ ہنوز اسی امید کے سہارے سے ٹیک لگائے کھڑی ہے کہ افغان فورسز پر لگائے گئے اربوں ڈالر کمال دکھا جائیں گے...... ۴ مارچ کو افغانستان کی تعمیر نو کے حوالے سے خصوصی امریکی انسپکٹر جنرل جان سوپکو نے امریکی کانگریس کے سامنے جو رپورٹ پیش کی وہ اوباما انتظامیہ سے ''سہارے چھیننے'' کے مترادف ہے......اُس نے اپنی رپورٹ میں کہا:

''طالبان کے ہاتھوں افغان سیکورٹی فورسز کو بھاری جانی نقصان کا سامنا ہے، جب کہ بڑی تعداد میں افغان اہل کار طالبان کے خوف کے باعث ملازمت سے مستعفی ہو رہے ہیں یا بھگوڑے بن رہے ہیں۔ امریکی فوج نے افغان پولیس اور فوج کی استعداد کے حوالے سے غلط اندازے قائم کیے اور اب طالبان کے ہاتھوں بھاری جانی نقصان کے بعد افغان فورسز منتشر ہونے لگی ہیں۔ اکتوبر ۲۰۱۳ء سے ستمبر ۲۰۱۴ء کے درمیان ۱۳۰۰ افغان فوجی ہلاک اور ۶۲۰۰ زخمی ہوئے۔ جب کہ ستمبر ۲۰۱۳ء سے ستمبر ۲۰۱۴ء کے درمیان ۴۰ ہزار سے زائد سیکورٹی اہل کار ملازمت چھوڑ چکے ہیں اور تمام تر تدابیر کے باوجود اس مسئلے پر قابو نہیں پایا جا سکا''۔

☆☆☆☆☆

16 مارچ: صوبہ ہلمند..................صدر مقام لشکر گاہ شہر..................مجاہدین کے ساتھ پولیس کی شدید جھڑپیں..................23 پولیس اہل کار ہلاک..................13 زخمی

فمنهم من قضى نحبه

عامر عبدالباری

آج کافی عرصے کے بعد دوبارہ اس وادی میں آنا ہوا ہے۔ اس پہاڑی چشمے کے پاس کچھ دیر آرام کے لیے رُکا ہوں جس کے ساتھ بنے معسکر میں میں نے اپنی عسکری تربیت کے مراحل مکمل کیے تھے۔ یہاں بہت کچھ بدل چکا ہے۔ بہت سے نئے چہرے نگاہوں کے سامنے ہیں اور بہت سے چہروں کی تلاش ہے مگر وہ چہرے کہیں نظر نہیں آتے۔

میری نگاہوں کے سامنے وہ سب پرانے مناظر ایک ایک کر کے تازہ ہونے لگے ہیں۔ ہم چار ساتھی دشوار گزار پہاڑوں کے درمیان بہتے ہوئے برساتی نالے میں کافی دیر تک چلنے کے بعد اس سے باہر نکل کر ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلے پر چڑھے۔ سامنے ہی پتھروں سے بے چھت کے کمروں کے طرز پر بنی ہوئی مضبوط دیواریں تھیں۔ ان دیواروں کا آدھا حصّہ ٹیلے کو تھوڑا سا کھود کر اس کے اندر اور آدھا باہر تعمیر کیا گیا تھا۔ دور سے یہ کھنڈرات ہی محسوس ہوتے تھے۔ ہماری باتوں کی آواز سن کر دیواروں کے درمیان سے دو نوجوان اپنے کندھوں پر کلاشن کوف لٹکائے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے باہر نکلے۔ سامنے شبیر بھائی (اللہ انہیں رہائی عطا فرمائے) اور اسید بھائی کے ساتھ چند نئے ساتھیوں کو دیکھ کر ان کے آہستگی سے اُٹھنے والے قدم تیز ہو گئے اور سنجیدہ چہرے خوشی سے کھل اُٹھے۔ بڑی گرم جوشی اور محبت سے گلے لگایا اور ہمارے ہاتھ پکڑ کر چند قدم کی دوری پر موجود دیواروں کی طرف چل دیے۔ جیسے ہی ہم دیواروں کے درمیان پہنچے تو سامنے کا منظر عجیب سحر انگیز تھا۔ دونوں دیواروں کے درمیان ایک خیمے کو کھول کر چھت کے طور پر ڈالا ہوا ہے۔ سامنے کی دیوار کے ساتھ ایک طرف ترتیب سے پیکا، مارٹر گن اور اینٹی ٹینک گن (RR82)، راکٹ لانچر، اور بی ایم لانچر رکھے ہوئے ہیں۔ دروازے کے دائیں جانب کی دیوار کے ساتھ راکٹ لانچر کے گولے اور بی ایم (بلیسٹک میزائل) پڑے ہوئے ہیں۔ کمرے کے درمیان میں زمین پر بچھی ایک بڑی چٹائی پر خوب صورت داڑھیوں سے مزین نورانی چہروں والے مختلف عمروں کے آٹھ دس نوجوان حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ سب کے کندھوں پر اسلحے کے پاؤچ لٹک رہے تھے اور کچھ کی کلاشن کوفیں ان کے سامنے اور کچھ کی دیوار کے سہارے کھڑی ہوئیں تھیں۔

پہاڑی چشمے کے پتھروں سے ٹکرا کر شور مچاتے چھینٹے اُڑاتے شفاف پانی کے شور اور درختوں کے پتوں سے ٹکرا کر آہستہ آہستہ چلتی ہوا کے جھونکوں نے مجھے تین سال پہلے اس وادی میں گزرے وقت میں پہنچا دیا۔ بہت سے بچھڑ جانے والے ساتھی مجاہدین ایک ایک کر کے یاد آنے لگے۔ جن کو میں نے ایک ہاتھ میں کلاشن کوف اور دوسرے میں قرآن لیے، ایمان و یقین اور صبر و استقامت کے اسلحے سے لیس، اللہ کے دین کی سربلندی اور اُمت کے دفاع کے لیے سربکف، راتوں کے تہجد گزار اور دن میں محاذوں پر کفر سے برسرِ پیکار پایا تھا۔ ان کی باتیں ان کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور ان کے ساتھ محاذوں پر گزرے یادگار لمحات کی کلیاں ایک ایک کر کے میرے ذہن میں چٹخنے لگیں ہیں۔

درمیانے قد، مضبوط جسم، انتہائی سنجیدہ چہرے، بارعب اور مسحور کُن شخصیت کے مالک، یہ نوجوان عبدالسلام بھائی (تنویر بھائی) ہیں۔ سنتوں پر عمل کرنے میں ہر دم منہمک، مجاہد ساتھیوں کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ مارٹر چلانے کے ماہر اور ان تھک طبیعت کے مالک ہیں۔ پہلی دفعہ ملنے سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید مسکراتے نہیں ہوں گے، مگر مسکراتے بھی ہیں اور ہنستے ہنساتے اور گپ شپ بھی کرتے ہیں۔

رات کو پہرہ دینے کے بعد صبح نماز فجر، ذکر واذکار اور تعلیم سے فارغ ہوتے ہی نیند کا غلبہ کچھ زیادہ ہی ہونے لگتا تھا اور معمولات فجر اور ورزش کے درمیان ایک گھنٹے کے وقفے کے دوران بے اختیار سو جانے کا دل چاہتا تھا۔ ہم میں سے کوئی اس پتھر پر سر رکھے اونگھ رہا ہوتا تھا تو کوئی اُس درخت کے ساتھ ٹیک لگائے، چادر اوڑھے، سر جھکائے نیند سے جھوم رہا ہوتا تو عبدالسلام بھائی باہر بیٹھے دھیمی آواز میں تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے اور روزانہ فجر کے بعد ایک پارہ تلاوت کرتے تھے۔ ساتھیوں کے اُٹھنے سے پہلے ہی برتن دھو کر ناشتے کی تیاری میں مشغول ہو جاتے۔

ایک دفعہ موٹر سائیکل سے گرنے کی وجہ سے عبدالسلام بھائی کا پاؤں گرم سلنسر سے لگ کر جل گیا اور پاؤں پر بڑا سا زخم بن گیا۔ ایک ساتھی نے ان سے کہا کہ بھائی یہ دوائی زخم پر لگا لیں جلنے کے زخم کے لیے بڑی اچھی دوائی ہے۔ کہنے لگے نہیں بھائی میں یہ دوائی نہیں لگاتا...... کیوں نہیں لگاتے؟ بھائی میں اس زخم پر شہد لگاتا ہوں، کیونکہ شہد کا استعمال سنت بھی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق شہد میں شفا ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ امیر صاحب نے مجھے کہا کہ ڈرم میں پانی ختم ہو گیا ہے، آپ چشمے سے پانی بھر لائیں۔ میں کسی کام میں مصروف تھا تو میں نے کہا کہ یہ تھوڑا سا کام کر کے جاتا ہوں، بس پانچ منٹ۔ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے عبدالسلام بھائی خاموشی سے اُٹھ کر باہر چلے گئے۔ پانچ منٹ بعد جب میں پانی لینے کے لیے باہر نکلا تو ادھر دیکھا اُدھر دیکھا مگر پانی کے گیلن کہیں نظر نہ آئے۔ مگر جیسے ہی سامنے نظر پڑی تو دیکھا کہ

17 مارچ: صوبہ ننگرہار...... خوگیانی اور شیرزاد اضلاع...... مجاہدین اور افغان فوج کے مابین تین روز طویل جھڑپیں...... 10 ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ...... 22 اہل کار ہلاک...... 48 زخمی

نیچے نالے میں چشمے کی طرف سے عبدالسلام بھائی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آرہے ہیں۔ کندھے پر پانی کا سولہ لیٹر والا گیلن رکھے اور بائیں ہاتھ میں پانی کی بالٹی پکڑے پانی بھر کر لا رہے تھے۔ میں جلدی سے نیچے نالے میں اُتر کر ان کی طرف بڑھا کہ بھائی یہ پانی کا بڑا گیلن مجھے دے دیں۔ یہ کہتے ہوئے میں نے پانی کا بڑا گیلن لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو انھوں نے مجھے گیلن دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ چھوٹی بالٹی لے لو میں نے بڑی منت سماجت کی کہ آگے چڑھائی ہے اور آپ کا پاؤں بھی زخمی ہے، مگر نہ مانے۔ مجبوراً میں چھوٹی بالٹی لیے ان کے پیچھے پیچھے چل دیا اور سوچنے لگا کہ عجیب آدمی ہیں کہ پاؤں زخمی ہے اور پھر بھی آرام سے نہیں بیٹھتے کہ کہیں خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے۔

چند روز بعد امیر صاحب نے عبدالسلام بھائی سے کہا کہ کل شام مچہ داد کے امریکی کیمپ پر مارٹر فائر کرنا ہے۔ آپ اپنے ساتھ کچھ ساتھیوں کو لے جائیں اور آج اس کو نصب کر دیں تا کہ کل شام مناسب انداز میں کارروائی ہو سکے۔ جس جگہ پر مارٹر نصب کر کے چلانا تھا وہاں تک پہنچنے کے لیے ۲۵ کلو وزنی مارٹر کو اپنے کندھوں پر اٹھائے پانچ چھ گھنٹے پیدل چل کر جانا تھا۔ پہلے وہاں پر مورچہ کھودنا ہوتا تھا کہ دشمن کی جوابی بم باری سے بچا جا سکے اور پھر مورچہ کھودنے کے بعد وہاں پر مارٹر نصب کرنا ہوتا تھا۔ جب آدھا گھنٹہ پہلے عبدالسلام بھائی نے اپنے زخم پر شہد لگانے کے لیے پاؤں پر بندھی پٹی کھولی تو میں نے دیکھا کہ تقریباً ایک بالشت بڑا زخم تھا۔ مگر آپ نے مارٹر کی بیرل اور اسٹینڈ اٹھائے، کپڑا اور مٹی کا تیل لے کر بیرل کی صفائی میں مصروف ہو گئے۔ دو ساتھی آگے بڑھے کہ ہم صاف کر دیتے ہیں۔ آپ تھوڑا سا آرام کر لیں کہ ابھی سفر پر بھی نکلنا ہے۔ کہنے لگے میں کیسے آرام کر سکتا ہوں جب کہ ہم اس وقت حالت جنگ میں ہیں۔ اگر ہم تھوڑے سے مجاہدین بھی چھوٹے چھوٹے زخموں سے گھبرا کر سست پڑ جائیں اور آرام کرنے لگیں تو ان صلیبی حملوں کے آگے بند کون باندھے گا؟

عبدالسلام بھائی کی شہادت سے کچھ دن پہلے ہم دونوں اپنے مرکز سے اردگرد کے علاقے کا جائزہ لینے اور کارروائیوں کے لیے مناسب جگہیں دیکھنے نکلے۔ واپسی پر اپنے مرکز سے کچھ دور اونچے اونچے پہاڑوں سے اتر کر جب ہم ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ایک چھوٹی سی خوب صورت وادی میں اترے تو بہت زیادہ تھک گئے تھے۔ چنانچہ ہم پہاڑ کے دامن میں بہنے والے پہاڑی چشمے کے پاس ایک درخت کے سائے میں کچھ دیر آرام کے لیے رُک گئے۔ اسی دوران میں سامنے سے کُوچی (خانہ بدوش) کی جھونپڑی سے ایک چھوٹا سا بچہ اپنے گھر کے قریب مجاہدین کو بیٹھا ہوا دیکھ کر ہاتھ میں چائے کی کیتلی لیے دوڑتا آیا اور چائے کی کیتلی اور کپ ہمارے سامنے رکھ دیے۔ ہم لوگ چائے پینے لگے اور وہ بچہ اسلحے سے اپنی محبت کے اظہار کے لیے عبدالسلام بھائی کی کلاشن کندھے پر لٹکا کر اِدھر اُدھر چکر لگانے لگا۔ یہاں کے لوگ عجیب مہمان نواز ہیں۔ اپنی غربت اور تنگی کے باوجود مہمان نوازی اور مجاہدین کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

اس وقت آپ نے سر پر کالا عمامہ رکھا تھا۔ بیٹھے بیٹھے آپ نے سر سے عمامہ کھولا اور دوبارہ باندھنے لگے۔ ایک دو دفعہ کی کوشش کے بعد آپ نے بہت خوب صورت انداز میں باندھا اور اس پر بہت خوش نظر آرہے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ الحمدللہ آج میں نے ایک اور سنت پوری کر لی ہے۔ میں نے پوچھا بھائی آپ نے بیٹھے بیٹھے کونسی سنت پوری کر لی ہے؟ کہنے لگے کہ بغیر آئینہ دیکھے سر پر عمامہ باندھنا۔ چائے پینے کے بعد عبدالسلام بھائی نے اس بچے کا شکریہ ادا کیا اور پیار سے رخصت کر دیا۔ اسی دوران میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم نے اسی چشمے کے ٹھنڈے اور زور و شور سے بہتے شفاف پانی سے وضو کیا، دو رکعات نماز پڑھی اور اپنے مرکز کی طرف روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے آپ نے ترانہ پڑھنا شروع کیا۔

یا حوار الخلود............قد اتاک الشهيد

میں خاموشی سے ان کی خوب صورت آواز سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ اس سے پہلے کبھی میں نے ان کو ترانہ پڑھتے نہیں سنا تھا۔ کچھ دیر بعد جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ بھائی آپ تو چھپے رستم نکلے۔ مگر میں نہیں جانتا تھا کہ وہ واقعی ہی حوروں کو مخاطب کر کے ان کو اپنے استقبال کی تیاری کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ پھر کافی دیر تک وہ یہی ترانہ پڑھتے رہے۔

مجاہدین کے معسکر میں آئے ہوئے میرا دوسرا دن تھا۔ جیسے ہی شام کے سائے طویل ہوئے معسکر سے کچھ دور توپوں کی شدید بم باری، مارٹر شیلنگ اور بھاری اسلحے سے فائرنگ کی آوازوں سے فضا گونج اٹھی۔ مجھے پریشان دیکھ کر خیمے میں موجود ساتھی کہنے لگے کہ بھائی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ابھی دو دن پہلے کارروائی سے واپس آتے ہوئے مارٹر شیلنگ سے جو ساتھی شہید ہوئے ہیں، ان کا انتقام لینے کے لیے آج رات مجاہدین مشترکہ طور پر سرحد کے بالکل ساتھ واقع امریکی کیمپ (مچہ داد)، کینیڈین کیمپ (رخا) اور افغانی کیمپ (مدے شامی) پر بیک وقت کارروائی کرنے گئے ہوئے ہیں۔ جب کبھی مجاہدین کی کارروائی کے نتیجے میں ان صلیبیوں کا نقصان ہو جائے تو یہ اسی طرح شدید جوابی بم باری کرتے ہیں تا کہ کارروائی کرنے والے مجاہدین کو نشانہ بنا سکیں۔ دو تین گھنٹے بعد بم باری رُک جائے گی۔ بس یوں سمجھیں کہ جوابی بم باری صلیبیوں کے نقصان کا تھرمامیٹر ہے۔ کارروائی پر جانے والے ساتھیوں کی تعداد پچیس سے تیس کے درمیان تھی اور انہوں نے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم ہو کر مختلف سمتوں سے چھوٹے بڑے ہتھیاروں سے ان کیمپوں پر حملہ کرنا تھا۔

دو تین گھنٹے گزر گئے مگر بم باری اور فائرنگ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شدید سے شدید ہوتی چلی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد فضا میں امریکی بم بار جیٹ طیارے

17 مارچ: صوبہ دائی کنڈی............ضلع کجران............چوکی پر حملہ............5 سیکورٹی اہل کار ہلاک............کلاشنکوف اور ہیوی مشین گن غنیمت

کان پھاڑ دینے والی آواز کے ساتھ چکر کاٹنے لگے۔ میرے دل کی دھڑکنیں بھی بم باری کے ساتھ ساتھ تیز ہوتی جارہی تھیں۔ ساتھی کہنے لگے لگتا ہے آج ان صلیبیوں کا کوئی بہت بڑا نقصان ہوگیا ہے کہ آج کی جوابی بم باری کچھ زیادہ ہی شدید اور طویل ہوگئی ہے۔ کارروائی پر جانے والے ساتھیوں کے لیے دعا کریں کہ اللہ ان کی حفاظت فرمائے۔ میں خاموشی سے لیٹ گیا مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ مضطرب دل کے ساتھ اللہ سے ساتھیوں کی حفاظت اور بخیر وعافیت واپسی کی دعائیں مانگتا رہا۔ بم باری اور فائرنگ ساری رات جاری رہی اور فجر کی نماز سے کچھ پہلے بالآخر تھمتے تھمتے تھم گئی۔ دن چڑھ آیا سارا دن کارروائی پر جانے والے ساتھیوں کے انتظار میں گزر گیا۔ مخابرے (وائرلیس) پر رابطہ بھی نہیں ہورہا تھا۔ رات کو ریڈیو پر خبریں سنیں تو رپورٹر بتا رہا تھا کہ دو سے تین سو مجاہدین نے بیک وقت تین کیمپوں پر بڑا حملہ کیا اور امریکیوں کی جوابی بم باری سے ڈیڑھ سو مجاہدین شہید ہوئے ہیں۔ پریشانی بڑھتی جارہی تھی کہ کارروائی پر جانے والے ساتھی ہی بیچارے پچیس تیس ہیں یہ سب ہی شہید نہ ہوگئے ہوں۔ چلو سب شہید نہیں تو کچھ شہید اور باقی زخمی تو لازمی ہوئے ہوں گے۔ ساری رات پریشانی میں گزری۔

اگلی صبح کوئی دس گیارہ بجے میں ایک ساتھی کے ساتھ نیچے چشمے پر پانی لینے گیا ہوا تھا کہ پہاڑی ٹیلے کے پیچھے سے آنے والے راستے پر اچانک سات آٹھ نوجوان اپنے سینے پر کلاشن کوفین سجائے اور کندھوں پر راکٹ لانچر اٹھائے ہنستے مسکراتے نمودار ہوئے۔ ساتھیوں کو زندہ سلامت واپس آتا دیکھ کر دل خوشی سے کِھل اُٹھا۔ ہم سب ساتھیوں سے باری باری گلے ملے ان کو کامیاب کارروائی پر مبارک باد دی اور دیگر ساتھیوں کی خیریت اور ان سے اتنی دیر سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ ساتھی کہنے لگے سب ساتھی خیریت سے ہیں۔ اصل میں کل صبح واپسی پر راستے میں آتے ہوئے مقامی لوگوں نے بہت زیادہ اصرار کرکے ہمیں روک لیا تھا کہ پہلے ہمارے پاس کھانا کھائیں، آرام کریں پھر اپنے مرکز کی طرف جائیں۔ مجبوراً رکنا پڑا، تھکے تو ہوئے ہی تھے سو خوب آرام کیا۔ حیرت انگیز طور پر شدید بم باری کے باوجود کوئی بھی ساتھی زخمی یا شہید نہیں ہوا تھا۔ بس ایک ساتھی بچھڑ گیا تھا وہ بھی اگلے دن بخیر و عافیت واپس پہنچ گیا۔ اس کارروائی کے حقیقی احوال اور میڈیا رپورٹنگ نے میڈیا کے دجل وفریب اور جھوٹ کے جال کا ایک اور پردہ چاک کردیا۔

کارروائی سے واپس آنے والے ساتھیوں میں ایک دُبلا پتلا چھوٹی عمر کا ساتھی بھی شامل ہے۔ چہرے پر ابھی مکمل داڑھی نہیں آئی، صاف رنگت، آنکھوں پر عینک لگائے، پُر رونق چہرے پر ہر وقت خوبصورت مسکراہٹ سجائے، نفیس طبیعت کے مالک یہ سترہ سالہ عبدالرحمٰن بھائی ہیں۔ سترہ سال......ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے۔ اس کے تو ہنسنے کھیلنے کے دن ہیں۔ مگر یہ نوجوان اس عمر میں بھی یہ جانتا ہے کہ اس وقت ہم پر جہاد فرضِ عین ہے......بس اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس اس کو اس فرضِ عین کی ادائیگی کے لیے تیسری جنگ عظیم کے میدانِ کارزار خطہ خراسان میں لے آیا ہے۔ عجیب ایمان افروز شخصیت کا مالک تھا۔ نماز کا وقت ہے، ساتھیوں نے نماز کے لیے صفیں ترتیب دے لیں اور کہا کہ عبدالرحمٰن بھائی آپ جماعت کروائیں۔ سب سے چھوٹے ہیں مگر حافظ قرآن ہیں۔ نماز کی پہلی رکعت میں عبدالرحمٰن بھائی نے خوب صورت انداز میں سورۃ الرحمٰن کی تلاوت شروع کی۔ مگر آواز رُندھنے لگی اور پھر ہلکی ہلکی سسکیاں بھی بلند ہونے لگیں۔ کچھ ہی دیر بعد یہ سسکیاں باقاعدہ رونے میں بدل گئیں اور مزید تلاوت کا جاری رکھنا مشکل ہوگیا۔ یہ نوجوان نماز میں تلاوت قرآن کے دوران رو رہا تھا......اس قدر چھوٹی عمر میں یہ خشوع؟؟؟ سبحان اللہ!

ہماری عسکری تربیت کے دوران ہی مختلف کارروائیوں کے لیے تشکیلات بھی جاری رہتی تھیں۔ دشوار گزار پہاڑی راستوں پر پیدل کئی گھنٹوں کا سفر طے کرکے کارروائی کے مقام پر پہنچنا ہوتا تھا۔ راستے کی مشکلات کا اِدراک رکھنے کے باوجود عبدالرحمٰن بھائی خواہش رکھتے تھے کہ ہر کارروائی کے لیے ان کی بھی تشکیل کی جائے۔ عسکری علوم کی کلاس کے بعد کچھ دیر آرام کا وقفہ ہوتا تھا۔ مگر عبدالرحمٰن بھائی آرام کرنے کے بجائے جن ساتھیوں کی تجوید ٹھیک نہیں ہوتی تھی ان کو بڑے دل نشین انداز میں تجوید سکھانے میں مصروف ہوجاتے تھے۔

ہر ساتھی کے ساتھ انتہائی ادب سے پیش آتے تھے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے مگر اس کا سلیقہ بھی جانتے تھے۔ اتنی سی عمر میں دینی کتب کا زبردست مطالعہ کررکھا تھا۔ اور بہت سے موضوعات پر گفتگو کے دوران اپنی بات کو قرآن وحدیث سے دلائل کی روشنی میں پیش کرتے تھے۔ عربی زبان میں بھی اچھی گفتگو کرلیتے تھے۔ ساتھیوں کو اکثر عربی ترانے اور ان ترانوں کا ترجمہ کرکے سناتے رہتے تھے۔ عبدالرحمٰن بھائی کا پسندیدہ عربی ترانہ

تمنّى بنفس الأبي الأبية   وأمنية الحر لقيا المنية

تھا، جو وہ اکثر دھیمی آواز میں پڑھتے رہتے تھے۔ کسی ساتھی نے ان کو غصّے کی حالت میں نہیں دیکھا تھا اور نہ کسی ساتھی کو ان سے کوئی شکایت تھی۔ سب ساتھیوں نے عبدالرحمٰن بھائی کو سنتوں پر ہردم عمل پیرا اور نیکیوں میں سبقت کرنے والا پایا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

’’اللہ کے قانون پر رائے زنی نہیں ہونی چاہیے۔ لوگوں کو یہ اختیار دینا کہ چاہیں تو شریعت نافذ کریں اور چاہیں تو نا کریں، اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ عقیدہ توحید کی سمجھ میں بہت بنیادی نقص موجود ہے‘‘۔

شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

17 مارچ: صوبہ ہلمند......ضلع نوزاد......مجاہدین کے حملے......فوجی مرکز اور 5 چوکیاں فتح......20 اہل کار ہلاک

ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!

انجینئر ابومحمد

جدید صلیبی ٹیکنالوجی کو نا قابل تسخیر سمجھنے والوں کے لیے میدان جہاد کے چشم کشا تجربات کی روداد...... یہ تحریر ہلمند کے محاذ پر صلیبی افواج کو ناکوں چنے چبوانے والے مجاہد نے قلم بند کی!

زیست کی راہوں میں آبلہ پائی کا تجربہ اگر چہ ایک صبر آزما مرحلہ ہے لیکن جو اسے عبور کرلے وہی جانتا ہے کہ منزل پر پہنچنے کا مزہ کیا ہے! اپنی کوشش، لگن اور جہد مسلسل میں آبلہ پائی کے بعد ہماری محنت رنگ تو لے آئی مگر بقول شاعر'' ایک اور دریا کا سامنا تھا مجھے منیر...... میں اک دریا کے پار اترا تو دیکھا......

اس ڈیوائس کا کامیاب تجربہ ابھی ہماری اگلی منزل کی صورت میں آگے منتظر تھا۔ کام یہ بھی سہل نہ تھا اور اس کام کے لیے بھی ہمت وحوصلہ درکار تھا...... لہٰذا تمام ہمت اور ولولہ کو مجتمع کر کے تجربہ کی منزل پا لینے کے لیے مناسب ماحول اور موزوں جگہ کی تلاش شروع کردی۔ اس تجربہ کی اہمیّت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس ڈیوائس سے جہاں دشمن کے پرخچے اڑانے تھے وہیں تھوڑی سی غلطی اپنے ہی مجاہدین کے لیے بھی خطرناک اور جان لیوا ہوسکتی تھی۔ خیر ہم نے تو ۲۰۰ ریموٹ کنٹرول اس لیے تیار کیے تھے کہ افغانستان میں جابجا علاقہ جات میں تقسیم کر کے وہاں ان کی کارکردگی معلوم کرلیں، اچھے نتائج مل جانے کی صورت میں ان کو ہزاروں کی تعداد میں تیار کیا جائے اور کمی بیشی کی صورت میں ان پر مزید محنت کی جائے۔

تلاش بسیار اور کرمِ پروردگار:

ہم تیاری کے دوران میں میز پر رکھ کر تو wks کو جانچ ہی چکے تھے لیکن میدان جنگ میں جانچنے کا تجربہ باقی رہ گیا تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ خود اسے استعمال کر کے دیکھیں اور یہ بھی جانتے تھے کہ دنیا کے بہت سے انجینئر اپنے تجربے ہی کے دوران میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اب ہم مناسب جگہ اور افراد کی تلاش میں تھے جس کے ذریعے یہ تجربہ عملی میدان میں کیا جاسکے۔ تلاشِ بسیار کے بعد ہمیں حاجی صابر جیسا عظیم کمانڈر مل ہی گیا۔

ہم نے کمانڈر حاجی صابر صاحب کو اپنی 'ایجاد' کے متعلّق تفصیل سے بتلانا شروع کیا کہ محترم حاجی صاحب ہم مجاہدین اسلام کے ہاتھوں کو مضبوط اور دفاع کو نا قابل تسخیر بنانے کی خواہش رکھتے ہیں اور ہماری تیار کردہ ڈیوائس مجاہدین کو مضبوط کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ ہم نے wks کے فوائد بتائے کہ کس طرح اس کو بارود کے ساتھ منسلک کر کے زمین میں دبا کر اور دور کسی جگہ مخفی انداز میں بیٹھ کر چلانے سے امریکی اور صلیبی اتحادی اور مقامی فوجی اپنی دیوہیکل گاڑیوں سمیت ہوا میں اچھل کر پارہ پارہ ہوجائیں گے۔

حاجی صاحب نے ہماری بات پوری توجہ سے سنی، دوران گفتگو ان کے چہرے پر جذبات کے اتار چڑھاؤ سے ان کی خوشی اور مسرت کا اندازہ ہو رہا تھا۔ جب ہم نے بات مکمل کرلی تو حاجی صاحب وارے نیارے ہونے والی کیفیت میں دکھائی دے رہے تھے اور فرط جذبات سے سرشار ہو کر کہنے لگے:

''انجینئر صیب! یہ مسئلہ ہی حل ہوگیا''!

مگر اتنا کہہ کر وہ ایک دم خاموش ہوگئے اور گہری سوچ میں پڑ گئے۔ اب ہم ان کے جواب پر جو پرامید ہو چلے تھے ان کی خاموشی پر ہونقوں کی طرح منہ کھولے ان کے اگلے جملوں کا انتظار کرنے لگے۔ مختصر سے مراقبہ کے بعد حاجی صاحب گویا ہوئے:

''نا انجینئر صیب نا!''......

ہم حیران رہ گئے اور پوچھا:'' حاجی صاحب کیوں؟ کیا ہوا؟''......

حاجی صاحب گویا ہوئے:

''دیکھیں ہم اس وقت راکٹ، پیکا اور کلاشن کوف سے لڑ رہے ہیں جس میں ہماری امید سے کم کامیابیاں ملتی ہیں، بارود اور ڈیوائس کے ملاپ سے جب دشمن کی گاڑیاں اپنے سواروں سمیت اڑیں گی تو اگر چہ دشمن کو شدید مالی وجانی نقصان ضرور ہوگا لیکن اس ڈیوائس کو ہمارے قدرے ناخواندہ اور روایتی اسلحہ میں مہارت رکھنے والے ساتھی کیونکر استعمال کرسکیں گے؟ یہ تو ان کے لیے بہت مشکل کام ہے کیونکہ وہ الیکٹرونکس کی ابجد سے بھی واقف نہیں اور روایتی ہتھیاروں ہی سے کام لینا جانتے ہیں۔ استاد جی! آپ تو جانتے ہیں کہ ہم لوگ پڑھائی لکھائی کے میدان میں زیادہ تیز نہیں ہوتے، پھر ہم جیسے بھلا یہ 'کوڈ موڈ' کہاں لگاتے پھریں گے اور مخابرے پر اسے کیسے فٹ کریں گے؟''

میں نے سر کھجاتے ہوئے کچھ سوچا اور پھر پورے عزم کے ساتھ حاجی صاحب کو قائل کرتے ہوئے تسلی دی اور کہا:

''حاجی صاحب تو کچھ مسئلہ ہی نہیں ہے۔ اس ڈیوائس کا استعمال بالکل آسان ہے، آپ کے ساتھیوں کو سمجھانا اور ان کی تربیت کرنا آپ ہم پر چھوڑ دیں، ہم اپنے مجاہد بھائیوں کو چند ہی دنوں میں اس ڈیوائس کا استعمال میں ماہر بنا دیں گے۔ آپ بس wks کو میدان جنگ میں استعمال کرنے کا پروگرام ترتیب دیں۔''

18 مارچ: صوبہ ہلمند..........صدر مقام لشکر گاہ شہر..................فدائی مجاہد نے اعلیٰ حکومتی اہل کاروں پر شہیدی حملہ کیا..................صوبائی ترجمان سمیت متعدد اعلیٰ عہدے دار ہلاک اور زخمی

حاجی صاحب نے میری طرف دیکھا اور پھر چیلنج کرتے انداز میں بولے:

''استاد جی! دیکھ لو! آپ کو خوب معلوم ہے کہ ہمارے سادہ سے بھائی ایسے تکنیکی جھنجھٹ میں کتنی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں!''۔ میں نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں، اس ذات باری تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال رہی تو تمام مسائل دور ہو جائیں گے، آپ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پروگرام بنائیں تاکہ ہم بہتر نتائج مل جانے کی صورت میں مزید ریموٹ ڈیوائسز تیار کر سکیں۔

نظر جن کی خدا پر ہوا!

حاجی صاحب میری بات سمجھ چکے تھے اور اُنھوں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے ساتھیوں کو تربیت دلوانے اور wks کا تجربہ کرنے کی حامی بھر لی۔ اور کہا کہ میں اپنا ایک ساتھی آپ کے پاس بھیجوں گا آپ لوگ اس کو wks اچھی طرح استعمال کرنا سکھائیں اور واپسی پر اس کو جتنے پیس بھی دینا چاہیں دے دیں، ہم آپ لوگوں کو تجربہ کر کے کارکردگی بارے بتائیں گے، ان شاء اللہ۔

پھر کچھ دنوں بعد کمانڈر حاجی صابر صاحب کا بھیجا ہوا ساتھی دور دراز کے علاقے سے ہمارے پاس آنے کے لیے رخت سفر باندھ چکا تھا۔ ہم نے اس کے آنے کی اطلاع ملتے ہی اپنے مزید اطمینان کے لیے ۲۰۰ کے ۲۰۰ wks ریموٹ کنٹرولز کی ازسر نو جانچ پڑتال کرنا چاہی تاکہ عملی تجربہ نہ سہی قریب قریب تسلی تو ہو جائے کہ ہم کس قدر مطمئن ہو کر یہ 'ایجاد' میدان جنگ میں روانہ کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ہم نے قریبی پہاڑی کا رخ کیا۔ پہاڑی پر پہنچ کر ہم نے ایک جگہ wks اور اس کے ساتھ بارود اٹیچ کیا اور ایک اونچی ٹیکری پر بیٹھ کر مخابرہ کی ٹون wks کی ترتیب کے مطابق دی لیکن بارود بلاسٹ نہ ہوا۔ ہم بہت پریشان اور غم زدہ ہو گئے کیونکہ ہم نے بہت محنت کر کے اس کام کو یہاں تک پہنچایا تھا اور آخر میں عملی تجربہ کے دوران میں نتیجہ بالکل مایوس کن تھا۔ جب کہ لیب میں تمام wks بالکل صحیح نتائج دے چکے تھے اور لیب ٹیسٹ کے بعد ہی ان کو فیلڈ میں جانچنے کے لیے لایا گیا تھا۔

سب سے زیادہ پریشانی ہمیں اس بات کی ہو رہی تھی کہ حاجی صاحب کی جانب سے ساتھ ہماری طرف آ رہا ہے اور حاجی صاحب سمیت دیگر کمان دان میں شدت سے wks ریموٹ کے منتظر تھے۔ ہمیں اس بات کا احساس پشیمانی اور شرمندگی کے ملے جلے تاثرات سے نڈھال کیے دے رہا تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ہوئی کہ ہمارے ذہن میں آ گیا کہ افغانستان میں عملی محاذ جنگ پر بھیجنے سے قبل اس ڈیوائس کی جانچ کر لی جائے تاکہ عملی کام کے دوران میں کسی خفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ورنہ یہ تمام ڈیوائسز اگر میدانِ جنگ میں جا کر ناکام ہو جاتیں تو بڑی ناکامی بھی ہوتی اور شرمندگی بھی کیونکہ مجاہدین کے خطروں میں گھرے ماحول کے اندر بارود بنانا اور کوششیں کرنا سب رائیگاں چلا جاتا، پھر حاجی صاحب بھی بدظن ہو جاتے اور طرح طرح کے واہموں اور وسوسوں کا شکار ہو جاتے۔ بہر حال ہم ٹیکری سے ڈھلوان کی جانب اترے اور مائن کے پاس پہنچ کر اس کو وہاں سے نکالا اور wks کا معائنہ شروع کر دیا۔ اس کا بغور جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں مائن کو بلاسٹ کرنے والا کوڈ ہی موجود نہ تھا[کمپیوٹر سے آئی سی میں ڈالا گیا کوڈ خود بخود ڈیلیٹ ہو چکا تھا]اسی طرح تمام حاضر سٹاک کے کوڈز چیک کیے تو تمام ڈیلیٹ ہو چکے تھے۔ بس پھر کیا تھا، ہم بھاگم بھاگ اپنی لیب میں آئے، جہاں wks لینے والا ساتھی بھی پہنچ چکا تھا۔ ہم نے اُسے اس نقص کے بارے میں نہیں بتایا اور تین دن تک ایک ساتھی کے ذمہ لگایا کہ وہ آنے والے بھائی کو wks چلانے کی تربیت دیتا رہے۔

اسی دوران میں کافی بحث مباحثہ کے بعد Sوالا پروجیکٹ منسوخ کر کے نئے سرے سے WK والے پرانے نسخہ پر عمل درآمد شروع کر دیا جو کہ بغیر کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کیا جا سکتا تھا۔ ہم اس کے ۲ عدد نمونے تیار کرنے میں کامیاب بھی ہو چکے تھے۔ اس سہل طریقہ کو اختیار کرنے کے مکمل ارادہ کے بعد رات کو سب سو گئے اور ترتیب کے مطابق فجر کی نماز کے بعد اپنے کام میں جت گئے۔ دن گیارہ بجے تک ہم آپس میں مذاکرہ کرنے کے بعد پرزہ جات فائنل کر کے کاغذ پر ان کا نقشہ بنا چکے تھے۔ ۱۱ بجے K کو مارکیٹ روانہ کر کے اُسے ۲۰ عدد پی سی بی بنوا کر لانے کا کہا تاکہ آنے والے مہمان کو کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جا سکے۔ K رات ۸ بجے تک مطلوبہ سامان لے کر پہنچ گیا، اس کے بعد پرزہ جات کی جڑائی اور رسیور کی ٹیوننگ وغیرہ سمیت جملہ کام رات ۲ بجے تک مکمل ہوا اور ہم ۲۰ عدد نمونے تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان نمونوں میں کمپیوٹر پروگرامنگ کے ذریعے کوڈ وغیرہ ڈالنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی اور یہ سب کام مینوئل تھا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''اے مجاہد! جان رکھو کہ تم شام کے جہاد کے لیے اس لیے نکلے تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ سربلند ہو جائے اور کافروں کا کلمہ سرنگوں، سو اپنا راستہ گم مت کر بیٹھو اور اپنا رخ مت پھیرو۔ بچو اس چیز سے کہ کچھ قائدین اپنے اقتدار، القاب، مناصب اور ذاتی مقاصد کے حصول کے لیے تمہیں استعمال کر جائیں۔ چنانچہ اگر میں بھی تمہیں اپنے مجاہد بھائیوں پر زیادتی کا کہوں تو ہرگز میری اطاعت نہ کرنا۔ اور اگر میں تمہیں کہوں کہ خود کو اپنے بھائیوں کے مابین اڑا دو تو ہرگز میری اطاعت نہ کرنا بلکہ میری بات کو ٹھکرا دینا، کیونکہ میں قیامت کے دن تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا''۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی شامی مجاہدین کو نصیحت

19 مارچ: صوبہ لوگر............ضلع چرخ............مجاہدین کی دن بھر جاری رہنے والی عملیات............9 فوجی ہلاک

ملا راز محمد خنجریؒ......ایک زندگی، ایک بندگی

عبدالرؤف حکمت

ملا راز محمد خنجریؒ کے والد کا نام حاجی خان محمد اور دادا کا نام لعل گل ہے۔ان کا تعلّق پشتون قبیلے ''سلیمان خیل'' سے تھا۔ وہ صوبہ پکتیا میں ضلع ڈیلی، دشت لوڑ گی کے ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔انہوں نے دس سال کی عمر میں دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ ۲۲ سال کی عمر یعنی کیمونسٹوں کی بغاوت تک دینی علوم میں مصروف رہے۔انہوں نے غزنی کے ضلع ناوہ اور مقر میں بادینی کے سرحدی علاقے اور دیگر مختلف جگہوں کے علاقائی مدارس میں پڑھائی کا آغاز کیا۔ جب انقلاب ثور کے بعد پورے افغانستان میں کمیونسٹوں کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا تو ملا راز محمد خنجری اس وقت نوجوان تھے،انہوں نے اپنی دینی تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور کمیونزم کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کر دیا۔

کمیونسٹوں کے خلاف جہاد:

ملا راز محمد خنجری نے پہلی مرتبہ پکتیکا کے ایک جہادی کمانڈر رسید امیر کی قیادت میں جہاد کا آغاز کیا تھا۔کہا جاتا ہے کہ نوجوانی کے ایام میں ان کے پاس بندوق خریدنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔اس لیے انہوں نے ایک خنجر خرید لیا تھا، جسے وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔اسی خنجر کی وجہ سے وہ خنجری کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔انہوں نے پہلی مرتبہ اس کارروائی میں شرکت کی، جو زابل ضلع شملزو کے مضافات میں درخت یحییٰ کے علاقے میں کمیونسٹ فوج کے ایک مرکز پر کی گئی تھی۔ بعد از اں زابل اور پکتیکا کے سرحدی علاقوں میں بھی بہت سی کارروائیوں میں حصّہ لیا اور اپنی جرأت، بہادری اور جہادی مہارت کی وجہ سے علاقائی سطح پر ایک ممتاز مجاہد کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔کیمونسٹوں کے خلاف شروع ہونے والے جہاد کو ابھی چار سال ہوئے تھے کہ وہ افغانستان میں بننے والی مولوی محمد نبی محمدی کی ایک تنظیم حرکت انقلاب اسلامی میں ایک مستقل کمانڈر کی حیثیت سے متعین کیے گئے۔ وہ کمیونزم کے خاتمے تک اپنے علاقے میں ایک فعال کمانڈر کی حیثیت سے فعال رہے۔سیکڑوں مجاہدین ان کے زیر کمان رہے اور بڑی تعداد میں کارروائیاں کیں۔

سوویت یونین کے خلاف جہاد کے دور میں ملا راز محمد خنجری کے زیر کمان مجاہدین کا مرکز پکتیکا ضلع شنکی غرہ کے علاقے زرگلانہ میں تھا۔یہیں سے آس پاس کے علاقوں میں کارروائیوں کے لیے گروپ بھیجے جاتے تھے۔کٹواز تک کے مضافاتی علاقے ان کی کارروائیوں کی رینج میں رہے،مگر ان کی زیادہ توجہ گواشتی اور پتنی غرہ کے علاقوں پر تھی۔ کیوں کہ کٹواز اور غزنی ضلع ناوہ سے واز یخوا کی جانب سے دشمن کو رسد کی فراہمی انہیں دو علاقوں سے ہوتی تھی۔ان کے جہادی کارناموں کے بہت سے واقعات مشہور ہیں۔ یہاں ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں

انہوں نے ساتھیوں کو بتایا کہ روس کے خلاف جہاد کے دور میں ایک مرتبہ ضلع واز یخوا کی مغربی جانب زنگلی کے علاقے میں سوویت فوجیوں سے ہماری جھڑپ ہوگئی۔ شدید لڑائی میں ہم ایک باران کے مورچوں کے بہت قریب پہنچ گئے۔مَیں روسیوں کے مورچے کے انتہائی قریب تھا کہ میری گولیاں ختم ہوگئیں۔سامنے مورچے میں ایک روسی فوجی کو دیکھا تو اسے پتھر دے مارا۔اس نے فوراً دستی بم پھینکا۔ بم میرے بہت قریب آ گرا۔لیکن مَیں نے اس کے پھٹنے سے پہلے ہی اُسے اٹھا کر واپس اسی مورچے کی طرف اچھال دیا۔ بم گرتے ہی پھٹا اور روسی فوجی اپنے ہی بم کا شکار ہو گیا۔ان کا کہنا تھا کہ اس جنگ میں ہم نے تیرہ فوجی مارے اور تمام مرنے والے فوجیوں کا اسلحہ بھی غنیمت میں لے لیا۔

ملا راز محمد خنجری روس کے خلاف جہاد کے دور میں ایک فعال مجاہد رہنما تھے۔ انہوں نے واز یخوا کے ضلعی مرکز، خٹک کلا، ضلع خوشامند، فیضکی کلا، ضلع خیر کوٹ مرکز، ناوہ کے مضافاتی علاقے اور آس پاس کے دیگر علاقوں کی فتوحات میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ اسی طرح نجیب حکومت کے دور میں غزنی ضلع ناوہ کے گاؤں سرہ کلی میں دشمن کے اہم مورچوں پر، غزنی، زابل اور پکتیکا کے مجاہدین کے ساتھ مشترکہ کارروائیاں بھی کیں۔ان تمام کارروائیوں میں ان کا کردار نمایاں رہا۔

تحریک اسلامی طالبان میں شمولیت:

کمیونزم کے خلاف جہاد مکمل ہونے پر ملا راز محمد خنجری نے اسلحہ رکھا اور اپنی ادھوری تعلیم کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ وہ تنظیمی لڑائیوں کے پورے دورانئے میں اپنی پڑھائی میں مشغول رہے۔ جب طالبان کی تحریک اٹھی، اس وقت طالبان قندہار سے غزنی کی جانب جا رہے تھے۔ وہ غزنی کے علاقے 'مقر' میں اپنے کئی ساتھیوں سمیت طالبان سے مل گئے۔انہوں نے اپنا سارا اسلحہ، اہم وسائل، دو گاڑیوں سمیت ایک ٹینک طالبان تحریک کے حوالے کر دیا۔غزنی کے حملے کے بعد انہیں اسی شہر میں ایک عسکری گروپ کی قیادت سونپ دی گئی، مگر وہ اکثر اوقات اپنے گروپ کے ساتھ میدان شہر کے جنگی خط پر رہے۔ میدان شہر اور کابل کے درمیان طالبان کا ایک جنگی خط تھا۔انہیں شیر عالم چیک پوسٹ نامی ایک مرکز پر حملے کے وقت پاؤں پر زخم لگ گیا۔مجاہدین کی رہ نمائی ایک اور

19 مارچ: صوبہ لوگر.................ضلع محمد آغہ.................بارودی سرنگ دھماکہ.................ایک ٹینک اہل کار ہلاک

ساتھی ملاعبدالقہار نے اپنے ذمے لے لی۔ ملاعبدالقہار نے کابل کی فتح تک یہ ذمہ داری نبھائے رکھی۔ جب کابل فتح ہوا تو ملاعبدالقہار تھوڑے عرصے بعد شمال کی جنگوں میں شہید ہوگئے۔ ملا راز محمد خنجری نے ذمہ داری ایک بار پھر خود سنبھال لی۔ انہوں نے اسلامی تحریک طالبان کے دور میں بہت سے محاذوں پر خدمات انجام دی تھیں۔ وہ اپنے گروپ سمیت طالبان کے اس عظیم قافلے کے ساتھ تھے، جو ۱۹۹۸ء میں درہ سالنگ کے ٹنل سے نکلا اور پل خمری کی فتح کے بعد قندوز پر قابض ہوگیا۔

ملا راز محمد خنجری کو قندوز میں کچھ عرصہ مزاحمت کے بعد دشمن کے طیاروں کی ایک بم باری میں سر اور ہاتھ پر زخم لگے۔ انہیں علاج کے لیے کابل شہر بھیج دیا گیا۔ ملا صاحب شفایابی کے بعد ایک عسکری بریگیڈ کے ذمہ دار کی حیثیت سے متعین کیے گئے۔ اس کے بعد لغمان میں اس وقت تک عسکری بریگیڈ کے ذمہ دار رہے، جب تک امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا۔

امریکیوں کے خلاف جہاد:

جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو امارت اسلامیہ نے شہروں سے پسپائی اختیار کر لی۔ ملا صاحب بھی اپنے ساتھیوں سمیت اپنے علاقے میں واپس آ گئے۔ انہوں نے کچھ مہینے گزرنے کے بعد جہادی تحریکات کا آغاز کیا اور اپنے علاقے میں مجاہدین کی پھر سے صف بندی کر کے جارحیت پسندوں کے خلاف چھاپہ مار حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انہیں اس دور میں کٹھ پتلی انتظامیہ کی جانب سے بار بار دعوت دی گئی کہ حکومتِ کابل سے مل جائیں۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک سابق جہادی کمانڈر کابل انتظامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے اُن سے ملا اور کہا کہ امریکیوں سے مقابلہ ناممکن ہے۔ اس لیے آئیں اور نئی حکومت میں شامل ہو کر جہاد کا وقت آنے کا انتظار کریں، مگر خنجری صاحب نے کہا کہ مَیں کفر کے خلاف اسلحہ کندھے سے نہیں اتاروں گا۔ مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ گن اور کمر بند کے ساتھ ہی اس دنیا سے چلا جاؤں۔

امریکہ کے خلاف جہاد کے ابتدائی سالوں میں پکتیکا کے عمومی جہادی ذمہ دار مولوی عبدالکبیر اور ملا خنجری اپنے علاقے میں نمایاں عسکری ذمہ دار کی حیثیت سے ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ اس وقت وہ اور ان کا خاندان دورافتادہ پہاڑی علاقے میں خیموں میں رہ رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ خفیہ طور پر جہادی کارروائیوں کی رہ نمائی کر رہے تھے۔ مجاہدین نے ان کی قیادت میں جارحیت کے ابتدائی دنوں میں ضلع وازیخوا فتح کر لیا اور بڑی مقدار میں اسلحہ دشمن سے غنیمت میں ملا۔ وازیخوا کے علاوہ پکتیکا کے ڈیلہ، ترور، خوشامند اور جانی خیل کے اضلاع میں بھی بہت سی کارروائیاں کیں، جن میں دشمن کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی پورے علاقے میں جہادی کارروائیاں دوبارہ زندہ ہوگئیں۔

ملا خنجری کی شہادت:

خنجری شہید روس کے خلاف جہاد کے دور میں بھی ایک نمایاں مجاہد رہے اور انہوں نے امریکیوں کے دور میں بھی جہادی پرچم اٹھائے رکھا۔ انہیں وازیخوا اور آس پاس کے تمام اضلاع میں بہت شہرت اور اعتماد حاصل تھا۔ بہت سے نوجوان انہی کی دعوت پر جہادی صف میں داخل ہوگئے۔ امریکی ان کے طریقہ کار سے ڈر گئے تھے، اس لیے ان کی کوشش تھی کہ جس قیمت پر بھی ہو ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ بالآخر ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو امریکیوں نے ان کا ٹھکانہ معلوم کر کے ایک وحشیانہ چھاپے میں انہیں شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

خنجری صاحب کے جانشین حاجی محمد عمر حنفی، خنجری صاحب کی شہادت کے عینی شاہد ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس وقت خنجری شہید کا خاندان وازیخوا کے دورافتادہ پہاڑی علاقے میں ایک خیمے میں مقیم تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ موٹر سائیکل کے لیے تیل لے کر آؤ۔ ان کا جہادی سفر کا ارادہ تھا۔ صبح کا وقت تھا، خنجری صاحب نے اسی روز سیٹلائٹ فون پر ساتھیوں سے گفتگو کی تھی۔ شاید اسی لیے امریکیوں کو ان کا مقام معلوم ہوگیا تھا۔ مَیں ان کے مقام سے چند کلومیٹر دور ایک بلند علاقے میں تھا، جہاں سے خنجری صاحب کے رہائشی خیمے نظر آ رہے تھے۔ مَیں چاہ رہا تھا کہ چھوٹے وائرلیس سے ان سے رابطہ کروں۔ اچانک امریکی جنگی ہیلی کاپٹر فضا میں نظر آنے لگے اور خنجری صاحب کے گرد چاروں طرف پیادہ فوجی اتار دیے۔ امریکی فوجی اور نیشنل آرمی کے اہل کار آہستہ آہستہ خنجری صاحب کے گھر کے قریب ہوتے گئے اور پھر اچانک فائرنگ شروع ہوگئی۔ دوطرفہ فائرنگ بہت دیر تک جاری رہی۔ جنگ کے بعد فائرنگ ختم ہوئی اور امریکی ہیلی کاپٹر واپس چلے گئے۔ مَیں اس علاقے میں پہنچا تو دیکھا کہ امریکیوں نے شدید وحشت ڈھائی ہوئی تھی۔ وہاں کئی خیمے تھے، جہاں خنجری صاحب کا بڑا خاندان مقیم تھا۔ بچوں اور خواتین کے سمیت خاندان کے سات افراد شہید ہوگئے تھے۔ خنجری صاحب کے خاندان کے افراد نے بتایا کہ وہ اپنے خیمے میں چھوٹے بچے اور بچی کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے کہ امریکی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں آنے لگیں۔ خنجری صاحب نے راکٹ لانچر اٹھا کر اس میں راکٹ فٹ کر دیا۔ پھر اپنے گرد ایک کمبل لپیٹا، جس میں انہوں نے راکٹ لانچر چھپایا ہوا تھا۔ وہ اسی حالت میں خیمے سے باہر نکل پڑے۔ اس دوران بیرونی اور داخلی فوجی خیمے کے قریب آ گئے۔ ان میں عنایت کلیوال نامی کیمپین کا سربراہ بھی تھا۔ اس نے مائیکروفون پر اعلان کر کے خنجری صاحب سے کہا کہ خود بہ خود خیمے سے باہر آ کر سرنڈر کر دو۔ اپنے خاندان کا لحاظ کرو۔ خنجری صاحب نے انتہائی سرعت سے کمبل سے راکٹ لانچر نکالا اور فوراً ان پر گولہ فائر کر دیا۔ جس سے وہ سب ایک ہی فائر میں ہلاک ہوگئے۔ اس کے فوراً بعد خنجری صاحب کے جوان بیٹے بشیر احمد اور بھتیجے طاؤس نے بھی ایک ٹیلے پر مورچہ سنبھالا

22مارچ: صوبہ ہلمند.........ضلع سنگین.........مجاہدین کے حملے اور بارودی سرنگ دھماکے.........12 فوجی ہلاک.........2 زخمی.........ایک ٹینک بھی تباہ

اور لڑائی شروع کردی۔ چند فدائی مجاہدین اور مسلح افواج کے درمیان یہ جنگ بہت حیران کن تھی۔ مرد خنجری صاحب کی قیادت میں لڑتے رہے، جب کہ خواتین اور بچے انہیں اسلحہ پہنچاتے رہے۔ جب خنجری صاحب شہید ہوگئے تو خواتین نے اسلحہ سنبھال لیا اور امریکی فوجیوں سے آخری گولی تک لڑتی رہیں۔ اس جنگ میں خنجری صاحب سمیت ۸، افراد شہید ہوئے تھے، جن میں تین خواتین بھی شامل تھیں۔ واضح رہے اس سے قبل روس کے خلاف جنگ میں بھی ان کے خاندان کے ۷ افراد شہید ہوئے تھے۔ اس معرکے میں امریکیوں کے بھی کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے تھے۔ ایک ہیلی کاپٹر کو بھی نقصان پہنچا۔ امریکی ان کا جسد خاکی اپنے ساتھ ارگون امریکی ائیربیس لے گئے اور وہاں سے پکتیکا کے مرکز شرنہ منتقل کردیا۔ وہ ان کی لاشیں خاندان کے حوالے نہیں کرنا چاہتے تھے، مگر چند دن گزرنے کے بعد علاقے کے بڑے لوگوں کی درخواست پر ۹ دن بعد ان کا جسد خاکی خاندان کے حوالے کردیا گیا۔

اس طرح پکتیکا میں ایک دورافتادہ علاقے میں وہ گمنام مجاہد اپنی جدوجہد والی زندگی گزارنے کے بعد خالق حقیقی سے جاملا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اسلام کی دفاع اور سربلندی کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

☆☆☆☆☆

بقیہ: ایمان کے ڈاکو

متاخرین مورخین اور باحثین کا عام رجحان ہے کہ ایمان پر ڈکیتی کا آغاز ساتویں صلیبی جنگ کے بعد ہوا۔ جب فرانس کا بادشاہ ۱۲۴۹ء میں گرفتار ہوا اور اسے فدیہ دے کر چھڑا لیا گیا، اگرچہ وہ دوسرے حملے میں قتل کردیا گیا، مگر گرفتاری کے بعد منصورہ، مصر کے جیل خانے میں وہ یہی سوچتا رہا کہ آخر مسلمانوں میں وہ کون سی طاقت ہے جس کی بنیاد پر وہ شکست کھانے کے لیے کبھی تیار نہیں ہوتا، کیسے بھی حالات کیوں نہ ہوں، وہ ہر حالت میں تن، من، دھن کی بازی لگا دیتا ہے؟ تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ مسلمانوں کی کامیابی کا راز ان کا مضبوط اور غیر متزلزل ایمان، قرآن وحدیث سے ان کی وابستگی اور والہانہ تعلّق، اس کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ، فقہ اسلامی اور اسلامی اخلاق، اطوار وعادات اور تہذیب وثقافت کی مکمل پیروی اور تقلید ہے۔

پس اس کے بعد انہوں نے اسلام کے خلاف میدان جنگ بدل دیا، اب انہوں نے مسلمانوں کے اوپر بدنی اور جسمانی حملے کے بجائے عقیدے اور سلوک پر حملے کی تیاری شروع کردی، انہوں نے مسلمانوں کی جان کی بجائے ایمان سلب کرنے کا منصوبہ بنایا، جو پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہلاکت خیز ثابت ہوا، جس کے اثرات بیسوی صدی کے اوائل ہی نہیں، بل کہ انیسویں صدی کے اواخر سے ظاہر ہونے لگے تھے، کس طرح اس کے منصوبے تیار ہوتے آئے، مرحلہ وار ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الجربوع فرماتے ہیں: تاتاری اور صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے خلاف شکست کے بعد انہیں یقین ہوگیا کہ مسلمانوں کو طاقت اور ہتھیار کے بل بوتے پر شکست دینا ناممکن ہے، لہٰذا کوئی ایسی تدبیر اختیار کی جائے جس سے ان کے ایمان میں ضعف پیدا ہو، وہ قرآن وحدیث سے کٹ جائے، خلافت اسلامیہ کا خاتمہ ہو جائے اور جہاد کی عظمت ان کے دلوں سے نکل جائے، لہٰذا اب انہوں نے اسی اعتبار سے تیاری شروع کی، ایمان پر ڈکیتی کے لیے انہوں نے جو راستہ اختیار کیا، اسے تین مرحلے میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) مرحلۃ الاعداد (۲) مرحلۃ الاستعمار (۳) مرحلۃ مابعد الاستعمار

مرحلة الاعداد:

یعنی اسلامی تعلیمات سے مسلمانوں کو دور کرنے کی ابتدائی کوششیں اور تیاریاں، ویسے تو مغرب کے ذہین افراد اندلس میں فن وہنر میں مسلمانوں کے ساتھ زانوئے تلمذ طے کرنے کے بعد مغرب کی جانب لوٹتے ہیں، یعنی پندرھویں صدی سے اسلام کو ختم کر کے اپنا سکہ جمانے کی کوششیں شروع کردی تھیں، مگر یہ کام اتنا آسان نہ تھا، لہٰذا ابتدائی مرحلے میں مغرب نے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کی، تاکہ آپس میں لڑ کر کمزور ہوجائیں اور پھر ہم ان پر مسلط ہوجائیں، اس کے لیے انہوں نے قومیت کو ہوا دینا شروع کی۔ صدیوں کی مسلسل محنت کے بعد وہ اس میں کامیاب ہوئے، اس طور پر کہ خلافت عثمانیہ کے زیر نگیں مختلف خطوں میں ''علاقائیت'' اور ''قومیت''، ''لسانیت''، ''وطنیت''، ''عربیت''، ''ترکیت'' کے بت پوجے جانے لگے......

یہ سب آپ ہی آپ نہیں ہو رہا تھا، بلکہ ایک منصوبہ بند طریقہ سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرا جا رہا تھا...... یہ سب اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے دوران ہو رہا تھا، یہاں تک کہ ایک ایک کر کے چند ناعاقبت اندیش منافق، مفاد پرست مسلمانوں ہی نے خلافت سے کٹنا شروع کردیا، جس کا آغاز محمد علی سے ہوا اور اختتام ۱۹۲۳ء میں اتاترک ملحد کے خلافت کے خاتمہ کے اعلان پر ہوا...... جس نے ''ترکیت'' کا نعرہ لگایا اور چند عرب قوم پرست رہنماؤں نے ''عربیت'' کا نعرہ بلند کر کے مسلمانوں کو گمراہ کیا۔ اس طرح اسلامی متحدہ خلافت تقریباً پچاس حصوں میں بکھر کر رہ گئی، جو تاریخ اسلام کا سب سے بڑا المیہ شمار کیا جاتا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

22 مارچ: صوبہ ہلمند ...... ضلع موسیٰ قلعہ ...... فوج کے پیدل دستے پر مجاہدین کا حملہ ...... 4 فوجی ہلاک

قندھار ایئر بیس کا عقوبت خانہ

مجاہد مومند خان کی لرزہ خیز داستان

ہماری داڑھیاں مونڈ کر ہمیں تشدد کا نشانہ بنا کر ہمیں زنجیروں اور شکنجوں میں جکڑ کر ہمارے بچوں کو شہید کر کے سمجھتے ہو کہ ہمیں ذلیل ورسوا اور ہماری تحقیر کا سامان کر دیا ہے جب کہ ہمارے نزدیک یہ سب باتیں کامیابی، اللہ کی قربت و رضا اور عزت کے حصول کا ذریعہ ہیں۔تمہاری جنگ شخصیات کے خلاف نہیں، اسامہ اور ملا عمر کے نام تم آڑ کے طور پر استعمال کر رہے ہو۔اصل میں تمہاری جنگ اسلام کے خلاف ہے۔تم اسلام کی حقانیت وصداقت سے خوف زدہ ہو۔دنیا میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ نے تمہیں حواس باختہ کر دیا ہے۔اسلام کو مٹانے کے لیے تم جو تدبیریں اور چالیں چل رہے ہو یہی تدبیریں تمہارے لیے پھانسی کا پھندہ بن جائیں گی، تم اپنی افرادی اور عسکری قوت وطاقت پر نازاں ہو، ہمیں اپنی ایمانی قوت پر ناز ہے۔تمہیں ابلیس پر بھروسہ ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہے۔تم خوش ہو کہ افغانستان میں آ کر ہماری قوت وطاقت کو منتشر کر دیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ تم آئے نہیں لائے گئے ہو۔تمہاری آمد تاریخی اعتبار سے فرعون سے مشابہت رکھتی ہے کہ وہ طاقت کے گھمنڈ میں آ کر بے خانماں بنی اسرائیلیوں کے تعاقب کے لیے بحیرہ قلزم کی طرف روانہ ہوا تو دریائے نیل کی موجیں فرعون اور اس کے لشکر کے لیے موت کا گھاٹ بن گئی اللہ نے چاہا تو افغانستان سے بھی تمہارے لاشے اٹھیں گے۔تمہاری طاقت کا بت انہی سنگلاخ چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہوگا اور تمہارا انجام روس سے بھی عبرت ناک ہوگا۔

تم واشنگٹن سے افغانستان میں لاؤ لشکر اور اسلحہ لے کر آتے ہو۔آخر کیوں؟ سوال یہ کہ ہم پر تشدد کرنے یا ہمیں قتل کر دینے کے علاوہ تم کر بھی کیا سکتے ہو؟ ہماری داڑھیاں مونڈ کر، تشدد کا نشانہ اور ہمیں قتل کرنے کے عمل کو تم ''عبرت ناک'' موت کہتے ہو، یاد رکھو ہمارے نزدیک یہ عبرت نہیں بلکہ سعادت وخوش بختی کی موت ہے۔ہمارا دین ایسی موت کو شہادت کی موت کہتا ہے۔ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اسے شہادت کی موت نصیب ہو جائے۔ہم تمہارے شکر گزار ہیں کہ تم نے افغانستان پر حملہ کیا ہے کہ اس سے جہاں اسلامی دنیا کو تمہارا اصلی چہرہ دیکھنے کا موقعہ ملا ہے وہاں ہم میں سے بھی اللہ نے سچے ومخلص مسلمانوں اور منافقین کو الگ الگ کر دیا ہے۔

مسٹر! بزدلی اور میدان جنگ سے عین موقع پر راہ فرار اختیار کرنا تمہاری تاریخ کا حصّہ ہے۔ہمارا قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا۔تمہاری مذہبی روایات کہتی ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی جانے لگی تو عین موقعہ پر ان کے ساتھی جانیں نثار کرنے کی بجائے بھاگ اٹھے تھے۔

کیا تمہیں یاد نہیں کہ جب ارض فلسطین پر صلاح الدین ایوبی نے تمہارے بڑوں کو پے در پے عبرتناک شکست دی تو تمہارے بڑوں میں سے ایک نے اپنی بہن صلاح الدین کے بھائی ملک العادل کو رشوت کے طور پیش کر کے مسیحی دنیا کے لیے جان کی امان طلب کرنے کی کوشش کی تھی۔

مسٹر! تم ہمارے نہیں اپنے انجام کی فکر کرو۔

ہم زندہ رہے تو غازی، تمہارے ہاتھوں سے مارے گئے تو شہادت کی موت پائیں گے۔تم سوچو تمہارے کیا بنے گا؟ دریں حالات اگر تم اپنے عبرت ناک انجام سے بچنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ، اللہ کی بندگی میں آ جاؤ اور محمد رسول اللہ کا دامن تھام لو۔یہی ایک صورت ہے تمہارے بچاؤ کی''۔

جب وہ عرب گفتگو کے اس مقام پر پہنچا تو اس کی آواز بھرا گئی۔آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔اس نے اپنے خوب صورت نورانی چہرے کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لرزیدہ آواز میں اللہ سے یوں ہم کلام ہوا۔

''اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! تو گواہ رہنا میں نے تیرا سچّا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔اے اللہ! تیرے یہ بندے نہیں جانتے ہدایت کیا ہے، گمراہی کیا ہے، سچ کیا ہے، جھوٹ کیا ہے، حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، اے اللہ! اپنے ان بندوں پر رحم فرما، انہیں جہنّم سے بچالے۔جہنّم سے بچالے''۔

اس کے بعد وہ عرب رندھی ہوئی اور لرزیدہ آواز میں عربی زبان میں مناجات کرنے لگا۔اس کی آواز میں اتنا سوز اور اتنا درد تھا، اس کی گفتگو میں اتنا تسلسل اور بے ساختگی تھی کہ اس کا ایک ایک لفظ اوس وشبنم کے موتیوں کی طرح میرے دل ودماغ اور روح کو معطر کرتا چلا گیا۔میری روح کے تار لرز اٹھے۔مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سچّا انسان اور صحیح العقیدہ مسلمان ہے جو کہہ رہا ہے دل کی گہرائیوں سے کہہ رہا ہے وہ جب خاموش ہوا تو وہاں ایک سناٹا تھا۔یوں محسوس ہو رہا تھا کہ زنجیروں میں جکڑا ہوا عرب قیدی نہیں بلکہ آزاد ہے۔وہ امریکی جو تھوڑی دیر پہلے فر فر بول رہا تھا۔اس کی زبان گویا گنگ اور جسم شل ہو چکا تھا۔تقریباً دس منٹ تک خاموشی چھائی رہی اس کے بعد امریکی نے سر اٹھایا۔ایک نظر عرب قیدی کے چہرے پر ڈالی اور حلق سے ایک لمبی غراہٹ آمیز آواز نکالتا ہوا واپس پلٹ پڑا۔اس کے ساتھ ہی دیگر امریکی بھی لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے اس کے پیچھے چل

23 مارچ: صوبہ ہلمند..................ضلع سنگین..................مجاہدین سے لڑائی کے دوران 4 انٹیلی جنس سروس اہلکار کمانڈر محمد نبی سمیت ہلاک

نکلے۔

یہ پہلا واقعہ تھا جس نے میرے دل پر کاری ضرب لگائی میری سوچوں کے دریچے وا کر دیے، مجھے کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ میں جتنا سوچتا مجھے اتنا ہی یقین ہوتا گیا کہ یہ لوگ دولت و اقتدار کے بھوکے نہیں انہیں ڈالروں کی کشش افغانستان میں کھینچ کر نہیں لائی یہ دہشت گرد نہیں، یہ دنیا کے امن و امان کو تاراج کرنے والے نہیں، معصوم جانوں سے کھیلنا اور بے گناہوں کا خون بہانا ان کا شیوہ نہیں بلکہ ان کے مقاصد عظیم وجلیل ہیں۔ یہ بات کے پکے، قول کے سچے، گفتار کے کھرے اور سیرت کے اجلے انسان ہیں۔ میں نے اپنا موازنہ ان لوگوں سے کیا تو مجھے اپنے اور ان کے گفتار و کردار میں کھلا واضح تضاد و فرق نظر آیا۔

جب امریکہ نے افغانستان پر یلغار کی تو ساتھ ہی ڈالروں کا سیلاب بھی آیا۔ ۱۰۰ سے ۱۵۰ ڈالر روزانہ کے عوض مجھ جیسے ہزاروں افغانیوں نے اپنے وطن کی تباہی و بربادی اپنے ہم وطنوں اور عربوں کے قتل عام میں حصّہ لیا۔ دوسری طرف امریکہ نے اسامہ کے عوض طالبان کو اربوں ڈالر کی پیشکش کی، لیکن طالبان نے زبان نہیں ہاری، قول و کردار کو داغ دار نہیں کیا۔ حکومت گنوا دی، اسامہ سے کیے ہوئے عہد کو نہیں گنوایا، جاں بازی و جاں سپاری، عہد کی وفاداری و پاس داری کی ایسی مثال قائم کر دی جو صرف کھرے انسان اور سچّے مسلمان کا شیوہ ہی ہوسکتا ہے۔

ایک طرف بے خانماں عرب دوسری طرف اربوں ڈالر کی امریکی پیش کش...... آخر وہ کون سا جذبہ اور کون سا رشتہ وتعلّق تھا کہ جس نے طالبان کو عربوں کے ساتھ وفاداری کی ایسی نادر مثال قائم کرنے پر مجبُور کر دیا؟ یہ سوچ اور سوال میرے لیے ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوا۔ تاہم قدرت کو ابھی میرا مزید امتحان مطلوب تھا اور امریکی بربریت و اسلام دشمنی کے مزید واقعات کو دیکھنا میری قسمت میں لکھا تھا۔

سقوط افغانستان اور مسلمانوں کے ساتھ امریکیوں کی مخاصمت کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ جس سے شاید ابھی تک پردہ نہیں اٹھا۔ وہ یہ کہ مختلف محاذوں سے جب عرب مجاہدین یا طالبان گرفتار ہوتے تو انہیں خصوصی طور پر قندھار میں ضرور لایا جاتا۔ قیدیوں کو قندھار میں مطلوبہ مدت تک پابہ زنجیر رکھا جاتا تھا۔ پھر قندھار ایئر پورٹ سے جہازوں میں سوار کر کے براستہ ترکی کیوبا پہنچایا جاتا، یہ نہیں کہ ایئر پورٹ صرف قندھار میں ہے۔ افغانستان کے اور بھی بہت سے شہروں میں ایئر پورٹ ہیں۔ اس کے باوجود قیدیوں کا قندھار میں لایا جانا بظاہر ایک تکلف، تردد اور تعجب والی بات تھی۔ یہ بات واضح ہے کہ امریکی کوئی کام بغیر کسی مقصد کے نہیں کرتے۔ ان کے ہر کام کے پیچھے کوئی مقصد اور راز ہوتا ہے۔ ایک دن باتوں باتوں میں میں نے اپنے بسیار خور شرابی امریکی سے (جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہو) یہی سوال پوچھا۔ وہ کہنے لگا۔

''ہاں دوست! ان قیدیوں کو قندھار میں لانے کی ایک خاص وجہ ہے جس سے عام لوگ آگاہ نہیں۔ جب روس کے خلاف افغانی نبرد آزما ہوئے تو اس وقت پوری دنیا میں جہاد کی ایک لہر اٹھی۔ دنیا بھر سے جوق در جوق مسلمان افغانستان پہنچنے لگے۔ مسلمانوں میں بڑھتا ہوا جذبہ جہاد بلاشبہ ہمارے لیے خطرے کی گھنٹی تھی۔ زوالِ روس کے بعد اس خطرے سے نمٹنے کے لیے ہم نے جہادی میدانوں میں صف آرا مسلمانوں کو باہم صف آرا کر دیا۔ یوں یہ آپس میں ہی ٹکرانے لگے۔ کچھ عرصے کے بعد ہمیں احساس ہوا کہ ہماری یہ پالیسی کوئی زیادہ سودمند ثابت نہیں ہو رہی۔ اس کے بعد جب طالبان کی حکومت افغانستان میں مستحکم ہوگئی تو مسلمانوں کے جہادی میدان نئی سج دھج سے آباد ہونے لگے۔ افغانستان پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے بیس کیمپ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ افغانستان کے وہ تربیتی کیمپ جو روسی افواج کی آمد کے موقعہ پر ہمارے ڈالروں سے تعمیر ہوئے، تیار ہوئے اور آباد ہوئے طالبان کے وقت میں یہی کیمپ امریکہ کو ملیا میٹ کر دینے کے نعروں سے گونجنے لگے۔ سیاسی و انتظامی اعتبار سے افغانستان کا دارالحکومت کابل ہے تو دینی اعتبار سے افغانستان کا پایہ تخت قندھار کو سمجھا جاتا تھا۔ قندھار طالبان تحریک کا مرکز ملاعمر کا آبائی شہر تھا۔ اس شہر میں طالبان اور عرب مجاہدین' اسلام کی بالادستی، جہاد کے احیاوفروغ اور ہمیں ملیا میٹ کر دینے کے منصوبے اور پروگرام بناتے تھے۔

۱۰۰ عرب مجاہدین اور طالبان کو گرفتار کر کے قندھار کے گلی کوچوں میں ذلیل ورسوا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ دنیا پر اسلام کے غلبے اور امریکہ کی تسخیر کے خواب دیکھنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ قندھار کے چپہ چپہ پر ہمارا قبضہ ہے۔ وہ شہر جس پر ملا عمر اور اسامہ کا جھنڈا لہراتا تھا آج اس پر ہمارا پرچم سر بلند ہے۔ قندھار کی وہ مسجدیں اور عمارتیں جن میں ہماری شکست اور اسلام کی بالادستی کی دعائیں کی جاتی تھیں۔ وہاں اب یسوع مسیح کے نام لیوا و جاں نثار براجمان ہیں۔ اسلامی دنیا کے حکمران پہلے ہی ہمارے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ اس کے بعد یہ چند سر پھرے مسلمان جو ہمارے لیے دردسر بنے ہوئے تھے ہم چاہتے ہیں کہ ان کے جسموں کو ہی نہیں بلکہ ان کی اسلامی روح کو بھی کچل دیں ان کے ضمیروں کو مردہ کر دیں۔ ان کے اعصاب کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں اور ان کی شخصیت کو چور چور کر دیں۔ نفسیاتی اعتبار سے اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ شہر جس میں یہ سر بلند ہو کر چلا کرتے، وہ عمارتیں جن میں یہ عزت کے ساتھ فروکش ہوتے، اس شہر اور انہی عمارتوں میں ان کو جانوروں کی طرح باندھا جائے اور کتوں جیسا سلوک کیا جائے۔ تاکہ یہ اپنی موجودہ اور سابقہ زندگی کا موازنہ کریں اور حسرت بھری نظروں سے اس شہر کے در و دیوار کو دیکھیں اور انہیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ اسلام کی بالادستی کا خواب دیکھنا دیوانے کی بڑ ہے۔ مزید یہ کہ امریکہ ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر ہے''۔ جب اس نے

26 مارچ: صوبہ ننگر ہار.........کوٹ اور سرخ رود اضلاع.................بارودی سرنگ دھماکے.................2 پولیس گاڑیاں تباہ.................7 سیکورٹی اہل کار ہلاک.................7 زخمی

گفتگوختم کی تو میرے ذہن میں پیدا ہونے والا ایک سوال اچانک ہی لفظوں کی صورت میں میری زبان پرآ گیا۔ میں نے اس سے کہا: ’’ بھلا بتاؤ تو سہی کہ تمھیں اپنے منصوبے میں کس حدتک کامیابی ہوئی ہے‘‘۔

ہم اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔اس کا یہ جواب میری توقع اور سوچ کے بالکل برعکس تھا۔مگر کیوں؟

اس لیے کہ یہ لوگ اپنے ایمان میں بڑے پکے اور پختہ ہیں۔انہیں کسی چیز کی پرواہ،غم اور فکر نہیں۔ان کے نزدیک حکومت کے ختم ہوجانے کی بھی کوئی اہمیّت نہیں۔ہم نے ان کے جسموں کو قید کرلیا،مگران کی روحیں آزاد ہیں۔ان پر قدغن لگانا،انہیں قید کرنا اوران کے دل ودماغ میں اپنی قوت وطاقت کا رعب بٹھانا ہمارے لیے ممکن نہیں۔بلاشبہ یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں۔ایسے لوگ جن کی دوستی اور دشمنی اپنے دین اور اللہ بنیاد پر ہے اور یہ ہراس شخص کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں جوان کے قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔

امریکی نے سلسلہ کلام کوجاری رکھتے ہوئے مزید کہا۔

آخرتم بتاؤ ہم کیا کریں؟ کیا ہم ان چندسرپھرے مسلمانوں کی خاطر عیسائیت کو چھوڑ دیں۔ صلیب کو ترک کردیں اوراسلام کی بالادستی قبول کرلیں۔

’’نہیں ہرگز نہیں۔ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔‘‘

امریکی نے جو کہنا تھا کہہ دیا لیکن میرے ضمیر نے مجھے اسلامی حمیت کا ایک چرکہ لگا دیا۔ میں نے خود سے سوال کیا۔مومندخان!ایک یہ امریکی ہے جوشرابی بھی ہے،بدکار بھی اور بداعمال بھی ہے۔تم بھی شرابی ہو بدکار ہو،مگر یہ امریکی بدکار ہونے کے ساتھ متعصب عیسائی بھی ہے اور تم مسلمان کیوں نہیں ہو؟ یہ شراب کے ہرگھونٹ کے ساتھ صلیب کی باتیں کرتا ہے اور تم ہوش وحواس میں ہونے کے باوجود اپنے ہم مذہبوں کو گالیاں دیتے ہو، چند ڈالروں کے عوض اپنے دین کو رسوا اور عیسائیت کو بالادست کرنے پر تلے بیٹھے ہو۔ افسوس ہے تمہاری زندگی پر،جوانی پر اورسوچ پر۔

اس واقعہ نے میرے اندر کے مسلمان کو جھنجھوڑ دیا۔اسلامی حمیت قدرے بیدار ہوئی تو اس کے بعد تقریباً ہروہ امریکی جس کا میں نے مشاہدہ کیا وہ مجھے مسلمانوں کے حق میں غیر معقول،متعصب اور متشدد نظر آیا۔بعد میں مجھے پتا چلا کہ مسلمانوں پر تشدد کرنے والوں میں غالب اکثریت یہودیوں کی تھی اور اس مقصد کی خاطر عام نہیں بلکہ خاص قسم کے امریکیوں کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی تھیں۔ا

مریکی افسر اورعرب قیدی کی گفتگو کا ذکر میں پہلے کرچکا ہوں۔اس گفتگو میں امریکی لاجواب ہوچکا تھا لیکن جیسا کہ میں نے بتایا کہ امریکیوں کی اکثریت انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ چکی ہے۔مزید یہ کہ امریکی عیسائیت کی بالادستی کے لیے گھروں سے نکلے ہیں۔اس لیے وہ دہشت گردی کی آڑ میں مسلمانوں کو ہرصورت تباہ وبرباد کردینا چاہتے ہیں۔کاش یہ منظر دیکھنے کے لیے میں زندہ نہ ہوتا یا پھر زمین کا سینہ پھٹ جاتا اور میں اس میں دھنس جاتا۔

اس سے زیادہ دیکھنے اور سننے کا میرے اندر حوصلہ نہیں تھا۔جس جگہ ہم موجود تھے وہاں کسی افغانی کو اسلحہ کے ساتھ آنے کی اجازت نہ تھی وگرنہ دل چاہتا تھا کہ میرے پاس رائفل ہوتو ایک ایک امریکی کے سینے میں گولی اتاردوں۔وہاں سے میں اپنی رہائش پر پہنچا۔مختصر سا سامان اور کلاشنکوف کندھے پر لٹکا کر نکل پڑا۔ایک نئی منزل کی طرف گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے،اپنے گناہوں کی سیاہی کو دشمنانِ اسلام کے خون سے مٹانے اور دھونے کے لیے......اس یقین،عزم،جذبے حوصلے اور ولولے کے ساتھ کہ جو اللہ مجھ جیسے سیاہ کار،گناہ گار اور خطا کار کو گناہوں کی دلدل سے نکال کر راہ ہدایت پر لاسکتا ہے اس کی توفیق سے اور بھی بہت سے بھٹکے ہوئے مسلمان راہ ہدایت پر آئیں گے۔

میں اس وقت کہاں ہوں۔یہ بتانا ضروری نہیں۔مختصر یہ کہ جہاں بھی ہوں اپنے گناہوں کا بھرپور کفارہ ادا کررہا ہوں۔اللہ کا شکر ہے کہ اب میری گن میرے دین کے دشمن امریکیوں کے خلاف شعلے اگل رہی ہے۔

میرے گناہ بے حد وشمار اور لاتعداد ہیں۔میں نے سنا ہے کہ شہادت تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔میں اب صرف شہادت کی موت کا متلاشی ہوں تاکہ اپنے اللہ کے ہاں سرخرو ہوسکوں۔پاکستانی قوم اور امت مسلمہ کے نام میرا پیغام ہے۔اے میرے مسلمان بھائیو!پوری دنیا کا کفر اسلام کو مٹانے کے لیے ایک ہوچکا ہے۔پس تم بھی اپنے باہمی اختلافات کو ختم کرکے ایک ہوجاؤ!!!

☆☆☆☆☆

’’عالمِ اسلام میں علما کی مثال ایسی ہے جیسے جسم میں شریانیں!جوفعال رہیں تو جسم نشوونما پاتا ہے اور مضبوط رہتا ہے۔جب شریانیں کمزور ہوجائیں اوراپنا کام چھوڑ دیں تو روح جسم کا ساتھ چھوڑنے لگتی ہے،افعال معطل ہوجاتے ہیں اور جسم مردہ ہوجاتا ہے۔اگر عالمِ اسلام کے علمائے کرام فکر اور عمل میں متفق ہوجائیں تو دنیا کی کوئی طاقت اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

اس لیے کہ سیاسی،اجتماعی اوراقتصادی ترقی مسلمانوں کی جماعتوں کے اتحاد پر منحصر ہے اوران جماعتوں کے قائد علمائے راسخین ہیں۔میں ایک بار پھر تاکید کرتا ہوں کہ اے برادر علمائے کرام!آپ متحد رہیں اوراس تحریک میں ہمارے ساتھ جوتعاون ممکن ہو،کرگزریں‘‘۔

امیر المومنین ملامحمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کا مسلمانانِ افغانستان سے پہلا خطاب

26مارچ:صوبہ زابل......................صدرمقام قلات شہر..........................فوجی چوکی پرحملہ...........................فوجی گاڑی تباہ.........................2فوجی ہلاک.........................3زخمی

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے اور رنگین صفحات میں صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے جانی و مالی نقصانات کے میزان کا خاکہ دیا گیا ہے، یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ www.shahamat-urdu.com اور theunjustmedia.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں ساروان قلعہ کے علاقے خانان کے مقام پر فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ ہرات کے چشت شریف اور شینڈنڈ اضلاع میں دو مختلف واقعات میں ایک فوجی گاڑی اور فوجی ٹینک بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہو گئے، جس میں سوار متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں ماتکی کے علاقے میں امریکی ڈرون طیارے کو مار گرایا اور اس میں نصب دو میزائلوں کو غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ غزنی کے علاقے صاحبزادہ کے علاقے میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

2 مارچ:

☆صوبہ کنڑ کے شیگل اور خاص کنڑ اضلاع میں مجاہدین نے دشمن کی گشتی پارٹی اور ایف سی کی چوکی پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس میں متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع مقر میں لڑمہ کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے حملے کے نتیجے میں ایک فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع سپین غر کی شڈل پنڈولا نامی چوکی پر مجاہدین نے بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دشمن کو جانی و مالی نقصانات کا سامنا ہوا۔ دوسری جانب چوکی کے قریب مجاہدین کی نصب شدہ بم کو ناکارہ بنایا جا رہا تھا، کہ اچانک دھماکہ ہوا، جس نے 3 فوجیوں کی جان لی۔

3 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں کو شہیدی حملے کا نشانہ بنایا۔ حاجی امین سرائے کے قریب کٹھ پتلی فوجی اور پولیس اہل کار فوجی مرکز کے سامنے دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے اکھٹے ہوئیں، جن پر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید حمداللہ زرقاوی تقبلہ اللہ نے بارود بھری ٹاؤنس گاڑی کے ذریعے شہیدی حملہ سرانجام دی۔ فدائی حملے کے نتیجے میں کمانڈر راسد اور کمانڈر محمد داؤد سمیت 20 پولیس اور فوجی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ سات فوجی ٹینک اور ایک کاماز گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی۔ دوسری جانب ساروان قلعہ کے علاقے شین غزیان کے مقام پر مجاہدین نے چوکی کے برج میں پہرہ دینے والے فوجی کو سنائپر گن کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سیستانی کے علاقے میں واقع پولیس اہل کاروں کی چوکی پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جو ایک گھنٹے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں مجاہدین نے اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی پر قبضہ جمالیا اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 4 ہلاک جب کہ 3 زخمی ہو گئے۔ مجاہدین نے 4 کلاشنکوف، ایک مارٹر توپ اور ہزاروں کی تعداد گولیاں غنیمت کر لی گئی۔

4 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں مجاہدین کی جانب سے مختلف کارروائیوں میں دشمن کے 14 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ بغلان کے صدر مقام بغلان شہر میں مجاہدین نے ہمت خیل کے علاقے میں واقع مقامی جنگ جوؤں کے بیس پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا۔ بیس میں تعینات جنگ جوؤں میں سے 3 ہلاک جب کہ 6 گرفتار ہوئے اور دیگر نے فرار کی راہ اپنالی، اس کے علاوہ مجاہدین نے 2 ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، 2 کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع گیزآب کے علاقے خلیج میں میانتاغ کے مقام پر مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان جھڑپ ہوئی، جس کے نتیجے میں ایک فوجی ہلاک جب کہ تین زخمی ہو گئے۔

5 مارچ:

☆صوبہ قندہار کے اضلاع خاکریز اور میوند میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے فوجی سپلائی کانوائے پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جو شام تک جاری رہا، اس دوران ایک رینجر گاڑی راکٹ لگنے سے اور ٹینک بارودی سرنگ سے تباہ ہونے کے علاوہ دشمن کو

ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔ضلع میوند کے علاقے گل زمان بازار میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں ایک ٹینک تباہ اوراس میں سوار اہل کار ہلاک و زخمی ہوگئے۔

☆صوبہ فراہ کےضلع پشت رود میں مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جو دو گھنٹے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں ایک اہل کار ہلاک جب کہ دو زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کےضلع نوزاد کے گرمہ کاریز کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں کے ٹینک کو 82ایم ایم توپ کا نشانہ بنا کر تباہ کردیا اوراس میں پانچ اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کےضلع واشیر میں کاریزنو کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر ہونے والے چرہ دار بم دھماکہ سے ایک فوجی ہلاک جب کہ دوسرا زخمی ہوا۔

7مارچ:

☆صوبہ ہلمند کےضلع سنگین میں مجاہدین نے ساروان قلعہ کے خانان، گرماؤ، چاردرہ او رزیدانان کے مقامات پر پولیس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوجوں کی چوکیوں اور مراکز پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے بڑا حملہ کیا، مجاہدین نے 2فوجی اور 3پولیس اہل کاروں کی چوکیوں پر قبضہ کرلیا۔ حملے میں 9پولیس اہل کار اور 4فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، 6 کلاشنکوف، دوخفیف گن اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت کرلیا گیا۔دوسری جانب مجاہدین نے فوجی ٹینک کو 82ایم ایم توپ کا نشانہ بنا کر تباہ کردیا اوراس میں سوار اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ نیمروز زرنج شہر میں واقع سینٹرل جیل میں قیدیوں نے جیل انتظامیہ پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اسسٹنٹ جیل سپرنڈنٹ سمیت 6پولیس اہل کار ہلاک جب کہ لاجسٹک افسر حضرت گل سمیت 4اہل کار شدید زخمی ہوئے۔اس حملے سے دو روز قبل سینٹرل جیل کا دورہ کرنے والے پولیس افسر نے قرآن کریم اور مذہبی کتب کی بے حرمتی کی تھی ،مغرب کے وقت مجاہدین نے ردعمل کے طور پر ایک افسر سے حکمت عملی کے تحت پستول چھین لی اور وہاں تعینات اہل کاروں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں مذکورہ افراد اور آفیسرز ہلاک اور زخمی ہوئے۔دشمن کے جوابی فائرنگ سے دو قیدی مجاہدین روزی خان اور نقیب اللہ بھی جام شہادت نوش فرماگئے۔تقبلہما اللہ

8مارچ:

☆صوبہ قندوز کےضلع امام صاحب کے علاقے تازلقی میں مجاہدین نے فوجی ٹینک کو 82 ایم ایم توپ کا نشانہ بنا کر تباہ کردیا، جس کے نتیجے میں ٹینک میں سوار اہل کاروں میں سے ایک موقع پر ہلاک جب کہ تین زخمی ہوئے۔

☆صوبہ دائی کنڈی کےضلع گیزآب کے علاقے کیملزئی کے مقام پر بارودی سرنگ بم دھماکہ سے ایک فوجی ہلاک جب کہ دوسرا زخمی ہوا۔

☆صوبہ دائی کنڈی کےضلع گیزآب میں بارودی سرنگ دھماکہ سے رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 3اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆صوبہ بغلان کےضلع پل خمری شہاب الدین کے علاقے میں مجاہدین نے حکمت عملی کے تحت فوجی افسر بشیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

9مارچ:

☆صوبہ ہلمند کےضلع سنگین ساروان قلعہ کے علاقے خانان کے مقام پر پولیس اہل کاروں کے دو ٹینک بارودی سرنگوں سے ٹکرا کر تباہ ہوئے۔ان ٹینکوں میں سوار کمانڈر لالک سمیت 6اہل کار ہلاک جب کہ 2زخمی ہوئے۔دوسری جانب امیرخان نامی جنگ جو کمانڈر مجاہدین سے لڑائی کے دوران شدید زخمی ہوا تھا، جو بعدازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے رات گئے ہلاک ہوگیا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ کے خشک آبہ کے علاقے مختار قلعہ کے مقام پر پولیس اہل کاروں کی رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوئی اور اس میں سوار 6اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشان کے وردوج اور یمگان اضلاع میں مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے پولیس چوکیوں پر حملہ کیا اوران کو فتح کرلیا۔لڑائی میں 6جنگ جو ہلاک جب کہ 6زخمی ہوئے۔

10مارچ:

☆صوبہ ہلمند کےضلع سنگین مجید چوک کے مقام پر پہلے بکتر بند ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور تعد میں مجاہدین نے کمانڈوز کے ٹینکوں پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مزید دو بکتر بند ٹینک 82ایم ایم توپ لگنے سے تباہ ہوئے۔ تینوں ٹینکوں میں سوار کمانڈوز میں سے 12ہلاک جب کہ 7زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بغلان کے صدر مقام بغلان شہر میں پولیس اہل کار اور مقامی جنگ جو انارخیل کے علاقے میں آپریشن کے لیے آئے، جنھیں مجاہدین کی مزاحمت کا سامنا ہوا اور شدید لڑائی چھڑ گئی، دن بھر جاری رہنے والی لڑائی میں 26 کٹھ پتلی فوجی، جنگ جو اور پولیس اہل کار سفاک جنگ جو کمانڈر بازگل شاہی خیل سمیت ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے اسلحہ اور دیگر فوجی ساز وسامان بھی غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ فراہ کےضلع بالابلوک کے خواجہ خضر کے علاقے میں افغان فوجی کانوائے پر مجاہدین پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 12 کٹھ پتلی ہلاک جب کہ 8زخمی ہونے کے علاوہ دو فوجی رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

11مارچ:

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ کے قلعہ نو اور قلعہ ارگان کے علاقوں میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان شدید لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 12 افغان فوجی ہلاک جب کہ 5 شدید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں الیاس خان قلعہ کے علاقے میں مجاہدین کے حملے میں 3 کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ میں مختلف مقامات پر مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی جس کے نتیجے میں تین فوجی ٹینک راکٹوں سے تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار بھی ہلاک ہوئے

13 مارچ

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری کے ورگو کے علاقے میں واقع پولیس بیس پر مجاہدین کا حملہ، ایک اہل کار جب کہ 9 زخمی ہو گیا۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع دہراود میں پولیس پر دھماکہ، گاڑی تباہ، 2 ہلاک، 3 زخمی، جب کہ فوجیوں پر حملہ، ایک ہلاک اور 2 زخمی، کلاشنکوف غنیمت

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں فوجی سپلائی کانوائے پر مجاہدین کا حملہ، 4 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ فاریاب کے جمعہ بازار اور چھلگزی اضلاع میں کٹھ پتلی فوجوں پر مجاہدین کے حملے، 6 ہلاک، 6 زخمی، کلاشنکوف اور 3 موٹر سائیکل غنیمت۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاہی میں پولیس اہل کاروں کی باہمی لڑائی میں 3 اہل کار قتل جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک میں چوکی فتح، 5 جنگ جو قتل، 5 کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت۔

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع گیزآب مجاہدین اور افغان فوجی کے مابین کئی روز تک جھڑپیں جاری رہیں۔ جن کے نتیجے میں 24 اہل کار ہلاک، 25 زخمی جب کہ 4 ٹینک اور 2 گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

14 مارچ

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں سفاک جنگ جو کمانڈر ولی محمد اس کا معاون درانی اور 6 اہل کار ہلاک ہو گئے جب کہ ہیوی مشین گن، راکٹ، 5 کلاشنکوف غنیمت۔

☆صوبہ غور کے ضلع دولینہ میں پولیس چوکی پر مجاہدین کا حملہ، 6 اہل کار ہلاک، متعدد زخمی، 2 ہیوی مشین گن، 3 کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع دامان میں مجاہدین نے پولیس چوکی پر حملہ اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کاروں کو نشانہ بنایا، جس میں 11 اہل کار ہلاک، گاڑی تباہ، اسلحہ غنیمت

15 مارچ:

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع جانی خیل میں پولیس چیف کمانڈر رفیض اللہ سمیت 6 پولیس اہل کار میں دھماکوں میں ہلاک ہو گئے

☆صوبہ فاریاب کے کٹھ پتلی گورنر محمد اللہ بتاش کے کاروان پر ضلع المار میں حملہ، کمانڈر حیات اللہ سمیت 8 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور گورنر بال بال بچ گیا۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں پولیس پر حملہ، نائب کمانڈر رضا بط قتل اور اس کے 2 محافظ زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں پولیس و فوجیوں پر حملے، 4 ٹینک تباہ، 11 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہو گئے

16 مارچ:

☆صوبہ نیمروز کے ضلع دلارام میں نائب پولیس سربراہ نجیب سمیت 5 پولیس اہل کار مجاہدین کے حملوں میں ہلاک جب کہ 2 کلاشنکوف، ایک ہیوی مشین گن اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں پولیس اہل کاروں اور فوجیوں پر حملے، کمانڈر سمیت 11 ہلاک جب کہ 4 زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کے باغرانیان علاقے میں شدید جھڑپوں میں 23 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 13 زخمی ہوئے۔

17 مارچ

☆صوبہ ننگرہار کے خوگیانی اور شیرزاد اضلاع میں تین روز تک مجاہدین اور افغان فوج کے مابین جھڑپیں جاری رہیں، جن کے نتیجے میں 10 ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ، 22 اہل کار ہلاک اور 48 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں کٹھ پتلی فوجوں پر مجاہدین کا حملہ، 3 اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ دائی کنڈی کے ضلع کجران میں چوکی پر حملہ 5 سیکورٹی اہل کار ہلاک، کلاشنکوف اور ہیوی مشین گن غنیمت۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد میں مجاہدین کے حملوں میں فوجی مرکز اور 5 چوکیاں فتح، جب کہ ان حملوں میں 20 اہل کار ہلاک، 3 ہیوی گن، 4 کلاشنکوف، ایک مارٹر توپ، ایک راکٹ لانچر غنیمت ہوئے

18 مارچ

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر میں شہیدی حملہ، صوبائی ترجمان سمیت متعدد اعلیٰ عہدے دار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

19مارچ

☆صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں مجاہدین کا دن بھر جاری رہنے والی آپریشن میں 9فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ اور اس میں سوار 4اہل کار ہلاک ہوگئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں چوکی پر مجاہدین کا حملہ،سفاک کمانڈر ناصر ولد جمامیر سمیت 3جنگ جو ہلاک۔

22مارچ:

☆صوبہ جوز جان کے ضلع آقچہ میں پولیس چوکی پر مجاہدین کا حملہ، پانچ اہل کار ہلاک ، اسلحہ اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت۔

☆سیکورٹی فورسز پر صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں حملے اور بارودی سرنگ دھماکے، 12 فوجی ہلاک جب کہ 2زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں گشتی پارٹی پر حملہ، 4فوجی ہلاک، دو ہیوی مشین گن، ایک بڑا وائرلیس سیٹ اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر میں کٹھ پتلی فوجوں پر 2دھماکے ہوئے،جن سے 5فوجی ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد میں نظم عامہ اہل کاروں پر یکے بعد دیگرے ہونے والے دو دھماکوں سے 3اہل کار ہلاک جب کہ 2زخمی ہوئے۔

23مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں لڑائی کے دوران 4انٹیلی جنس سروس اہل کار کمانڈر محمد نبی سمیت ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

☆پولیس آپریشن افسر غلام حضرت خان عطائی کو مجاہدین نے ہرات شہر میں فائرنگ کرکے ہلاک کردیا۔

26مارچ:

☆صوبہ ننگرہار کے کوٹ اور سرخ رود اضلاع میں دو پولیس گاڑیاں دھماکوں سے تباہ، چوکی پر حملہ، 7ہلاک جب کہ 7اہل کار زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر میں فوجی چوکی پر حملہ، تازہ دم اہل کاروں کی گاڑی حکمت عملی سے تباہ، 2فوجی ہلاک جب کہ 3زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملے اور چار دھماکے، جن میں 7 فوجی مارے گئے۔

☆صوبہ لغمان کے ضلع بادپش میں کاروان پر دھماکہ، رینجر گاڑی تباہ اور 5فوجی ہلاک ہوئے۔

27مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر میں رابطہ اہل کار حملہ، 4پولیس قتل، 4عدد کلاشنکوف اور دیگر فوجی ساز وسامان غنیمت۔

28مارچ:

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں فوجی ٹینک پر شدید دھماکہ ہوا، جس سے ٹینک مکمل طور پر تباہ اور اس میں سوار 6فوجیوں کی پرخچے اڑ گئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نوزاد میں دو فوجی ٹینک بم دھماکوں سے تباہ ہونے کے علاوہ 8اہل کار بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

29مارچ:

☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر میں پولیس گاڑی حکمت عملی کے تحت دھماکہ سے تباہ، پانچ اہل کار ہلاک۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع موسیٰ قلعہ میں دو چوکیاں فتح، کمانڈر احسان سمیت 16ہلاک، 2 ہیوی گن، 2امریکن گن، 5 کلاشنکوف اور وائرلیس سیٹ غنیمت۔

30مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع خانشین میں ایف سی اہل کاروں پر دھماکے، دو گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 20اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے نوزاد اور ناوہ اضلاع میں حملے و دھماکے دو فوجی ٹینک تباہ، 12اہل کار ہلاک وزخمی۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع جرم میں نظم عامہ مرکز فتح، 6اہل کار ہلاک، اینٹی ایئر کرافٹ گن، کلاشنکوفیں، ہیوی مشین گنیں اور دیگر ساز وسامان غنیمت۔

☆☆☆☆☆

''ہماری کئی نسلیں مسلسل ذلت و پستی میں پروان چڑھی ہیں......اور یہی اب نظریہ بن گیا ہے۔ ہمارے والدین، ہمارے سکول و کالج ہمیں اسی انداز میں تربیت دیتے ہیں۔ وہ ہمیں کہتے ہیں ''کتے کے منہ پر پیار کرو، اور اس سے جو چاہتے ہو لے لو'' ......کیا؟!!! ہم گندگی کو کیسے چوم سکتے ہیں؟؟؟ اس کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ''اپنے آپ کو جتنا ذلیل کرسکتے ہو کرلو، تاکہ تم چند سو روپے کما سکو۔ تمہاری قیمت بس وہی ہے، جو تمہاری جیب میں ہے'' ...... یہ بزدلی کا نظریہ ہے، اس ذلالت کا نظریہ جس میں ہماری کئی نسلیں پلی بڑھیں۔ اسلامی حکومت کے دور میں ایسا نہیں تھا!!!''

شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے!!!

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتی ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۷ افروری: پنجگور کے علاقے کھاتہ دری میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر فائرنگ کے نتیجے میں ایک اہل کار کے ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۷ افروری: بلوچستان کے علاقے تودہ سے ۱۲ ایف سی اہل کاروں کی لاشیں برآمد ہوئیں۔

۲۰ فروری: شمالی وزیرستان کے علاقے دتہ خیل میں مجاہدین کے حملے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۰ فروری: شمالی وزیرستان میں مجاہدین سے جھڑپ میں پاکستانی فوج کے میجر زاہد اقبال کے ہلاک ہونے کی خبر آئی ایس پی آر نے جاری کی۔

۲۲ فروری: خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۴ فروری: بلوچستان کے علاقے مارواڑ میں بارودی سرنگ دھماکہ سے ایف سی اہل کار محمد خان کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۶ فروری: بنوں کے علاقے ککّی پل کے قریب پولیس وین پر ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں ایس ایچ او سمیت ۷ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

۲۸ فروری: جنوبی وزیرستان کے علاقے سروکئی میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ۱۲ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳ مارچ: لورالائی میں ڈی پی او کے قافلے پر فائرنگ کے نتیجے میں ڈی پی او شدید زخمی ہو گیا جب کہ سرکاری ذرائع نے ۲ پولیس اہل کاروں کے ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی خبر جاری کی۔

۱۰ مارچ: صوابی میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار کے ہلاک جب کہ ڈی ایس پی، ۲ ایس ایچ اوز اور ۷ اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔ مجاہدین کے ذرائع کے مطابق اس جھڑپ میں پولیس کے ۱۳ اہل کار ہلاک ہوئے۔

۱۰ مارچ: بلوچستان کے علاقے سنجاوی میں فائرنگ سے لیویز حوالدار امان اللہ کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی گئی۔

۱۵ مارچ: دیامر اور کوہستان کے درمیانی علاقے بھاشا میں رینجرز کی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں ۵ رینجرز اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے خبر جاری کی۔

خیبر اپریشن میں بے سروسامان مجاہدین کے ہاتھوں امریکی فرنٹ لائن فورس ناپاک فوج کو شکست کا سامنا ھے:

۲۱ مارچ کو تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان نے اپنے بیان میں کہا'' طالبان نے خیبر سنگر نامی پوسٹ میں فوج کو پسپا کر کے دوبارہ اپنے قبضے میں لے لیا۔ دو فوجیوں کو زندہ گرفتار کیا گیا جنہیں بعد میں قتل کر دیا گیا۔ ایک مائن حملے میں فوجی قافلے کو نشانہ بنایا گیا، ایک اور جگہ پر پیش قدمی کی کوشش میں فوج اپنی ۶ لاشیں چھوڑ کر فرار ہوئی......اپنی ناکامیوں کو چھپانے کے لیے آئی ایس پی آر خوب جھوٹ بول رہا ہے۔ ابھی تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بھی مجاہد شہید نہیں اور نہ ہی زخمی ہوا۔ ناپاک فوج عوام کے گھروں اور بازاروں پر خوب بم برسا رہا ہے جو ان کی ناکامی اور بدحواسی کو ظاہر کر رہا ہے۔ مجاہدین کے حوصلے بلند ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے مدد و نصرت کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ حکومت اور فوج کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی ہوگی اتنا ظلم کریں جو پھر برداشت کر سکیں''۔

۲۳ مارچ کو طالبان ترجمان نے کہا'' جانی نقصان اور امیر طالب حق فضل اللہ خراسانی حفظہ اللہ کی شہادت کے حوالے سے میڈیا پر جو خبر چل رہی ہے یہ خبر سراسر جھوٹ پر مبنی ہے اور ہم ان کے تمام دعوؤں کی تردید کرتے ہیں ابھی تک صرف تین مجاہدین شہید ہو چکے جب کہ فوج کو کافی جانی نقصان پہنچا ہے طالبان فوجیوں کے سر کاٹ کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، تیس تک فوجیوں کے ہلاک ہونے کی مصدقہ معلومات ہمارے پاس ہیں اور مجاہدین چھاپہ مار جنگ لڑ رہے ہیں اس لیے کفار کے ان فرنٹ لائن فورس کے پاس جھوٹ بولنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ بوکھلاہٹ کے مارے عام بازاروں مساجد اور آبادیوں پر بے تحاشا بم باری کر رہے ہیں، عوام کی املاک تباہ ہو رہی ہیں، یہ فوج ظلم کی ایک تاریک تاریخ رقم کر رہی ہے جس کا خمیازہ ان کو بھگتنا ہوگا۔ شریعت اور جمہوریت کے اس جنگ میں فتح ان شاء اللہ شریعت کے پاسبانوں کی ہوگی''۔

☆☆☆☆☆

بتوں کو توڑنا، ڈھانا، گرانا ہم کو آتا ہے

ہر اک ظالم سے پنجہ آزمانا ہم کو آتا ہے
ہر اک مغرور کی گردن جھکانا ہم کو آتا ہے

وہ ہم ہیں جو لگا کر قہقہہ توپوں سے بھِڑ جائیں
برستی گولیوں میں مسکرانا ہم کو آتا ہے

جہادِ فی سبیل اللہ کا اعلان سنتے ہی
قضا کے ساتھ ہنس کر کھیل جانا ہم کو آتا ہے

خدا والے ہیں ہم، اے بت پرستو! جانتے ہو تم
بتوں کو توڑنا، ڈھانا، گرانا ہم کو آتا ہے

عدو کے سر پہ بجلی بن کے گرنا جانتے ہیں ہم
جلانا، خاک کر دینا، مٹانا ہم کو آتا ہے

جہاں لاشیں گریں، بازو اُڑیں، شانوں سے سر اُچھلیں
وہاں بھی تن کے چلنا، دندنانا ہم کو آتا ہے

امیںؔ بزدل نہیں ہم، امن کے خواہاں تو ہیں بے شک
اگر فتنہ کوئی اُبھرے، دبانا ہم کو آتا ہے

سید امین گیلانی رحمہ اللہ

مجاہدین پوری طرح متحد اور منہجِ اسلام پر یک سوئی سے کاربند ہیں!

''مغربی قوتوں کو اب باور کرلینا چاہیے کہ افغان قوم کبھی بھی غیرملکیوں اور ان کے حواریوں کو برداشت نہیں کرے گی۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پروپیگنڈوں، اسٹریٹیجک منصوبوں، خفیہ چالوں اور امن معاہدوں کے ذریعے یا لویہ جرگہ اور مجلس وطنی کے نام پر افغانستان میں مستقل قیام کے لیے راہ ہموار کرلیں گے، تو انہیں یہ خیال اپنے دماغ سے نکال لینا چاہیے۔ جب افغان قوم کو ہزاروں غیرملکی فوجیوں کی موجودگی میں راضی نہیں کیا جاسکا تو اپنی خودمختاری کی دشمن ایک قلیل سی جماعت کو وہ کیسے براشت کرلیں گے؟

اور دشمن کو یہ خواب دیکھنا بھی چھوڑ دینا چاہیے کہ اسلامی نظام کے لیے برسرِ پیکار عام مجاہدین اور ان کے قائدین اس کے وعدوں اور مراعات کے عوض یا دنیوی اور ذاتی مفادات کے چکر میں، یا حکومتی وزارتوں اور عہدوں کے حصول کی خاطر اپنی حقیقی جدوجہد سے دست بردار ہو جائیں گے۔

قابضین سے میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ مجاہدین کو تشدد پسند اور اعتدال پسند کے نام پر تقسیم کرنا بھی دشمن اور اس کے ہرکاروں کی خام خیالی اور بے جا پروپیگنڈا ہے۔ مجاہدین تمام کے تمام اسلام کے پیروکار ہیں جن کا منہج بہت واضح اور معتدل، وہ پوری طرح متحد ہیں، اور منہجِ اسلام پر یک سوئی سے کاربند ہیں۔ جس کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرۃ: ۱۴۳)

''اور ہم نے تم کو ایک امتِ وسط بنا دیا ہے تا کہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے اوپر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں''۔

اسی طرح میری تمام مجاہدین کو وصیت ہے کہ وہ علاقے جو دشمن خالی کرچکا ہے یا کر رہا ہے، وہاں پر علمائے کرام اور علاقے کے معززین کے تعاون اور مشاورت سے نظم قائم کریں، جو لوگ مجاہدین کے نام پر عوام کو تکلیف دیتے ہیں، یا مال کے بدلے اغوا میں ملوث ہیں یا جہاد کے نام پر ذاتی یا شخصی مفادات کے حصول میں منہمک ہیں، ایسے افراد ہرگز نہ تو مجاہدین ہیں اور نہ ہی ان کا امارت اسلامیہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق ہے۔ میں مجاہدین کو حکم دیتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے افراد کو لوگوں پر ظلم وتعدی سے روکیں۔

میری مجاہدین کو وصیت ہے کہ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کام کو مزید آگے بڑھائیں کہ عام شہریوں کا نقصان نہ ہو، اور اس کمیٹی سے تعاون کو یقینی بنائیں جو عام شہریوں کے نقصانات کے روک تھام کے لیے تشکیل دی گئی ہے۔ تا کہ اہل وطن اور دنیا کو اس حوالے سے درست حقائق اور سچی خبروں کی فراہمی یقینی بنایا جاسکے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ہمارے جانی نقصان کے حوالے سے دشمن ہمیشہ جھوٹا پروپیگنڈا کرتا رہتا ہے۔ اور بدقسمتی سے کچھ ادارے اس جھوٹے پروپیگنڈے کی بنیاد پر رپورٹس بناتے اور شائع کرتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ عام شہریوں کو نقصانات پہنچانے یا ہلاکتوں میں خود دشمن ہی ملوث ہے۔ اگر کوئی مجاہد اس باب میں احتیاط سے کام نہیں لے گا تو مذکورہ ادارہ تحقیقات کے بعد اس کو قیادت کے سامنے پیش کرے گا، تا کہ حصول انصاف کی کارروائی عمل میں لائی جاسکے''۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ